شاہ محمد عبدالوہاب قادری

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

بحمد رب الفلق کتاب ہدایت انتساب ناسخ طوامیر ماسبق بقدردانی شہنشاہ دکن محی الملۃ والدین

اعلیحضرت نواب مستطاب میر عثمان علی خان بہادر آصفجاہ ہفتم ادام اللہ اقبالہ و خلد اللہ سلطنتہ

سلک ثالث سلسلہ دعوۃ الحق وشرعۃ الحق

المسمی بہ

منہاج الحق

من تصانیف حافظ کلام ربانی وحامل اسرار صمدانی غواص دریائے شریعت و طریقت و سباح بحار
روحانیت و حقیقت شمس العلماء مولانا مولوی حافظ سید محب الحق صاحب نقشبندی عظیم آبادی

سنہ ۱۳۳۶ ہجری

در مطبع خیر دکن واقع افضل گنج باہتمام سید محفوظ علی مسرور منجلی شد

حیدرآباد دکن

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب

137052

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	حمد باری تعالیٰ	۱	۲۱	اخلاق کا طرز بیان	۹۱	۴۲	ہدایات للمسترشد	۱۶۸	۶۳	ذکر نہ کرنے والوں	
۲	نعت سید المرسلین	۲	۲۲	اصول اخلاق یا	۹۴	۴۳	پیری و مریدی	۱۸۲		کی تہدید	۲۴۹
۳	مقدمہ کتاب	۳		رضائے مولیٰ		۴۴	بیعت ربانی	۱۸۹	۶۴	معالجہ امراض نفسی	۲۵۳
۴	حقیقت حال	۴	۲۳	نعمائے الٰہیہ	۹۹	۴۵	مجاہدہ و جہاد	۱۹۶	۶۵	فکر فی الآفاق و	۲۵۶
۵	رہبانیت	۱۲	۲۴	تقسیم اصول اخلاق	۱۰۳	۴۶	امراض باطنی	۲۰۱		فکر فی الانفس	
۶	اسلام و رہبانیت	۱۹	۲۵	مرکز اخلاق	۱۰۴	۴۷	امراض قلبی	۲۰۳	۶۶	فکر	۲۵۹
۷	نسبت انبیاء و ولایت	۲۵	۲۶	دوائر اخلاق	۱۰۷	۴۸	قلب مذموم یا قلب	۲۰۴	۶۷	پاس حواس	۲۶۹
۸	تاریخ تصوف	۲۸	۲۷	اللہ کا حق	"		مریض		۶۸	مراقبہ	۲۷۱
۹	تاریخ تصوف قرآنی	۳۳	۲۸	ایمان	۱۰۸	۴۹	قلب محمود	۲۰۷	۶۹	لطائف	۲۷۲
۱۰	تعریف تصوف	۳۷	۲۹	عمل	۱۱۳	۵۰	امراض نفسی	۲۰۹	۷۰	انشراح صدر	۲۷۵
۱۱	دور صوفیہ	۴۶	۳۰	ماسوائے اللہ کا حق	۱۱۴	۵۱	نفس مذموم	۲۱۰	۷۱	محاسبہ	۲۸۳
۱۲	دور آخری	۴۷	۳۱	حقوق انسان	۱۱۵	۵۲	نفس محمود	۲۱۱	۷۲	اعتکاف و اربعین	۲۸۶
۱۳	مشائخین	۵۶	۳۲	حقوق ماسوائے انسان	۱۳۱	۵۳	استغفار و توبہ	۲۱۲	۷۳	کشش یا تائید	۲۸۸
۱۴	عقائد خلاف قرآن	۵۹	۳۳	دنیا	۱۳۸	۵۴	انابت و معالجہ	۲۱۶		غیبی	
۱۵	ما بعد الموت	۶۷	۳۴	فقہائے ربانی یا واعظین	۱۴۹	۵۵	معالجہ امراض قلبی	۲۱۸	۷۴	گردش	۲۹۰
۱۶	افسوس	۷۴	۳۵	موعظت	۱۵۰	۵۶	ذکر	۲۲۲	۷۵	روش	۲۹۱
۱۷	جبر و اختیار اور تقلید	۷۹	۳۶	طلب	۱۵۳	۵۷	ذکر کلمہ طیبہ	۲۳۰	۷۶	اتقا یا قطع ماسوے	۲۹۳
	و آزادی		۳۷	امام ربانی	۱۵۹	۵۸	ضرب	۲۳۴		اللہ	
۱۸	تمھیں چاہیئے کیا؟	۸۳	۳۸	مرشد ربانی	۱۶۲	۵۹	پاس انفاس	۲۳۶	۷۷	مقامات	۳۰۰
۱۹	موضوع و غرض		۳۹	رشد و ارشاد	۱۶۳	۶۰	سلطان الذکر	۲۳۹	۷۸	مناجات	۳۰۵
	تصنیف کتاب	۸۶	۴۰	صفات مرشد	۱۶۶	۶۱	اخفائے ذکر	۲۴۰		———	
۲۰	آغاز کتاب تصوف قرآنی	۸۸	۴۱	فرائض مرشد	۱۶۸	۶۲	اسمائے حسنیٰ	۲۴۱			

Marfat.com

انتساب

تحفۂ درویش کو کرتے ہین سب سلطان قبول
ہم بھی اپنے دل کے ٹکڑون کا یہ تحفہ لائے ہین

خاکسار مصنف اس ناچیز تصنیف کو

عالیجاہ و عالی مرتبت ہر دلعزیز ہونہار شہزادہ اعظم جاہ

نواب میر حمایت علیخان بہادر

اطال اللہ عمرہ واافاض اللہ لہ مقالید السمٰوٰت والارض کے

نام شہزادگی واسم **ولیعہدی** کیساتھ منسوب کرتا ہے۔

کیونکہ

یہ کتاب تصوف قرآنی کا پہلا جلوہ ہے جو انسان کامل بنانے کیلئے خدائی ہدایت نامہ ہے

اور

ہمارے شاہزادہ بلند اقبال کو **خداوند عالم** انسان کامل کا نمونہ اور خلیفۃ اللٰہی کا وارث مستحق

قرار دیکر جلوہ گاہ عالم مین چمکانے والا ہے اسلئے اس تصنیف کے انتساب کا

ہمارے شاہزادے سے بہتر کوئی دوسر امستحق نہین ہوسکتا خدا اس انتساب کو قبول کرے آمین

سید محب الحق

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باریتعالےٰ

الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمت والنور ط ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ۵ امن خلق السمٰوٰت والارض و انزل لکم من السماء ماء ج فانبتنا بہ حدائق ذات بھجۃ ج ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ء الہ مع اللہ ط بل ھم قوم یعدلون ۵ ھو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا ط واجل مسمیٰ عندہ ثم انتم تمترون ۵ امن یبدؤ الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض ط ء الہ مع اللہ ط قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۵ ھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ۵ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ط ء الہ مع اللہ ط قلیلا ما تذکرون ط ھو الذی ینزل علیٰ عبدہ اٰیٰت بینٰت لیخرجکم من الظلمت الی النور وان اللہ بکم لرءوف الرحیم ۵ امن یھدیکم فی ظلمت البر والبحر ومن یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ط ء الہ مع اللہ تعالیٰ اللہ عما یشرکون ۵ ھو الذی ذرأکم فی الارض والیہ تحشرون ۵ امن جعل الارض قرارا وجعل خلٰلھا انھرا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ط ء الہ مع اللہ ط بل اکثرھم لا یعلمون ۵ ھو اللہ لا الہ الا ھو ط لہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ۵

اے وہ ذات جو ہے - ذات تیری - صفات تیرے - تیرے سوا جو ہے وہ نہیں ہے یہ نہیں کو ہے کے

Marfat.com

جلوے ہین تو نے دکھایا۔ اور ہے کونہین کے پردے مین تو نے چھپایا تیری حمد کرنی چاہون تو اے قدوس! تیری قدوسیت اور تیری عظمت وجلالت حیرت کی بیہوشی مین ڈالدیتی ہے۔ اور چپ ہون توجذبۂ دل چپکے چپکے چٹکیان لیتا ہے اور نچلا بیٹھنے نہین دیتا۔ قرار نہ یون ہی نہ وون ہی چین نہ اس پہلو نہ اوس پہلو ہمت کا قصور نہین مگر حوصلہ کا مقام نہین۔ کہان تو نشان واشارے سے وہم وکنایہ سے پاک منزہ سبحان اللّٰہ عما یصفون ٥ اور کہان ہم عدم وجود نما کے بلبلے کہ خیال ہٹا اور پھوٹ بہے جسکا ہونا بھی وہم کا نہ ہونا بھی دہوکا۔ کہان تیرے صفات مقدس عن الکیفیات والحاطات والحمد للّٰہ واللّٰہ اکبر اور کہان ہمارے کیفیات آلودہ قیودات محدودیت۔ کہان تو اور کہان ہم پھر تیری حمد کرنی غیر محدود کو محدود الفاظ مین، محدود معنی مین محدود مفہوم مین مقید کرنا ہے اور یہ ناممکن۔ تو اے واجب الوجود پھر تیری حمد کے لیے زبان الفاظ معنی مفہوم کہان سے لاؤن ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تو۔ سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ٥

نعت سید المرسلین منزل من رب العلمین

یس۔ والقران الحکیم انک لمن المرسلین ٥ علی صراط مستقیم ٥ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ٥ لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم من ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ٥ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم نعت خیر الورٰی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اگر بہ دوری ونابینائی بیان ہو تو کہانی ہے اور تاریخ نویسون کا افسانہ اور اگر بحضوری بیان ہو تو حضوری اور بیان۔ ایسی حضوری جسمین دیدار محبوب کے سوا تحریر وتقریر کا بھی ہوش رہے حضوری کی بیہوشی بہتر۔ مگر بیہوشی مین نہ دید نہ شنید نہ ناز ونیاز۔ نہ ولولۂ عشق نہ الطاف محبوب کی دل ربائیان تو اس سے بہر حال

Marfat.com

دیوانہ وار ہوش اور عاشقانہ گرم جوشی ہی اوسنے اوسے کچھ ہی ہو دل دیوانہ سے یہہ امید کہ وہ نعت مصطفوی کے مراتب طے کر سکیگا۔ دیوانہ پن ہے وفور شوق و سلسلہ بیان چشم محو نظارہ اور مراحل تحریر۔ دل سودا زدہ اور مراسم تقریر۔ ناممکن۔ نہ آنکھون کو قوت تقریر نہ زبان کو طاقت دید۔ اسلئے آپ کی نعت دل عشاق کے حوالے چشم مشتاق کے حوالے شوق و اشتیاق کے حوالے پھر کہنے سننے لکھنے لکھانے کو کیا رہا۔

جو ہو گیا ہو آپ کا شیدا وہ کیا کہے۔ دیوانہ ہو جو آپ کا مولا وہ کیا کہے۔

عشاق را خبر ز سیاہ و سفید نیست۔ جز دید یار فرصت گفت و شنید نیست۔

مقدمہ کتاب

مینے دعوۃ الحق مین از روے دلائل عقلی و فلسفی اور از روے اقتضاے فطرت اسلام کی حقانیت بمقابلہ دیگر ادیان کے دکھائی ہے اور توحید۔ ضرورت رسالت۔ حقانیت رسالت۔ ختم رسالت۔ حقیقت معجزات حقانیت قرآن مجید۔ اوسکا کلام اللہ ہونا اور منزل من اللہ ہونا ثابت کیا ہے۔ ان مضامین کو جسے دیکھنا ہو وہ دعوۃ الحق مین دیکھے۔

قرآن مجید کی حقانیت تسلیم کر لینے کے بعد اسکے سوا کوئی کسوٹی حق و باطل کے جانچ کی نہین ہو سکتی جو قطعی ہو اور غلطی اور لغزش سے پاک ہو اسلئے شرعۃ الحق مین مینے اسلامی شریعت کو قرآن مجید سے بیان کیا ہے تاکہ وہ سارے فرق اسلامیہ کے اختلافات اور جھگڑون مین حکم ہو اور خدائی فیصلہ سنا دے شریعت کی صحت جسے کرنی ہو وہ شرعۃ الحق کو بلا نفسانیت دیکھے۔

اس کتاب مین جسکا نام مینے منہاج الحق رکھا ہے مجھے قرآن مجید کی روحانی تعلیم اور قرآنی تصوف کو بیان کرنا ہے جو تیرہ سو برسون کے گذرنے پر بھی من حیث تصنیف و تالیف سربمہر ہی رہا ہے ما سکے متعلمین عاملین ہوے تکمیل کی مراد کو پہونچے۔ مگر جو سیکھا یا سکھایا وہ سینہ بسینہ ہی رہا۔ یہان تک کہ اسکا نام ہی

Marfat.com

پڑگیا علم سینہ مگر جو کتاب من اللہ تبلیغ کی گئی اوسکی روحانیت کو ضرور ہے کہ آشکارا کیا جائے مجھے ضرورت اسکے آشکارا کرنیکی کیا ہوئی اور کس ضرورت نے مجھے مجبور کیا اسے مین اس مقدمہ مین جسکو ذیل کی چند سرخیون مین تقسیم کیا ہے بیان کرونگا۔ ناظرین سے امید ہے کہ پہلے مقدمہ کو پڑھ لین جب اصل کتاب کی طرف توجہ فرمائین۔

حقیقت حال

علام الغیوب! تجھ سے چھپا کیا ہے۔ مدت ہوئی۔ زمانہ ہوا۔ صبح ہوئی شام ہوئی۔ موسم آئے موسم گئے صبا چلی سموم چلی۔ دن کٹے۔ راتین کٹین برسون کا شمار ہے۔ اتنے زمانہ مین خدا جانے کتنے انقلاب ہوئے طفلی آئی بھی گئی بھی۔ شباب بھی آیا وہ بھی رخصت ہوا۔ اب پیری آئی۔ اور آتے آتے پیام اجل بھی آیا۔ مگر تیرے دیوانہ کو کہین پناہ نہ ملی۔ بھونرا بن کر جس پھول پر بیٹھا وہ مرجھا گیا۔ پروانہ بن کر جس شمع کے پاس آیا وہ گل ہوگئی۔ بلبل بنکر جس گل کا محو نظارہ ہوا وہ گل گلچین کے گلے کا ہار ہوا۔ اور بہتر ہوا تیرے پروانہ کو شمع سے کیا کام اور چراغ سے کیا غرض۔ تیرے دیوانہ کو گلستان سے کیا تعلق اور بوستان سے کیا مطلب۔ بے نیاز تو سب سے ہوا مگر دل کی پیاس نہ بجھی اور نبض کی تیزی ٹھنڈی نہ ہوئی۔ یاس موجب تسکین ہوتی وہ بھی نہ ہوئی۔ غایت شوق نے تیری تصویر کھینچی تو ایمان علیمی نے اوسے مٹا دیا جوش جنون نے جسے کہا کہ وہ تو ہے۔ دیکھا تو وہ تو نہ تھا اپنا دیوانہ پن تھا آنکھین ترستی ہی رہین اور دل بسمل تڑپتا ہی رہا تیری طلب وجستجو نے بیٹھے بیٹھے کس کس جہان کی خاک نہ چھنوائی اور کس کس عالم کی فضا نہ پنوائی۔ دیکھا اور کیا کیا نہ دیکھا مگر یہ سارے ماسوا کے تماشے تھے اور انی لا احب الافلین مین فانی کو پسند نہین کرتا اللہ اللہ ؎ کہان کہان تیرا عاشق تجھے پکار آیا

افسوس صد افسوس عمر گذری اور تماشہ بینی ہی ہین۔ حیرت در حیرت بہتیرا کچھ دیکھا اور کچھ نہ دیکھا کہین تیری جھلک نے تڑپایا تو وہ تیری جھلک تھی تو نہ تھا کہین تیری تصویر بول اٹھی تو وہ تیری اک

Marfat.com

امتحانی ادائگی تو نہ تھا اسے منزہ عن التکیف اکم وکیف کا جیلراپنی چہار دیواری سے نکلنے نہیں دیتا کہ تنزیہہ و تقدیس کی جان بخش ہوا سے مشام جان تازہ ہو سچ ہے یومنون بالغیب کا احاطہ ہزار توڑو نہیں ٹوٹتا۔ ہرچند اسکا نتیجہ تھا یاس و ناامیدی۔ مگر جوش عشق نے سہارا دیا اور ہمت شکستہ نے سنبھالا لیا۔ امید کا گھٹا ٹوپ بادل امنڈ آیا۔ بارش رحمت کی جھڑی برسنے لگی ولولہ اٹھا تو دل کے ہاتھوں نے ہاتھ بڑھایا مگر ہاتھ کی بساط گز بھر کی بھی نہیں چشم شوق نے آنکھیں کھولیں تو تل اوجھل پہاڑ۔ ایک مدت انا الحق کی شراب ڈھلی۔ ایک مدت ہو الحق کا دور چلا مگر حوادث فنا کے دائرہ سے نہ اک نقطہ باہر گیا نہ نقطہ کا وجود نہ وجود کا وہم نہ وہم کے کیفیات۔ نہ کیفیات کے جذبات۔ قطع ماسوا کے بعد بھی جو کچھ رہا وہ نیرنگی فنا کے اندر تھا۔ تنزہ اور قدوسیت کے ہو کا عالم جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ سارے انقلاب ہم میں تھے ہم میں ہوے۔ نیرنگیوں کا فوارہ ہم سے اوٹھا ہم پر برسا تو چھپا ہی رہا اور ہم ترستے ہی رہے اے اللہ پھر تیرا عاشق کیا کرے نہ دیکھ سکتا نہ بے دیکھے چین نہ پا سکتا نہ پائے بغیر دل کو آرام نہ بے صبری کی گنجائش نہ صبر کا موقع۔ ہرچند امید و بیم کے اس تموج میں تو نے میری ڈوبتی ناؤ کو سنبھالا تو سہی اور ہمت کا پاس بھی رکھا پھر بھی کیفیات کے مد و جزر نے کسی حال میں نہ رکھا۔ عالم فنا کے نت نئے تماشوں سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ حیرت در حیرت معاملات نے عقل کھوئی۔ یہ سارا کچھ ہوا مگر تیرا شکر کس طرح ادا ہو کہ اس پر بھی تو نے ساتھ نہ چھوڑا اور چھوڑ نہ دیا۔ ہمت بھی دی سہارا بھی دیا سنبھالا بھی اور ہدایت بھی کی سینے تیری آواز پہچانی جب ڈوبتے وقت تو نے للکارا کہ او دوست مخلص کیا میری پکار یعباد لاخوف علیکم الیوم و لا انتم تحزنون (اے میرے بندو آج تم کو کچھ خوف نہیں اور کچھ غم نہیں) تو نے سنی نہیں کیا؟ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا (جنہوں نے میری راہ میں مجاہدہ کیا تو ہم اونھیں اپنی راہ ضرور دکھائیں گے) کی منادی تیرے کانوں نہ پہونچی۔ کیا میری صفت تکلمی پر تیرا ایمان نہیں ہے۔ کیا میرا کلام مجھ سے جدا ہے۔ یا میں اپنے کلام سے

Marfat.com

جدا ہون اوڈھونڈھنے والے کہان کہان ڈہونڈہتا ہے مجھے میرے کلام مین ڈھونڈہ۔ پائیگا تو نہین پائیگا میرے سوا کہین پناہ نہین اگر تو مجھ سے ملنے کیلئے میرے کلام مین ڈھونڈہ با تو من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لاٰت (جو کوئی اوس سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اللہ کے وعدے کا وقت تو ضرور آنیوالا ہے) او طالب صادق نہ ادہر دیکھ نہ اودہر دیکھ میرے پاس آ۔ ہان آ۔ میرا بندہ آ۔ میرا ڈھونڈھنے والا آ۔ عبودیت کی دہرین لگا اور معبود کی طرف دیکھ مستیٔ عشق کو راہ پر لگا اور چلا چل۔ راہ سیدہی ہے وہ مینے اپنے قرآن مین بتادی ہے بس سیدہا چلا آ دل مین دل آیا جان مین جان آئی آخر پناہ دینے والے نے پناہ دی۔ الیہ المرجع والماٰب ؎

تیرے سوا پناہ جو ڈھونڈہا کہین نہین ۔ تیرے حضور آئے تو امن وامان ملا

اس لئے اب ہم ہین اور تیرا کلام۔ اب ہم ہین اور تیری باتین تعالیٰ شانہ وتقدس کلامہ اوسکے کلام نے آنکھین کھولین تو دل پکارا اوٹھا ربنا ما خلقت ہذا باطلا لیکن اب دو سر التعجب اور دوسرا افسوس کہ صدیان گذرین تصنیف وتالیف کا بازار گرم ہوا۔ بڑے بڑے امام فقہا علمائے فقرا۔ عالی ہمت اور عالی دماغ لوگون نے خدمت اسلام پر کمر باندہی عیش وآرام تلخ کیا مصیبتون کے سامنے جان بکف ہوئے اور تصانیف کا انبار لگا دیا کونسا علم ہے جسمین اونکی تحقیقات نے اضافہ نکیا اور اوس پر اپنی مہر ثبت کی۔ مگر روحانیت قرآن ابھی اچھوتی ہی رہی اور تصوف قرآنی ابھی تک سربمہر ہی رہا میری غرض تحریر وکتابت سے ہے عمل سے نہین۔ مجاہدات وریاضات کیا اونہون نے جو اگلون نے نہ کئے۔ اون مین جب تک تدبر فی القرآن رہا روحانیت قرآنی نے روح کا تصفیہ کیا نفس کا تزکیہ کیا اور نعمتون کے مینہ برسائے۔ خدائی راہ کے رہرو خدا تک بے آہ وفغان اور بے نالہ وفریاد پہونچے جب تصنیف وتالیف کا بازار لگا تو لوگ انسانی اقوال وسندات کے گاہک ہوئے نفس وشیطان کو راہ ملی تو رفتہ رفتہ اسلام کی تجزی کی گئی شریعت قاضیون کے حوالہ ہوئی اور طریقت

صوفیون کے غلبہ سلطنت کے سبب قضایا نے اپنا ڈنکا بجادیا اور طریقت بند ہوئی خلوتون مین۔ اختلافات آرائے فقہ کا ایک کتب خانہ مرتب کردیا اور مکتوبات طریقت نے ایک ذخیرہ جمع کردیا۔ اوسمین طبع آزمائیونکا لطف اور اسمین سلسلہ انسانی کا مزہ۔ اونہون نے قرآن کو مجمل سمجھا اور اُنہون نے اعمال روحانی کے لئے قرآن کو ناکارہ۔ فطال علیھم الامد فقست قلوبھم (امتداد زمانہ سے اون کے قلوب سخت ہوگئے) اس سنۃ اللہ کے مطابق سب نے اپنے رشتے ادھر ادھر جوڑے اور تدبر فی القرآن کا دروازہ بند ہوا۔ پھر کیا تھا مسلمان لگے آپس ہی مین ایک دوسرے پر منہ آنے اور آپس ہی مین جوتی پیزار کرنے۔ یہ اونکو زاہد خشک سمجھنے لگے جسکو خدا سے واسطہ نہین اور وہ انکو ملحد ور صابی سمجھنے لگے جسکو اسلام سے کوئی تعلق نہین۔ ع

دونون آنکھون سے دیکھتے تھے ایک ایک سے ابتو دیکھتے ہین دو

اور بات اتنی ہے کہ جسطرح جسم مین جان ہے۔ لفظ مین معنی۔ ظاہر مین باطن۔ اوسی طرح شریعت مین طریقت ہے دونون کو جدا کرنا اسلام کی موت ہے۔ بغیر شریعت نہ طریقت طریقت ہے نہ بغیر طریقت شریعت شریعت۔ دونون جسم و جان کی طرح ایک سا ہین۔ سمجھنے سمجھانے کیلئے اصطلاحاً دو الفاظ بولے گئے تو اوسمین مضایقہ نہ تھا مگر عملاً دونون کی علیحدگی جسم و جان کی علیحدگی ہے بمنزلہ موت کے مگر قوم نے دونون کو دو کردیا اور دو فرقے ہوکر لگے ایک دوسرے پر آوازے کسنے۔ وہ اونکو خلاف شرع کہنے لگا اور یہ اونکو ریاکار۔ ایشیائی شاعری نے اسے اور رنگا اور موسیقی نے تو مقبولیت عام کا خلعت ہی پہنا چھوڑا۔

خدا کے بندو! خدا نے تمھین سڈول خوبصورت اور توانا جسم دیا۔ ہاتھ پاؤن دئے۔ ناک کان دئے۔ آنکھین دین ان سے بالاتر دل دیا۔ دماغ دیا۔ عقل دی اور روح وہی انفاس دیئے تو حواس بھی دیئے کیا یہ سارا کچھ بیکار دیا لغو دیا عبث دیا ضایع و برباد کرنے کو دیا۔ حاشا نہین سب کچھ دیا کسب کے

Marfat.com

کام بھی ٹھہرا دئے. دین کے بھی دنیا کے بھی. انہین نگہداشت کے ساتھ جسمانی عبادت لازم کی تو روحانی عبادت بھی اسی لئے پاس انفاس ضرور ہے تو پاس حواس بھی ذکر لازم ہے تو فکر بھی محکمہ اجسام مین تمہین حاضری دینی ہوگی تو محکمہ ارواح مین بھی ذرہ ذرہ حساب دینا ہوگا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ط ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ (جسنے ذرہ برابر بھی نیکی یا بدی کی ہوگی وہ اوسکو دیکھ لیگا (پارہ عم. سورہ زلزال) یعنی جتنی ودیعتین خدا نے تمہین دے رکھی ہین اور جتنی قوتین خدا نے تم کو عنایت کی ہین سب کی نسبت بازپرس ہوگی اور سب کا کمال اور نقصان دیکھا جائیگا. ساری قوتون کا کمال جسمانی ہون یا روحانی کمال انسانی اور کمال انسانیت ہے اور یہی انسان کی کمال ترقی ہے خدا کی رضا یہ ہے کہ انسان کامل انسان بنے اور خلیفۃ الٰہی کے خلعت کا سزاوار ہو. قرآنی تصوف نے ظاہر کو آراستہ کیا تو باطن کو بھی شریعت کو پاک کیا تو طریقت کو بھی جسم سے عبادت کرائی تو روح سے بھی. اسکی شریعت کا بیان بہت کچھ شرعۃ الحق مین ہوا اور اوسکی طریقت کا بیان اس کتاب مین ہوگا.

قرآن مجید کی ایسی بے ضرر اور بے خطر تعلیم. بے زحمت کیمیا گری اور جان بخش مسیحا نفسی کی افسوس ہے کہ اشاعت نہ کی گئی اور آپس کے رگڑون جھگڑون مین کتبخانہ تصنیف کیا گیا. ہدایات قرآنی سے بے توجہی کی گئی اور اوسکی روحانی تعلیم سے بکمال چشم پوشی. اساتذہ نے تلاوت کی تدبر کیا نہ تعمیل کی مراد کو پہونچے پچھلون کے دل بیمار ہوتے گئے. اونہون نے خدا کے بھیجے ہوے معالجۂ روحانی سے دوری کی تو گھاٹے مین پڑے.

جسطرح جسم کے لئے امراض و علاج ہین روح کے لئے بھی ہین. پھر جسم و روح کے تعلقات کچھ ایسے لطیف ہین اور ایسے پوشیدہ تر کہ ان آنکھون نہین دیکھے جا سکتے مگر عقل کی آنکھین کچھ دیکھ ہی لیتی ہین تو جس خدا نے جسم دیا جسمانی فرائض و عبادت لازم کی اور روح دی تو روحانی فرائض

و عبادت بھی لازم کی جسم و روح دونون کو سنفر کیا تو عبادات مشترکہ کو بھی لازم کیا کیونکہ ایک کی صفت دوسرے پر موثر ہوتی ہے اسی لئے قرآن مجید مین ظاہر و باطن دونون گناہون سے بچنے کا حکم دیا کہ ذروا ظاھر الاثم و باطنہ (انعام ع ۱۴) مگر اس آیت کے بلکہ روحانی تعلیم کی ساری آیتون کے معنی ہی کہدینا یا اوسکی بلاغت بیان کردینی۔ یا اختلاف معانی بیان کردینا۔ یا علما کی مختلف مرادین جو اوس آیت سے اونھون نے لی ہون بیان کردینا ہی کافی سمجھا جاتا اور خداوندی احکام کی تعمیل سمجھی جاتی ہے۔ دین کے سارے معاملات ہی زبانی جمع خرچ ہو گئے ہین۔ اور اونکی وہی مثل ہے کہ جسطرح اوس فلسفی نے مہینون اور برسون کے ریاض مین طوطون کو سکھا پڑھا کر اور دیا تھا کہ ہم پردار جانور ہین چڑیمار کے نرکل پر کبھی نہ بیٹھینگے اور بیٹھے تو چنگل چھوڑ کر اڑ جائینگے"۔ اور دل مین وہ فلسفی مطمئین تھا کہ اب سارے طوطے اس راز سے واقف اور اپنے پر و بازو کی قدرت سے آگاہ اور ہوشیار ہو گئے ہونگے اور اب وہ اپنی حفاظت کر سکینگے۔ مگر ایک دن اوس نے پھر دیکھا کہ چڑیمار اپنے کام مین مصروف ہے اور وہی تعلیم یافتہ طوطے آئے بھی نرکل پر بیٹھے بھی اور جیسے پہلے پھنسے تھے پھنسے بھی اور جو سکھایا گیا تھا وہ پڑھ بھی رہے ہین اور پھر اوسی طرح نرکل سے لٹکے جھول بھی رہے ہین نہ چنگل چھوڑتے ہین نہ اوڑتے ہین۔

قوم کے ایمان۔ اعمال۔ عبادات۔ ریاضات۔ اور اخلاص بلکہ سارے ہی معاملات کا یہی حال ہوگیا ہے کہ سارا کچھ زبانی جمع خرچ ہے اور دل بے خبر زبان سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ اور دل بے حس۔ ذکر بھی کرتے ہین۔ مگر اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم (جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اون کے دل ہل جاتے ہین۔ انفال ع ۱) کے یہ مصداق نہین بعض قرآن مجید تلاوت بھی کرتے ہین۔ مگر اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا (جب خدا کی آیتین اونکو سنائی جاتی ہین تو اونکا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ انفال ع ۱) کے یہ مخاطب نہین۔ ہر نماز مین الحمد پڑھی جاتی ہے مگر وہی فلسفی کا

Marfat.com

طوطون کو پڑھایا ہوا کلمہ ہر الحمد مین ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتے ہین مگر دروغ گویم بر روئے تو مدد و سیکڑون سے مانگی جاتی ہے بالخصوص مرنے کے بعد مردون سے اسیطرح ہر الحمد مین اھدنا الصراط المستقیم پڑھتے ہین مگر صراط مستقیم کی ہدایت کے خواہان ہو کر نہین بلکہ وہ اک منتر پڑھا جاتا ہے اسمین جہلا، علمار، مرید، پیر، سب شریک حال ہین الا ماشاء اللہ عربی جاننے والے نہ جاننے والے دونون برابر۔ اے لوگو۔ برا ماننے کی جگہ نہین۔ رونے کی جگہ ہے۔ پاؤن ملاؤ نہ ملاؤ۔ آمین زور سے کہو یا آہستہ رفع یدین کرو نکرو مگر دل حاضر ہو یہ تو خدا کا مطلب ہے مگر قوم کے نزدیک دل حاضر ہو نہ ہو خشوع خضوع چولہے بھاڑ مین جائے مگر رسوم اور جھگڑون کی پابندی ضرور ہو۔ یہ نے یہہ چند باتین مثالاً بیان کین یہی حال سارے عبادات و معاملات کا ہے کہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ بے خبری ہی سے۔ دین کو رسم بنا کر یہہ حال ہوا کیون؟ قرآن سے غفلت کے سبب۔ قرآن سے منہ موڑنے کے سبب قرآن کی روحانی تعلیم سے بے خبری کے سبب۔ ورنہ دل بیمار ہوا تہا۔ روح بیمار ہوئی تھی تو قرآن مجید اوسکا علاج اوسکی شفا موجود تھا اگر اودہر رجوع کیا جاتا۔ مگر افسوس کہ یہہ ہاتھہ مین دیا گیا علمار دنیا کے۔ ان کے ہاتھہ مین یہہ طبع آزمائیون کا گل بازی نبا خبکا حال ہے الذین ھم فی خوض یلعبون (جو بکواس مین پڑے کھیلتے ہین کھیل مین ہار جیت ہوتی ہی ہے اور زد و رنجون مین رنج بھی۔ پھر جو ہوتا ہے وہ ہوا بھی۔ ایک دوسرے کی رد مین کتابین لکھنے ایک دوسرے کو کافر بنانے مین لیاقت قابلیت اور زور ایمان صرف ہونے لگا۔ مسلمانون نے مسلمانون ہی سے جہنم آباد کرنا چاہا اور لگے مسلمانون ہی کو کافر بنا بنا کر جہنم آباد کرنے یہہ جاہ طلبی کے تماشے تہے فاما من طغی و اثر الحیوة الدنیا فان الجحیم ھی الماوی ہے جس نے سرکشی کی اور اوس نے دنیا ہی کی زندگی کو بہتر سمجھا۔ اور اوسکی قدر کی تو گیا جہنم مین (النزعٰت) یہ سرکشی اور دنیا طلبی تھی پھر اس کے جو نتیجے ہوئے وہ بھی ہونے ہی تہے آخر کار مسلمان نہ صرف ہندوستان کے بلکہ ساری دنیا کے

Marfat.com

اُس خال کو پہونچے جسکے ماتم میں اپنے پرائے سب شریک حال ہیں۔

دوستو! جیسا تخم ڈالا گیا ویسا پھل آیا۔ جیسی کرتوت تھی ویسے نتیجے ملے ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ آیندہ کو جیت کرو۔ گرنا عیب نہیں گر کر نہ اوٹھنا اور پڑے رہنا عیب ہے۔

خدا نے بھی امید کا دروازہ کھول دیا ہے تلک الایام نداولہا بین الناس خداوند عالم لوگوں میں زمانہ کو بدلتا رہتا ہے (ال عمران) ایک سا حال کسکا رہا۔ ہر انسان بدلتا ہے تو ہر قوم بھی بدلتی ہے جسکے اجزا بدلتے رہتے ہوں وہ کل بھی بدل جائیگا۔ دنیا پھر پلٹا لینے کو ہے۔ قوم۔ قرآن مجید کی طرف رجوع کرتی جاتی ہے پچھلا پہر ہو چکا۔ صبح کاذب نمودار ہے کوئی دم میں نور کا تڑکا ہوا چاہتا ہے۔ وہ وقت آگیا کہ قرآن مجید کی روحانیت آشکارا کی جائے۔ قرآن مجید کے سربستہ اسرار جتنا کچھ بھی کھل سکیں کھولے جائیں کہ قرآن کا نور سارے عالم میں جگمگائے جسکی تجلی میں چلنے والے خدا تک پہونچیں یہی خدمت ہے جسکو مجھے ادا کرنا ہے۔

لوگو! اب سارے دروازے بند ہیں۔ بلکہ اینٹوں سے چن دئے گئے ہیں کیونکہ وہ سڑ گل کر خراب اور بیکار ہو گئے تھے اب بارگاہ حقیقت کا قرآن کے سوا دوسرا کوئی دروازہ ہے نہیں اسلئے قرآن کو چھوڑ کر رسائی ناممکن۔ اس دروازہ کو اگر معرّم تصوف قرآنی کہیں تو جائز ہے۔ یہہ کلام ربانی خدا کے پاس سے آیا اور خدا تک پہونچانے ہی کے لئے آیا اور خدا تک پہونچاتا ہے اسلئے قرآن مجید کے سوا نہ شاعری بادی ہے نہ دو ہے نہ افسانے نہ کوئی انسانی کلام۔

ایک عام خیال یہہ پھیل گیا ہے کہ قرآن مجید شریعت اور محض دنیاوی قانون ہے جسکو دنیاوی اور ظاہری احکام سے تعلق ہے اور محض زہد خشک ہے بے لذت۔ اور تصوف خدائی راہ ہے۔ یہہ ایک علم ہے سینہ بسینہ جسمیں ذوق و شوق کے ولولے ہیں۔ اور عاشقی و معشوقی کے غلغلے یہی موصل الی المطلوب ہے۔ اس لئے مجھے تصوف پر بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ اس نے قرآن مجید سے حاصل کیا سیکھا یا ہے اور کس

Marfat.com

سند سے۔ مگر چونکہ رھبانیت نے بھی تصوف کا لقب اختیار کر لیا۔ اور اب تصوف اور رھبانیت مین مماثلت تام پائی جاتی ہے اس لئے مجھے پہلے رھبانیت کو بیان کرنا چاہیے۔

رہبانیت

اسکا پتہ لگانا تو مشکل ہے کہ دنیا مین رھبانیت کی ابتدا کب سے ہوئی۔ فطرتی رفتار تو یہ دیکھی جاتی ہے کہ عالم حدوث مین کوئی چیز اپنے حال پر نہین رہتی دگرگونی اسکی شان سے ہے یہی رنگ مذہب مین بھی پایا جاتا ہے جتنے مذہب دنیا مین آئے وہ آئے تو بربنائے حقانیت ہی مگر پائے جاتے ہین بدحالی ہی ہین۔ تو جو مذہب اول اول آیا کتاب اللہ لایا اور اوس نے اپنا نور پھیلایا۔ رفتہ رفتہ امتداد زمانہ سے رخنے پڑے اور افراط و تفریط نے جگہ پائی۔ اس افراط و تفریط نے دو گروہ کر دیئے کوئی ادھر جھکا کوئی اودھر اس نے اعتدال مذہب کو کھو دیا۔ کوئی دنیادار ہوا۔ اور کوئی دیندار تارک دنیا انہین کو جوگی اور رھبان وغیرہ کے لقب دئے گئے

ہر مذہب کی رھبانیت کا پتہ لگانا تو مشکل ہے بلکہ ناممکن۔ اس لئے مین چند ہی مذاہب کی رھبانیت کا جسکا سراغ ملسکتا ہے یکقدر مجھے ملا بیان کرنا چاہتا ہون۔

ہندوون کی رھبانیت کی تاریخ بیان کرنا چاہون تو اُنکے یہان تاریخ نہین قیاسات کے گھوڑے دوڑانے پڑینگے اور قیاس شخصی قابل اعتبار نہین۔ دید اور شاستر سے کچھ سراغ لگاؤن تو زبان سنسکرت کی عدم واقفیت مانع ہوئی اس لئے مین یہود و نصاریٰ کی رھبانیت کی نسبت کچھ بیان کرونگا کیونکہ اون کے یہان تاریخ ہے انہین کی کتابون سے رھبانیت کا کھوج بھی ملسکتا ہے

دیکھو تنزل و زوال رومۃ الکبریٰ مصنفہ ایڈورڈ گبن۔ دائرۃ المعارف للبستانی جلد ثامن نیلین انسائیکلوپیڈیا مین انگریزی زبان نہین جانتا اس لئے سخت دقت پڑی۔ تو کچھ ترجمہ کرا کر کچھ دوسرون

کی تصنیفون سے جنکا ماخذ اوپر کی کتابین ہین معلومات حاصل کرنے پڑے۔

یہود کے تین حیثیت رہبانیت مین فرقے تھے فریسیہ۔ صدوقیہ۔ اسینیہ دو فرقون کا ذکر موجودہ بائیبل مین پایا جاتا ہے اور تیسرے کا ذکر یوسیفس یہودی مورخ نے کیا ہے جو ۳۷ء مین پیدا ہوا تھا۔

اول اول یہود کے فرقہ اسینیہ نے مصر و فلسطین مین رہبانیت کی بنیاد ڈالی۔ اسکے بعد نصارے نے اسے از سر نو زندہ کیا۔ نصارے مین رہبانیت کی پہلی مثال مصر مین ملتی ہے۔

انطونی اعظم باشندہ طیبہ نے جو ۱۰۵ برس کی عمر مین ۳۵۶ء مین مرا گھر بار چھوڑ کر بحیرہ قلزم کے متصل کوہ کولزیم پر سکونت اختیار کی۔ اس راہب کی کوشش سے لیبیا کے ریگستانون طیبہ کے چٹانون۔ اور دریائے نیل کے شہرون مین جلد جلد آبادیان قائم ہوتی گئین۔ اوسکے مرید حبشہ مین بھی پھیل گئے۔

پولوس طیبوی کے مرید پخومیوس نے قریباً ۳۲۰ء مین جزیرہ تابنیہ واقع دریائے نیل مین راہبون کیلئے سب سے پہلی خانقاہ بنائی اور اسی نے رہبانون کے قواعد بنائے اسکی بہن نے عورتون کے لئے الگ خانقاہ بنوائی پخومیوس کی کوشش سے اس جزیرے مین راہبون کی تعداد ایک ہزار چار سو ہوگئی۔ اوسکی دیکھا دیکھی امون راہب نے بھی اسکندریہ کے جنوب مین کوہ نطرون پر ایک خانقاہ بنائی اور تھوڑے ہی دنون مین وہان پانچ ہزار راہب جمع ہوگئے۔

رفتہ رفتہ جبال نطرون اور دریائے نیل کے درمیان بہتیری خانقاہین بنتی گئین اور زن و مرد کی ایک تعداد کثیر نے رہبانیت اختیار کر لی صرف شہر اکسی رنکس کی خانقاہون مین دس ہزار عورتین اور بیس ہزار مرد رہتے تھے مصر مین رہبانیت نے اتنا فروغ پایا کہ شاہ ویلس کو جو ایک رومی شہنشاہ تھا فوجی خدمت کیلئے آدمی نہ ملسکتے تھے اسلئے اس نے حکم دیا تھا کہ آیندہ راہبون سے بھی فوجی خدمت لی جایا کرے۔

علی ہذا شام مین رہبانیت نے قدم جمایا ایشیائے کوچک اور بحیرہ اسود کے سواحل نے بھی رہبانیت مین مصر کا اقتدا کیا ہلاریون متوفی ۳۷۱ء جو انطونی اعظم کے ساتھ دو ماہ تک مصر کے جنگل مین

Marfat.com

بھی ہمت تھا وہ اپنے وطن فلسطین مین آکر پندرہ برس کی عمر مین یعنی ٣٢٨ء مین غازا کے جنوب کی طرف صحرا مین راہب بن بیٹھا اور اوس نے بہتری خانقاہین بنائین جب وہ فلسطین مین خانقاہون کا معائنہ کیا کرتا تو دو تین ہزار راہب اوسکے ساتھہ ہوا کرتے تھے ۔

ستاتیوس اُسقف سبسطیہ نے آرمینیہ مین رہبانیت کو ترقی دی اور باسیلیوس نے ٣٦٠ء مین صوبہ پانتیس مین جو ایشیائے کوچک کا شمال و مشرقی صوبہ تہا رہبانیت کی بنیاد ڈالی اور بحیرۂ اسود کے جنوبی ساحل پر بہت سی خانقاہین بنائین اور اون کے لئے قواعد بنائے ۔

اتناسیوس اُسقف اسکندریہ نے روما مین رہبانیت کو پہلے پہل رواج دیا ۔

مارٹن باشندۂ تور نے ٣٧٠ء مین غالیہ مین رہبانیت کو فروغ دیا جب وہ مرا تو اوسکی لاش کے ساتھہ دو ہزار اوسکے مرید تھے ۔

کامیانوس مارٹن کا ہم عصر جو بیت اللحم کی خانقاہ مین رہا کرتا تہا اوس نے ٤١٥ء مین فرانس کے بندرگاہ مارسیلز مین خانقاہین بنائین ۔

بحیرۂ روم مین بھی لیران سے لیپاری تک تمام جزائر مین رہبان آباد تھے ۔

اُسقف امبروس متوفی ٣٩٧ء نے سیلان واقع اطالیہ مین اک خانقاہ بنائی اور وہین اغسطینوس کو عیسائی بنایا جس نے شمالی افریقہ مین رہبانیت پھیلائی اور اوسکے قواعد بنائے جو بعد مین یورپ کے ہزارون خانقاہون کا دستور العمل بنے ۔

پیلاجیوس ان قوانین کو روما سے انگلستان مین لایا ۔ اسی خانقاہ سے آئرلینڈ کے وحشی اقوام مین رہبانیت پھیلی اسکی خانقاہ بینگور واقع ویلز مین تھی ۔

اغسطینوس کا دوسرے عیسائیون کی طرح یہہ عقیدہ تہا کہ حضرت آدم کا گناہ موروثی ہے جو انسان پیدا ہوتا ہے گناہ اوسکے ساتھہ ہوتا ہے عیسیٰ مسیح کی الوہیت پر ایمان لانا تمام گناہون کا

کفارہ ہے کیونکہ وہ سب کے گناہوں کے عوض مصلوب ہوئے

پیلاجیوس نے اس مسئلہ مین اغسطینوس سے اختلاف کیا۔ اسکا عقیدہ تہا کہ انسان ایسا بے گناہ پیدا ہوتا ہے جیسے آدم۔ آدم کے گناہ کا اثر اون پر نہین رہا۔ موت گناہ کا کفارہ نہین ہوسکتی۔ آدم کا گناہ اونکی نسل کی طرف منسوب نہین ہوسکتا۔

اس طرح نصاریٰ کے دو بڑے فرقے اغسطینوسیہ اور پیلاجوسیہ قایم ہوگئے۔

سنٹ بینیڈکٹ باشندۂ نرسیا نے اوائل عمر مین رہبانیت اختیار کی اور کووارو واقع اطالیہ کی خانقاہ کا سجادہ نشین مقرر ہوا۔ مگر اوس خانقاہ کے رہبان کی ریاضت کو کچھ سخت نہ پایا اسلئے اوسے چھوڑدیا اور چند سال مین بارہ خانقاہین بنائین۔ اسکے علاوہ ۵۲۹ء مین نیپلز کے قریب مونٹ کاسینو کی بڑی خانقاہ بنائی ۵۱۵ء مین اوس نے ایک کتاب موسوم بہ قوانین خانقاہ لکھی۔ یہہ قانون بعد کو رہبان کے تمام مغربی فرقون مین رائج ہوگیا۔

سنٹ اغسطین فرقہ بینیڈکینہ کا ایک راہب تہا جو چالیس راہبون کو ساتہہ لیکر پوپ گریگوری کے حکم سے ۵۹۶ء مین انگلستان کو عیسائی بنانے آیا تہا۔

سنٹ کولمبا نے رہبانیت اختیار کر کے آئرلینڈ مین خانقاہ ڈیری ۵۴۶ء مین اور خانقاہ ڈرو ۵۵۳ء مین بنا کر رہبانیت کی اشاعت کی۔ جب ۵۶۳ء مین وہ جلاوطن ہوا تو اپنے بارہ مریدونکو ساتہہ لیکر وہ جزیرۂ ایونا مین پہونچا اور وہان خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور اوس خانقاہ سے اسکاٹلینڈ کے شمالی و مغربی جزائر مین مذہب عیسوی کی منادی کی اور ہر جگہ خانقاہین بنائین۔

اسکے ہم عصر اور ہم وطن کولمبانوس نے ۵۸۵ء مین فرانس پہونچکر انیگرے۔ لکسایا اور فونتین کی خانقاہین بنائین ۶۱۰ء مین وہ فرانس سے سوئیزرلینڈ پہونچا جہان اوس نے خانقاہ سنٹ گال بنائی۔ پھر کولمبانوس نے اطالیہ پہونچکر خانقاہ بوبیو بنائی۔ ایونا کی خانقاہ سے رہبانیت انگلینڈ

Marfat.com

مین پہونچی۔
راھبون کی تین قسمین تھین۔ سینوبیطہ[1] جو ایک ھی پیر کے ماتحت اکٹھے رہا کرتے تھے انکوریطہ[2] جو جماعت سے دور علیحدہ مجاہدہ پسند کرتے تھے اور خلوت نشین ہوتے تھے سیر ابیطہ[3] جو ایک جگہ قیام نہ کرتے تھے اور ملک بہ ملک پھرا کرتے تھے۔

رھبانون کے خواب وخورش۔ لباس۔ عبادات وریاضات کی تفصیل تو بہت طول ہے کیقدر اونکی عام حالت کا اندازہ ایڈورڈ گبن کے مفصلۂ ذیل بیان سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ اُسکا بیان ہے کہ رھبان صلیبون اور زنجیرون کے تکلیف دہ بوجھہ سے دب جاتے تھے۔ ان کے لاغر اعضا بھاری اور سخت آہنی طوقون۔ کنگنون۔ دستانون اور ٹانگون کے بکترمین جکڑے رہتے تھے مردون اور عورتون مین سے بعض ایسے وحشی ہین۔ جنکے ننگے جسم فقط ان کے لمبے لمبے بالون سے ڈھکے ہوتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اوس حالت مین لانا چاہتے تھے کہ حیوانون سے ممیز ہوسکین اور حیوانون کی طرح وہ بھی غیر مکلف ھوجائین۔

انکوریطہ کا ایک بڑا فرقہ راقعیہ الجزیرہ کے کھیتون مین عام ریوڑ کے ساتھہ چرا کرتا تھا۔ سنٹ افریم نے ایسے ولیون کی مدح مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ وہ اکثر جنگلی حیوانون کے ساتھہ بہ تکلف مشابہت ظاہر کرتے تھے یا وہ کسی اندھیرے غار مین چھپ جاتے تھے جیسے کی سنگ مرمری کانون مین اون کے مجاہدہ کی یادگارین اب تک کندہ ھین۔

سب سے کامل راھب وہ سمجھا جاتا تھا جو کم خوردن۔ کم خفتن۔ کم گفتن پر پورا عمل کرے یعنی بہت سے دن بغیر خوراک کے۔ اور بہت سی راتین بغیر خواب کے۔ اور بہت سے سال بغیر کلام کے گذار دے۔ اور قابل تعریف وہ اولیا سمجھے جاتے تھے۔ جو ایسے طرز کا حجرہ یا نشست گاہ اپنے لئے تجویز کرتے جسمین نہایت بے آرامی کی حالت مین

موسمون کی شدت کا وہ نشانہ بن سکین

رھبانیت کے ایسے مجاہد ولیون مین سے سیمون جو فرقہ اسطورانیین کا بانی ہے اور وہ فرقہ جو تمام عمر کسی مینار یا ستون کی چوٹی پر گذار دیتا تھا اور نیچے نہ اترتا تھا) متوفی ۴۵۹ء کی شہرت اک ہوائی مجاہدے کی عجیب ایجاد کے سبب ہمیشہ باقی رہے گی۔ یہہ تیرہ برس کی عمر مین اک ریاضت پسند خانقاہ مین داخل ہوا طویل اور دشوار تعلیم کے بعد جسمین وہ کئی بار پاک خودکشی سے بچا اوس نے انطاکیہ کے مشرق کی طرف تخمیناً تیس چالیس میل کے فاصلہ پر اک پہاڑ پر سکونت اختیار کی پتھرون کے اک دائرہ کے اندر جس سے اوس نے اپنے کو ایک بھاری زنجیر سے جکڑا تھا۔ وہ اک ستون پر چڑہ گیا جو سطح زمین سے بتدریج ۹ فیٹ سے ساٹھ فیٹ تک اونچا بنایا گیا تھا وہان اوس ولی نے تیس برس گرم و سرد موسم کا مقابلہ کیا اور عبادت کے مختلف اوضاع کو بتدریج بجالایا۔ کبھی وہ حالت قیام مین بانہہ پھیلا کر صلیب کی شکل مین عبادت کیا کرتا۔ اور کبھی حالت سجدہ مین پیشانی پاؤن کو آلگتی۔ اک شوقین تماشائی اوسکی اس حرکت کو ایک ہزار دو سو چوالیس دفعہ گن کر بیحد حساب سے عاجز ہوگیا۔ اوسکے سُرین مین تکلیف دہ ناسور تھا۔ مگر اوسکی عبادت مین وہ خلل انداز نہو سکا اس صابر ولی نے جان دیدی مگر ستون سے نیچے نہ اترا۔

(بظاہر یہہ نفس کشی خودکشی کے درجہ کو پہونچی! اور ایسا مجاہدہ سنگدلی اور بے رحمی کے درجہ کو پہونچا مگر رھبانیت کے دلدادہ اسکو محبت کا لقب دینگے اور اعلیٰ ریاضت و مجاہدہ کا خطاب۔ مگر یہہ رھبانیت ممنوع صوفی کیونکہ یہہ راہ زن اور طلب کی بے راہ روی ثابت ہوی) للمصنف۔

ہر ادنیٰ و اعلیٰ راھب ولیون کو تسلیم نہین بلکہ پرستش کرتا تھا۔ فرانس۔ اور ہندوستان سے زائرین کے لگاتار گروہ سیمون کے مقدس ستون کو سلام کرتے تھے۔ اقوام شرقیین اوسکی دعا کا شرف حاصل کرنے کے لئے مسلح ہوکر آپس مین جھگڑتی تھین۔ عرب و فارس کی ملکہ نے شکریہ کے ساتھہ اوسکی مافوق العادت پارسائی کا اعتراف کیا تھا اور تھیوڈوسیوس اصغر ملک و ملت کے نہایت ہی ضروری

کاہون مین اس فرشتہ سیرت راھب سے مشہد ولیتا تھا۔ انکوریلہ راھبون نے بتدریج حواریون اور شہیدون کی شہرت کو بھی مات کردیا تھا۔ مسیحی دنیا اون کے مزارات کے آگے سجدہ کرتی تھی اور لاکھون معجزے اون کے تبرکات کے ساتھہ منسوب کرتی تھی اور خوش عقیدہ مریدون کے اعتقادات اون پر مہر کردیتے تھے کسی مصری یا شامی راھب کا ادنی وھم دنیا کے ابدی قوانین کو توڑ دینے کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ یہہ راھب اولیا بیماریان سلب کرتے اجنہ اور آسیب کا اپنی قوت سے علاج کرتے تھے۔ وہ شیرون اور سانپون پر حکومت کرتے۔ خشک تنون کو سرسبز کردیتے پانی پر لوہا تیرا دیتے مگر کی پیٹھہ پر دریائے نیل کو عبور کرجاتے اور آگ پر چلتے تھے (ایسے قصون نے عیسائیون کا سوا جہہ مذہب پھیر کر راھبون اور اون کے کرشمون کی طرف کردیا تھا اور باطل پرستی نے حق کی روشنی بجھادی تھی۔ للمصنف) مذھبی عبادت کا ہر ایک طریق جسپر یہہ اولیا چلتے تھے اور ایک مخفی مسئلہ جسپر اون کا عقیدہ تھا وہ کلام الہی کی منظوری سے مستند کیا جاتا تھا۔

یہہ تو فطرتی قانون ہے کہ استداد زمانہ سے جیسے کوئی چیز اپنے حال پر نہین رہتی مذھب بھی نہین رہتا ھندو راھبون یعنی جوگیون اور سادھؤن کے ریاضات و مجاہدات شاقہ یہود و نصاری سے کچھہ کم نعماے الہیہ کے فنا کرنے والے نہین ہین جنگل و بیابان کے مصائب جھیلنے ہاتھہ پاون سکھا دینے اور دنیات خداوندی کو فنا کرنے مین جوگیون کا ریاض ضرب المثل کہا جاسکتا ہے۔

اسی تاثیر زمانہ سے رہبانیت مسلمانون مین بھی پہونچی اور اونہون نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دینے مین کوتاہی نہین کی بلکہ رہبانیت کو انکا زیادہ ممنون ہونا چاہئے۔ کہ ابتک اوسکا وجود انہین کے دم سے ہے خصوصاً فرقہ انکوریلہ کی یادگار انہون ہی نے قایم رکھی ہے۔

مگر اسلام اس سے بری الذمہ ہے۔

اسلام ورہبانیت

اسلام محمدی نے اسلام ابدی کو پھر سے زندہ کیا اور خدا کے بندون کو خدا کی رضا سے آگاہ کیا کہ اسے خدا کے بندو! خدا نے بے انتہا نعمتین تمھین بے کار اور ضایع کرنیکو نہین دی ہین اسلئے یہہ رہبانیت خدا کی رضا کے خلاف بدعت ہے خدا نے فرمایا۔ رَهبَانِيَّةً ابتَدَعُوهَا مَا كَتَبنَاهَا عَلَيهِم إلَّا ابتِغَاءَ رِضوَانِ اللهِ فَمَا رَعَوهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَينَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنهُم أَجرَهُم وَكَثِيرٌ مِنهُم فَاسِقُونَ رہبانیت تو اونہون نے بدعت کھڑی کی ہم نے اون پر فرض کیا تہا کہ وہ رضائے مولا کے طالب رہین۔ تو جو رعایت اسکی چاہئے تھی اونہون نے کی نہین۔ پھر اون مین جو مومنین تھے اونکو تو ہم نے اون کا اجر دیا۔ لیکن اکثر اون مین فاسق ہین (حدید ع۴) خدا نے رہبانیت کو بدعت فرمایا چونکہ یہ بالکل اوسکے رضا کے خلاف ہے کیونکہ خدا تم پر آسانی کرنی چاہتا ہے سختی کرنی نہین چاہتا۔ يُرِيدُ اللهُ بِكُمُ اليُسرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ العُسرَ (بقرہ ع۲۳) جب اوسکی رضا معلوم ہوگئی تو اپنے اوپر سختی کرکے رہبان کیون بنو۔ خدا نے دین مین تم پر کچھ تنگی تو کی نہین مَا جَعَلَ عَلَيكُم فِي الدِّينِ مِن حَرَجٍ (حج ع۱۰) تو تم کیون اپنے اوپر تنگی و تشدد روا رکھو۔ بندہ کو بندگی لازم ہے نہ خود رائی۔ اوسکی مرضی اور اوسکا حکم ہے کہ اپنے ہاتہون اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو وَلَا تُلقُوا بِأَيدِيكُم إلَى التَّهلُكَةِ (بقرہ ع۲۳) تو اسکے خلاف تم اپنے کو اپنے ہاتھون کیون ہلاکت مین ڈالو۔ اگر ایسا کرو تو اوسے نفس کشی کیون کہو۔ اگر اوسکو نفس کشی کہو بھی تو اسے محمود کیون سمجھو۔

یہ آبادی بیابان گھنا خطرناک جنگل نقصان رسان اور تہلکہ خیز جنگل جسمین نفس و شیطان کے اژدہے اور شیرون دہاڑے پینگھارتے پھرتے ہین اس جنگل کو کیون نہ صاف کرو اور بہاگ کر اوس جنگل مین جاؤ جو سنسان اور خاموش ہے اور جسکے دشمن کھلے کھلے ہین خدا نے تمھین قوتین اور اوزار دیے ہین اس جنگل کو صاف کرنے کے پھر بودے پن اور پست ہمتی سے بھاگ نکلو تو جواب دہی سے نہین

بھاگ سکتے۔ رہبان انہین توتن اور انہین اوزار کو بیکار و ضایع کرنے اور رضائے مولا کے خلاف پست ہمتی کے مجرم ہین۔

خدا نے فرمایا۔ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل هی للذین اٰمنوا فی الحیوٰة الدنیا خالصة یوم القیٰمة اے رسول کہدو کہ اللہ کی زینت جو اوس نے اپنے بندون کے لیے پیدا کی اور کھانے کی عمدہ چیزین کس نے حرام کین (خدا نے تو حرام کی نہین) کہدو کہ یہہ نعمتین تو دنیا کی زندگی مین مسلمانون کے واسطے ہین اور قیامت کے دن تو خالص بلا شرکت الغیرے انہین کے لئے ہون گی (اعراف ع۴) تو مسلمانون! تم زینت کو حرام کر کے رہبان کیون بنو۔ اور حلال و طیب چیزون کے نہ کھانے کا ارادہ کر کے حرام کیون کرو۔ اور اوس کو تورّع اور فقیری کیون کہو۔ تو رّع اور فقر تو باطنی ریاضات ہین تم جسے تورّع کہتے ہو یہ تو تجاوز عن الحد ہے۔ خدا نے فرمایا۔ لا تحرموا طیبٰت ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین پاک چیزین جن کو خدا نے حلال کیا ہے اونکو حرام کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو خدا حد سے تجاوز کرنیوالون کو پسند نہین کرتا۔ (مائدہ ع۱۱) یہہ ارادہ کہ ہم فلان چیز کبھی نہ کھائینگے اگر وہ حلال ہے تو یہہ حلال کو حرام کرنا ہے (اسکا واضح بیان شرعة الحق مین حلال اور حرام کی سرخی مین ہو چکا ہے) اور یہ تجاوز عن الحد ہے تو رہبان بن کے حدود اللہ کو کیون توڑو کہ یہہ فسق ہوگا۔ اسی لئے خدا نے رہبان والی آیت مین جو سب سے اوپر بیان ہوئی اکثرهم الفٰسقون فرمایا ہے۔

مسلمانو۔ یاد رکھو لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ قیامت کے دن خدا کی ساری نعمتون سے جو تمہین ملی ہین سوال کئے جاؤ گے (تکاثر) خدا پوچھیگا کہ تم نے نعمتون کو بیکار کیا یا کام مین لائے بے جگہ صرف کیا یا میرے حکم و رضا کے مطابق۔ اس آیت کی مزید تفصیل اخلاق کی سرخی مین دیکھو۔

Marfat.com

ظلمین ۔معتدین ۔مسرفین وغیرہ الفاظ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ ظلم بے جگہ کرنیکو کہتے ہین۔ ایمان بے جگہ ہو تو عمل بے جگہ ہو تو رہبانیت تو قوتون کو بیکار کر دینا یا بے جگہ صرف کرنا ہے۔ اداے حقوق کی قوتین مار ڈالی جاتی ہین اس لئے یہہ سراسر ظلم ہے۔ تعدی تجاوز عن الحد کو کہتے ہین۔ اور تجاوز عن الحد ظلم ہے اس لئے رہبان گروہ معتدین و ظلمین مین داخل ہین اسی لئے رہبانیت کو خدا نے بدعت فرمایا۔ جو حدود اللہ باندھے ہوئے ہین۔ حلال و حرام مین ہون تو عبادات و معاملات مین ہون تو اون مین کم و بیش کرنا تجاوز عن الحد ہے جو خدا کو ناپسند اور اوسکی رضا کے خلاف ہے۔ اور رہبانیت اسی سے آلودہ ہے اسی طرح اسراف بھی بے جگہ صرف کرنا ہے۔ اور حدود سے باہر۔ مال و دولت ہو تو قوت و قدرت ہو تو۔ رہبانیت مین بہتری قوتین تو مار ڈالی جاتی ہین یا بے جگہ صرف ہوتی ہین۔

رہبانیت سراہی جاتی ہے۔ اس بنا پر کہ بغیر نفس کشی کے خدا کی راہ نہین مل سکتی اور نفس کشی کی معراج رہبانیت ہے۔ اے عزیزو! نفس کشی کے معنی اگر نفس کو مار ڈالنے کے ہین تو یہہ صریح بدعت ہے اسی لئے خدا نے رہبانیت کو بدعت فرمایا۔ لنگڑا راہ نہین چل سکتا تو نفس کو مار کر تم کسکے پانون اور کس کی قوت پر خدائی راہ طے کر سکتے ہو نفس نہو تو تم مین طلب ہی نہ آئے گی محبت ہی پیدا نہو گی۔ دیکھو خدا نے کیا تعلیم کی ہے ونفس وما سوٰیہا ہ فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا قد افلح من زکٰیہا وقد خاب من دسّٰیہا قسم ہے نفس کی اور اوس ذات کی جس نے اوسکو درست بنایا۔ پھر الہام کیا اوس کی طرف اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا بیشک مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو خاک مین ملایا (شمس) تو کیون نہین نفس کا تزکیہ کرو جیسا اسلام نے سکھایا جو بتایا جائیگا۔ اور کیون اوسے مار کر رہبانیت اختیار کر کے گھاٹے مین رہو گے اور کبھی بامراد نہین ہونے کے۔

Marfat.com

دینی تاریخ یعنی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ بعض جلیل القدر صحابیون نے رھبانیت کی
ٹھانی کہ کمل بھینین آلہ تناسل کو کاٹ دین۔ صایم الدھر بنین۔ تمام رات عبادت مین قیام کرین ہر روز
ختم قرآن کیا کرین غرض پر نہ سوئین۔ گوشت اور چربی نہ کھائین۔ عورتون کے پاس نہ جائین خوشبو نہ
لگائین۔ اور سیاحت کرین آپ نے یہہ سنکر سب کو ان کامون سے سخت منع فرمایا کہ اے لوگو! خود
تمھارا تم پر حق ہے یعنی یہہ سب کرتا ہون جن سے تم احتراز کرنا چاہتے ہو میرے دین مین یہ سب حلال
ہین تو اونھین حرام نکرو۔ اگلے سخت گیری ہی سے ہلاک ہوئے اونہون نے اپنی جانون پر تشدد کیا تو خدا
نے بھی اون پر تشدد کیا اس کے حدیث ہونے مین کلام نہین۔ نہ اسکی صحت جانچنے کی ضرورت
کیونکہ اسکا یہہ استناع دو آیتون پر مبنی ہے ایک۔ تو حلال کو حرام نکرو جو آیت ابھی اوپر دی گئی۔ لا تحرموا
طیبات ما احل اللہ لکم دوسرے خود تمھارا تم پر حق ہے یعنی یا ایہا الذین امنوا علیکم
انفسکم جب یہہ حدیث بالکل قرآن کے مطابق ہے تو بعبارت دیگر قرآن ہے۔ اسکی صحت مین
کیا کلام چاہیے بلحاظ روایت جو درجہ دو۔

مسلمانو! دوسرون کی آنکھون کا کانٹا نہ دیکھو اپنی آنکھون کا شہتیر نکالو۔ اتنی ہدایتون پر تم نے
کیا کیا جیسے تین سو برسون کے بعد نصاریٰ مین رھبانیت پھیلی ویسے ہی تین سو برسون کے بعد تم مین
رھبانیت پھیلی اگر تم اپنی رھبانیت کی سند رکھتے ہو تو قرآن مجید موجود ہے فاتوا بکتابکم ان کنتم صادقین

اب ذرا تاریخ سے دیکھو تاریخ صحاح سے تو یہہ پتہ چلتا ہے کہ آپکی بیبیان بھی تھین۔ اولاد بھی تھی
اور فرائض ملازمت۔ طریقہ تجارت اور اصول حکمرانی کے بھی آپ نمونہ تھے۔ قاضی عیاض نے
آپ کی جائداد کی تفصیل یہہ بتائی ہے۔

اول بنی نضیر کے سات باغ جو آپ کے خالصہ مین ۴ھ مین داخل ہوئے۔ یہ باغ مخیریق
یہودی کی وصیت سے آپکی ملک مین آئے تھے دوم وہ زمین جو انصار نے آپکو دی تھی۔ سوم بنی نضیر

137052

Marfat.com

کا مال و متاع جب وہ مدینہ منورہ سے شہر بدر کئے گئے تھے چہارم فدک کا نصف حصہ پنجم وادی القریٰ کا تہائی حصہ جو ۷ھ میں حاصل ہوا ششم خیبر کے خمس میں سے حصہ یہ سب آپکی جائداد بلا شرکت الغیرے تھی۔ آپ اپنی کل آمدنی اپنی ذات اہل و عیال اور مسلمانوں کی ضرورتوں میں صرف کیا کرتے تھے اسکے ساتھ آپ نے قریب قریب کل جزیرۂ عرب پر اسلامی سلطنت اور حکومت چھوڑی ہی ووجدک عائلا فاغنیٰ تمکو خدا نے مفلس پایا غنی کر دیا۔ یہہ خدا نے اپنا احسان جتایا ہے۔ خدا نے بھی اسی لئے دیا اور رسول نے بھی اسی لئے لیا کہ آپ کی ہدایت عملاً ہو اور آپکی امت رہبانیت اختیار کر کے خدا کی نعمتوں کی بے وقری نہ کرے۔ ورنہ ذاتی حالت تو یہہ تھی کہ اکثر فاقہ ہی پر گذرتی اپنی جوتی آپ ٹانک لیتے پھٹے کپڑے آپ سی لیتے حاصل سب تھا مگر اپنے لئے کچھ نہیں۔ اے مسلمانوں تم بھی حاصل سب کرو کہ ساری دنیا تمہاری ہی ہو۔ مگر حقیقت میں ایک خدا کے سوا اور کچھ تمہارا نہو۔ فانتشروا فی الارض تمہاری رفتار ہو اور وابتغوا من فضل اللہ تمہارے کارنامے لیکن اسلم وجہہ للہ تمہارا حال ہو۔ دل بیار و دست بکار۔ اور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ تمہاری دعا ہو۔

پیروان اسلام خدا ہی کے نمونوں کا حال سنو۔

حضرت امام حسن علیہ السلام چار سو درہم کا قیمتی لباس پہنا کرتے تھے قل ھی للذین اٰمنوا کا جلوہ دیکھو۔

حضرت سعید ابن مسیبؓ ایک ہزار درہم کا قیمتی لباس پہنکر مسجد میں جایا کرتے تھے خذوا زینتکم عند کل مسجد کی تعمیل دیکھو

حضرت تمیم داریؓ جو صحابہ کبار میں سے تھے ان کا حلّہ ایک ہزار درہم قیمت کا تھا۔

حضرت امام مالکؒ بہت پر تکلف بیش بہا پوشاک پہنتے تھے۔

Marfat.com

خود آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم رومی عیسائیون کا تنگ آستینون کا جبہ اور پارسیون اور یہودیونکا لباس بھی پہنا ہے۔ تاریخ صحیح بخاری مین دیکھ لو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا تھا من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہٖ والطیبات من الرزق قل ھی للذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ

کچھ لباس ہی پر موقوف نہین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑے بڑے شاندار محل بنوائے اور بڑی بڑی دولت چھوڑی۔

حضرت زبیرؓ نے مصر کوفہ اسکندریہ اور بصرہ مین بڑے بڑے محل بنوائے جو کارہ ان سرائے کا کام دیتے تھے۔

حضرت طلحہؓ نے کوفہ مین سال کی لکڑی کا پختہ گچ کیا ہوا اک عالیشان محل تعمیر کرایا تھا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ نے عقیق مین ایک بلند پرشکوہ محل بنوایا جسپر بہت سے بالاخانے بھی تھے

حضرت عثمانؓ اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ منورہ مین اک عظیم الشان محل بنوایا جسمین عرعر اور سال کے دروازے تھے۔

مورخ مسعودی لکھتا ہے کہ عہد عثمانی مین دولت مندون کی بڑی کثرت تھی کیونکہ مال سب سے بڑا مددگار پرہیزگاری کا ہے۔

حضرت زبیرؓ نے جب وفات پائی تو منجملہ اون کے متروکہ کے ایک ہزار گھوڑے بھی تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے اصطبل مین ہزار گھوڑے اور اسی قدر اونٹ تھے! ور دس ہزار بکریان اونکے علاوہ تھین۔

حضرت زید بن ثابتؓ نے بعد وفات جو متروکہ چھوڑا اوسمین اسقدر سونے اور چاندی کی اینٹین تھین کہ کلہاڑیون سے توڑی گئین۔ مال ومتاع وجائداد اوسکے علاوہ تھی جسکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دینار تھی۔

Marfat.com

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ترکہ مین چوراسی ہزار درھم چھوڑے۔

حضرت عثمان بجسدن شہید ھوے ڈیڑہ لاکھ دینار اور ایک کرور درھم اون کے خزانچی کی تحویل مین موجود تھے۔ اور جائداد و اراضی جو وادی القرے اور حنین وغیرہ مین تھی اوسکی آمدنی ایک لاکھ اشرفی تھی۔ کثیر التعداد اونٹ اور گھوڑے اسکے علاوہ تھے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ نے دو لاکھ کا قرضہ چھوڑا اس سے ظاہر ہے کہ انکی سالانہ آمدنی کیا ھوگی۔

حضرت یعلیٰ ابن امیہؓ نے بعد وفات پچاس ہزار دینار نقد اور تین لاکھ درھم کے تخمینہ کا مال و اسباب چھوڑا۔

حضرت طلحہؓ کی آمدنی جو عراق سے آتی تھی ایک ہزار دینار روزانہ تھی۔

اسی لئے تو خدا نے زکوٰۃ کی مد کا فنڈ غریبون کے لئے کھولا تھا۔ اگر رھبانیت مقصود ھوتی اور ترک دنیا تو زکوٰۃ کا حکم بھی غیر ضروری تھا۔ بلکہ بجائے اسکے حکم ھوتا کہ کچھ رکھو ہی نہین تو کیا یہہ حکم فطرت کے مطابق ہوتا۔ خدا نے زکوٰۃ کا حکم دیا اوسکا نظم کیا اور اوس سے غریبون کی خبر لی۔ اگر رھبانیت مقصود ھوتی تو غریبون کی خبر ہی نہ لیتا کہ یہہ تو طوعاً و کرھاً رھبانیت کا مقام طے کر چکے ہین۔ اور بدقسمتی انکی ترک دنیا کی معاون ہو چکی ہے۔ اے لوگو رھبانیت کی راہ اسلام کی راہ نہین۔ خدا کی دیتی ھوئی کسی نعمت کو بھی ضایع و برباد نکرو۔ ہر ایک نعمت سے بازپرس ھوگی۔ کیونکہ ہر ایک نعمت خدا رسی کی اک راہ ہے۔ یاد رکھو وہ دنیا جو بری ہے وہ تمھارے دل مین ہے اور یہ دنیا کیون بری ھونے لگی یہہ تو مظہر افضال و انعامات خداوندی ہے۔

قوم نے رھبانیت کو ولایت کا لقب دیا اور اسکا درجہ رسالت سے بھی بڑھا دیا ہے اسلئے کچھ اسکے متعلق بھی چند سطرین مین لکھدینی چاہتا ھون۔

نسبت رسالت و ولایت

بعض لوگون کا دعویٰ یہ ہے کہ رسول لپشت بحق اور رو بخلق ھوتے ہین۔ اور

Marfat.com

اولیا، اللہ زوبحق اور بہشت بہ خلق ہوتے ہین اسلئے عاشقون کے نزدیک اولیا اللہ کا درجہ بڑا ہوا یہہ دعوی صدیون سے چلا آتا ہے اور اسکے مدعی آج بھی مجھے ملے۔ اسکا جواب ہمارے حضرت مخدوم بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات مین دیا ہے مجھے اس دعوے پر حیرت ہوتی ہے کیونکہ اس دعوے کے مدعی خود اپنے خدا رسیدہ ہونے کے بھی مدعی معلوم ہوتے ہین تو حیرت یہہ کہ وہ اس راہ مین چلے تو کیا چلے دیکھا تو کیا دیکھا اور پایا تو کیا پایا یہی وہم کی بازیگری یہی شاعرانہ تخیل۔ جہان نہ رو ہے نہ بہشت وہان رو اور بہشت قایم کر کے درجہ دیا گیا ہے تو حقیقت مین یہ گمراہی مین پڑ گئے ہین۔ ایسے ہی خیال والے اپنے اغراض کا ہوش بھی رکھتے ہین۔ اور محرمات اور غیر محرمات کا فرق بھی کرتے ہین اور اللہ بھی بن بیٹھتے ہین۔ اور موت آتی ہے تو بے بسی مین مر بھی جاتے ہین۔

جس خیال سے یہہ دھوکے مین پڑے پہلے مین اوس خیال کو صاف کرون تو اون کے اس دعوے کی تشفی کرون گا۔

اون کو دھوکا اس سے ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم سفر کرو اور جہان مچھلی زندہ ہوکر دریا مین چلی جائے وہان تمکو جو بزرگ ملین اونکی سعیت اختیار کرو۔ اب جو بزرگ ملے قرآن مین اونکا نام نہ بتایا گیا کہ وہ تھے کون۔ مگر مراد لینے والے کب چوکتے ہین جھٹ مراد لے لیا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اب یہہ دوآتشہ کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام ولی ٹھہرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ولی پیغمبر کا مرشد ہوا ولی کا علم غیب بلا واسطہ خدا سے تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس سے بے خبر جب اتنا مان چکے تو رو بہشت قایم کرنے مین کیا زحمت رہی۔

مینے یا شرعۃ الحق مین یا کعین اسی کتاب مین اس مضمون کو زیادہ واضح کیا ہے۔ اور قرآن مجید ہی سے اسکی تشفی کی ہے۔ اسلئے بنظر اختصار صرف چند ہی باتین اس کے متعلق لکھون گا۔

یہہ غلط ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جب خدا نے نہ بتایا تو وحی خداوندی کسی کے مراد

Marfat.com

لینے کی پابند نہین ہوسکتی کیونکہ مراد لینا قطعی نہین ہوسکتا۔

دوسرے یہہ بھی غلط ہے کہ وہ کوئی ولی تھے نہین حاشا نہین وہ ضرور کوئی پیغمبر تھے اور پیغمبر سے پیغمبر نے اگر رشد و ارشاد بھی حاصل کیا تو اس سے رسالت ولایت سے کمتر درجہ مین نہین ہوسکتی۔

صحیح یہہ ہے کہ وہ پیغمبر تھے کیونکہ وہ علم غیب بیان کر رہے ہین اور خدا نے فرمایا۔ ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء خدا غیب سے رسولون کے سوا اور کسی کو مطلع ہی نہین کرتا۔ رسولون مین سے بھی بعض کو جسکو چاہے۔ تو جب وہ غیب سے مطلع ہوے تو ضرور رسول تھے۔

دوسرے خدا کا امر رسولون ہی کو آتا ہے اور انھون نے فرمایا ما فعلتہ عن امری اسکی مزید تقریر آگے خود آے گی انشا لکھنے سے میری غرض یہہ تھی کہ ایسے خیال والے قرآن مجید ہی سے اپنا دھوکا سمجھ لین ایسا نہ ہوتا تو حضرت موسی علیہ السلام پیغمبری کی سند رکھتے ہوے ضرور سیاست پیغمبری جاری کرتے۔

ہم مان لیتے ہین کہ رسول رو بخلق ہوتے ہین اور ولی رو بحق۔ تو یون سمجھو کہ خدا بھی تو رو بخلق ہی ہے یعنی خدا و رسول رو بخلق ہین اور ولی رو بحق۔ اسے بدیہیات مین دیکھو انسان اپنے کو نہین دیکھتا اور نہین دیکھ سکتا۔ دیکھتا ہے تو آئینہ مین۔ اب آئینہ مین جو تصویر آئی تو دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ اوس تصویر کو اور تصویر دیکھتی ہے دیکھنے والے کو واضح ہوتا ہے کہ خدا کے سامنے رسول کی نسبت نسبت اقربیت ہے اور ولی کی نسبت وہی تصویری نسبت یعنی نسبت انعکاسی ہے۔ اوس مین قرب ہے۔ اور اس مین غیریت و دوری۔ وہ متحد بالذات ہے اور یہہ متقید بالصفات اوس کا ظہور ظہور حقیقت جامعہ ہے اور اس کا ظہور تو ظل در ظل کہ آئینہ ہٹا تو گویا عدم وجود برابر یون رسول رو بخلق ہین اب اس نسبت اقربیت کو قرآن مجید مین دیکھئے نہایت اقربیت نے شان اتحادی پیدا کردی ہے۔ ہر جگہ خدا نے فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور دونون کی ایک ہی۔

Marfat.com

اطاعت کلام اللہ کی ہے۔ اسکو خدا نے واضح بھی کر دیا من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے رسول کی اطاعت کی اوس نے خدا کی اطاعت کی یعنی دونون کی ایک اطاعت ہے اس مضمون کو شرعۃ الحق مین زیادہ واضح کیا ہے اوس مین دیکھو۔ ہر جگہ رسول کے ساتھ اللہ موجود غنیمت مین ایک حصہ خمس نکالا جاتا ہے اور فرمان یہ کہ فان للہ خمسہ وللرسول قرآن مجید تو کلام اللہ ہے بلا آمیزش مگر قربیت رسالت کی شان اتحادی دیکھو کہ خدا نے فرمایا انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ہ تنزیل من رب العلمین قرآن مجید قول اللہ ہے اور قول رسول بھی ہے مگر منزل من اللہ۔ اے وراء الوراء تو ہے رسول رسول اور اولیاء اللہ رسول کے ظل بلکہ کفش بردار سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

تاریخ تصوف

قبل اسکے کہ مین تصوف قرآنی کو بیان کرون تصوف پر اک مورخانہ نظر ڈالنی چاہتا ہون کہ لفظ تصوف نبی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت مین تو مصطلح قوم تھا نہین پھر اسلام مین تصوف آیا کب اور کس طرح۔

دیکھو رسالہ قشیریہ۔ نفحات الانس حضرت جامی علیہ الرحمۃ۔ اور تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ لفظ صوفی عام طور سے دوسری صدی ہجری کے خاتمہ کے قبل ۱۵۰ھ مین رواج پا گیا تھا۔

ابن خلدون کے قول کے مطابق لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے۔ صوف اک قسم کا موٹا اونی کپڑا تھا جو عشرت پسندون سے ممیز و ممتاز ہونے کے لیے پہنا جاتا تھا لیکن خود صوفیہ کرام کے نزدیک یہہ تعریف مسلم نہین ہے۔ اگر ایک صوفی نے صوفی کے معنی پشمینہ پوش کے لئے ہین کہ تصوف

Marfat.com

صوف سے مشتق ہے [illegible] نے اسکا مادہ صفا قرار دیا ہے جسکے معنی پاکیزگی کے ہین:

اول اول اس لقب سے حضرت ابو ہاشم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۵ ھ مین ملقب ہوے۔ اون کی نسبت نفحات الانس مین لکھا ہے "پیش از وے بزرگان بودند در زہد وورع و معاملات نیکو و در طریق توکل وطریق محبت ولیکن اول کسے کہ ویرا صوفی خواندند وے بود پیش از وے کسے را بہ این نام نہ خواندہ بودند"۔

اسکے بعد حضرت جامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ صوفیون کی پہلی خانقاہ کی بنا اک مسیحی امیر نے بمقام رملہ ڈالی حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲۷ھ کے بعد عارفین کو خاصان خدا کے لقب سے ملقب کیا ہے

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کو بزمانہ ۲۴۵ھ تصوف کا بانی سمجھے جانیکا استحقاق حاصل ہے۔ مشرق کے تمام تذکرہ نویسون اور مورخون نے اس استحقاق کو بالاتفاق تسلیم کیا ہے حضرت جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ذوالنون اس فرقہ کے امام ہین باقی سب ان کے پیرو صوفیون نے سب کچھ ان سے سیکھا۔ ان سے پہلے بھی شیخ ہوگذرے ہین لیکن پہلا شخص جس نے عبارت کو اشارت مین سمو دیا اور سلوک کے عقدون کو حل کیا یہ ہین (نفحات الانس) انسے پوچھا گیا کہ تم نے خدا کو کس طرح جانا تو کہا عرفت ربی بربی۔

تیسری صدی ہجری مین تصوف کے رائج الوقت مسائل شرح وبسط کے ساتھ مدون ہوے اور نئے طریقے بھی رائج ہوئے تصوف جو اول اول خاص خاص اشخاص کا طریقہ تھا۔ اور اوسکے راز چیدہ چیدہ اشخاص کو بتائے جاتے تھے۔ بتدریج ایک باقاعدہ مذہب کی شکل مین بن گیا اور اوسکے اصول کی تلقین کے لئے خانقاہین بنین اسی صدی مین تصوف نے یہہ شکل اختیار کی کہ صوفی بمنزلہ اک راہب عزلت گزین کے جسے لوگون کی صحبت سے نفرت ہو اک شخص کامل ملہم من اللہ ہادی کی شکل مین سمجھا جانے لگا۔ اسی صدی کے شیوخ و متصوفین کے اقوال مین طرق صوفیہ کے اصول

Marfat.com

و نکات کو مدون کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

مرید کو جادہ پیمائے سلوک ہونے کے لئے مختلف مقامات کا طے کرنا لازم تھا۔ اور ہر ایک مقام ایک خاص حالت کو ظاہر کرتا تھا چنانچہ حضرت یحیٰی معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تم کسی کو امر بالمعروف مین ٹھمک پاؤ تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام زہد ہے۔ آیات اللہ کی طرف اشارہ کرتے دیکھو تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام ابدال ہے۔ فیضان خداوندی کی شرح کرتے دیکھو تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام عشاق ہے۔ اور جب اوسے مشغول ذکر پاؤ تو سمجھو کہ اوسکا مقام مقام عارفین ہے۔

اسی صدی یعنی ۲۵۳ھ مین بمقام بغداد اول اول حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے حقایق و توحید کے معارف بیان کئے۔ اور سب سے اول ممبر پر چڑھ کر تصوف کا خطبہ ۲۹۷ھ مین حضرت یحیٰی معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جنکی تقلید حضرت ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اسی ۲۹۷ھ مین حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے اول تصوف کی تنظیم و تشریح بذریعہ تحریر فرمائی اور تصوف تلبند ہوا۔ گرچہ تصوف کی تلقین خفیہ زمین دوز مکان مین کرتے تھے اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو مباحث عامہ کا موضوع بنایا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو تصوف کے امام ہین علمائے زندیق قرار دیا تھا۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سے زیادہ مرتبہ ملحدانہ عقیدہ رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا اور حکومت صوفیہ کی درپئے آزار یہان تک ہو گئی تھی کہ حضرت ابو سعید الخراز رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کر کے مصر چلے گئے تھے۔

راقم۔ ایسے بزرگان دین کی قومی خدمت اور خالصاً لوجہ اللہ عبادت کی علماء دنیا کے ہاتھوں سے جو عزت افزائی کی اور قوم نے جو سلوک کیا یہ اک سنت قدیم ہے جو اللہ والون کے ساتھ برتی گئی ہے۔ برتی جارہی ہے اور برتی جائیگی افسوس صد افسوس۔

Marfat.com

تیسری اور چوتھی صدی کے صوفیہ نے طریقہ تصوف کو نظری اور علمی اعتبار سے کامل طور پر مدون و منضبط کر لیا تھا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے قریب قریب تمام عقائد صوفیہ کا سراغ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور اون صوفیہ کی تعلیم میں لسکتا ہے جو بلا فصل اون کے پیرو تھے اسمین شک نہین کہ عہد قدیم کے بیہ متصوفین وجد اور فنا کی اصطلاح سے ناآشنا تھے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اول ہین جنہون نے فنا کا لفظ استعمال کیا اور نفحات الانس مین ہے کہ اول اول۔ حضرت ابوسعید الخراز رحمۃ علیہ نے فنا و بقا کا ذکر کیا۔ حضرت بایزید بسطامی اول ہین جنھون نے تصوف مین عقیدہٴ ہمہ اوست کا عنصر شامل کیا جو ساسانیون کے دور مین بھی عام طور سے ایران مین رائج تھا۔ اور حضرت موصوف ایرانی الاصل تھے

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پہلے یہ اصحاب رائے تھے پھر صوفی تسلیم ہوے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوسعید الخراز رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ کر تیسری صدی تک کے کل صوفیہ فنا کو حتی الوسع پردہ مین رکھتے تھے، اور عقیدہٴ ہمہ اوست سے جو کسی شرط سے مشروط نہو اور کسی قید سے مقید نہو ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔ اونکی دلی تمنا تھی کہ اسلام اور تصوف مین توافق اور تطابق پیدا کرین، اور شریعت اور طریقت کے پلون کو مساوی رکھین اور خاص اسلامی عقائد کو ہاتھ سے جانے نہ دین۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ور اونکے پیرو طیفوری گفتار و کردار مین مست الست تھے لیکن اور صوفیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم صفیر ہوکر مستی پر ہوشیاری کو ترجیح دیتے تھے اور اسکا اعلان علیٰ روس الاشہاد کر دیا گیا تھا کہ متصوفیانہ تخیل بلکہ احساسات روحانی اور تعقلات

Marfat.com

طریقت کا معیار بجز قرآن وسنت نبوی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ طرق صوفیہ کا جزو اعظم۔ زہد وریاضت اور روحانیت واخلاق قرار دیا گیا تھا۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری کا قول ہے کہ ہمارے اصول چھ ہیں ۱ کلام اللہ سے استناد ۲ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید ۳ اکل حلال ۴ خلق کو ایذا نہ دینا گرچہ وہ تمہیں ایذا دے ۵ حرام شرعی سے اجتناب ۶ فرائض کو برغبت تمام انجام دینا۔

المختصر (بقول مورخ) رضی برضاء الٰہی ہونے اور جستجوئے کنہ ذات باری کے معنون ور عنوان جستجو میں تصوف اون راہبانہ وزاہدانہ رجحانات کا ماحصل تھا جو اسلام میں بزمانہ حکومت بنی امیہ پیدا ہو گئے تھے۔

راقم۔ تصوف گرچہ رہبانیت کے اثروں سے آزاد نہ رہا اور ہندوستان میں ہندوانہ جوگ کے اثروں سے بھی پاک نہ رہ سکا کرشمہ خیز عقیدت اور حیرت انگیز طلسم نما فقر نے سو طرح کی رنگ آمیزیاں کیں تاہم میں دکھاؤنگا اور ثابت کرونگا کہ اصل تصوف اور خالص تصوف اسلامی الاصل ہے بلکہ اسلامی تصوف جسطرح وسیع تر ہے کامل تر بھی ہے جسطرح مامون وبے خطر ہے۔ رستہ بھی ہے یہ اپنے مقام میں دکھایا جائیگا۔ ابھی تو مجھے صرف مورخ کی تاریخ بیان کرنی ہے۔

تیسری صدی ہجری کے ختم ہوتے ہوتے طرق صوفیہ کی باقاعدہ طور پر تدوین وتنظیم ہوئی اور بتدریج یہ اک باقاعدہ مذہب کی شکل بن گیا اسکے اصول کی تلقین کے لئے خانقاہیں بنیں۔ جہاں مرید اپنے مرشد کی ہدایت کے بموجب زہد وریاضت کی تکمیل کرتا تھا اور مرشد کو مرید کی ہدایت کا کامل اور مطلق اختیار حاصل ہوتا تھا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سچا مرید وہ ہی ہے جو طاعت گذاری میں اپنے مرشد کو خود باریتعالی پر ترجیح دے (تذکرۃ الاولیا) اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس کسی کا کوئی پیر نہو اوس کا پیر شیطان ہے۔

Marfat.com

تاہم حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شان سے یہ اقوال بہت بعید ہین۔ درایت اس روایت کی ہرگز حامی نہین ہوسکتی جنکی ساری زندگی طلب ذات مین صرف ہوئی ہو اور ساری ہاتین ذات باری کی طرف اور ذات باری کے لئے ہون۔ وہ ہادی کو مقصود اور رہنما کو مطلوب نہین قرار دے سکتا۔ اس لئے ایسے اقوال ان بزرگون کے ہو نہین سکتے جو مقصود حقیقی سے مواجہہ رکھنے والے ہون۔ گرچہ سادہ مزاجی سے نقل بھی کردیئے جائین۔ جیسے موضوعی حدیثین۔

بہرکیف۔ اس صدی مین خانقاہین معمور ہوئین۔ پیری مریدی کا بازار گرم ہوا۔ اور سکے اصولون کا درس دیا جانے لگا۔ اور سکے قواعد و آداب مقرر کئے گئے۔ اور اس امر کا ثبوت بہم پہونچانے کے لئے بھی بہم کوششین کی جانے لگین کہ تصوف آیت اور حدیث پر مبنی ہے۔

مینے تصوف کی تاریخ بیان کردی۔ مگر چونکہ تاریخ بے درایت ہوتی ہے اسکی روایتین تحقیق حق کے اصول پر مبنی نہین ہوتین۔ اور مذہبی امور مین اسکا کوئی مقام نہین ہوتا۔ اس لئے تصوف اور تصوف کی تاریخ کا کھوج قرآن مجید مین لگانا ضرور ہے۔

تاریخ تصوف قرآن مجید سے

جن لوگون نے تصوف کی تاریخین لکھین۔ انہون نے تصوف کو سطحی نگاہون سے دیکھا یا روایات بے درایت پر نگاہ کی۔ اور جو ملاوہ نکہ ڈالا محققانہ آنکھ سے نہین دیکھا کہ تصوف ہے کیا۔ اسکی بنیاد اسکا موضوع اور اسکی غرض و غایت کیا ہے۔ اس لئے انہون نے رسومات تصوف کو تصوف قرار دیکر بحث کی۔ اور قیاسات کی بنا پر اک نتیجہ پر پہونچے جس سے اعتراضات اور شکوک کی راہین کھلین۔

اسمین شک نہین کہ تصوف کا لفظ پہلے مستعمل نہ تھا بعد کو مستعمل ہوا تو کب ہوا۔ اور کیون ہوا۔ اسکو تو مین بعد کو بتاؤنگا۔ مگر فلان سن مین فنا کا لفظ مستعمل ہوا۔ بغیر درایت کے یہ صحیح بھی مان لیا جائے۔ تو اس سے تصوف کی تاریخ نہین معلوم ہوئی۔ تصوف کی بعض باتین معلوم ہوئین جس نے تاریخ کو اور بھی مشتبہ کردیا

کیونکہ فنا کا لفظ تو قرآن مجید مین مستعمل ہوا ہے کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام جو کچھ بھی ہے سب فانی ہے۔ بجز ذات صاحب جلال و کرم کے (رحمٰن ع۲) یہی تو فنا کی کیفیت ہے۔ اگر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اول اس لفظ کا استعمال کیا تو اوسکے یہ معنی ہونے کہ اونہون نے سب سے پہلے اس آیت کی تبلیغ کی اور سمجھایا۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ یہ عقیدہ ایران سے آیا اسی طرح فلان سن مین عقیدہ ہمہ اوست کا عنصر شامل ہوا۔ بغیر درایت یہ صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے کسی طرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایرانی الاصل ہونے کے سبب ایران کا رائج الوقت عقیدہ لاکر اسلام مین داخل کیا۔ اور رخنہ اندازی کی۔ بلکہ کیون نہ یہ سمجھا جائے گا کہ جس طرح فنا کی آیت کو سمجھا کر اونہون نے سب سے اول تبلیغ کی۔ اسی طرح ہمہ اوست کے لفظ سے اونہون نے خدا کی اس آیت کی تبلیغ کی وھو اللہ فی السموات وفی الارض اس آیت کے معنی ونہون نے ہمہ اوست کے سمجھا اور وہ آیت تبلیغ کر دی۔ اسکے سوا ہمہ اوست تصوف کا عنصر نہین ہے یہہ تو اک توحیدی کیفیت ہے۔ ہمہ اوست بھی کیفیت ہے۔ ہمہ از وست بھی کیفیت ہے اور اوست کہ اوست بھی کیفیت ہے۔ اور یہہ کیفیتین ہر رہرو پر طاری ہوتی ہین۔ ان مین حقیقت مین اختلاف نہین۔ مگر جو جس کیفیت پر ٹھہر جائے۔ قرآن مجید مین آیتین بھی ساری کیفیون کی ملین گی کسی ایک آیت کو کسی اصطلاح محاورہ مین بیان کرنا کوئی مذہب ایجاد کرنا نہین ہے۔ اسی طرح خانقاہ کسی کے نزدیک بھی تصوف کا رکن نہین تو چاہئے اسکی بنا مسلمان امیر ڈالے یا مسیحی امیر یہ رسم تصوف قائم ہوئی ہے نہ تاریخ سے اس رسم کا پتہ لگا تصوف کا نہین۔

تصوف کا نشان یہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت مین جو ایمان لائے وہ مسلمان تھے حنیفا مسلما اونکی شان تھی مگر چونکہ اونکی آنکھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی اس لئے وہ صحابی کہلائے۔ صحابی اون کا لقب ہوا مگر اون کا مذہب اسلام ہی تھا

Marfat.com

یہ کوئی نیا فرقہ نہ پیدا ہوا۔

ان کے بعد دوسرا دور ہوا اس دور والے قرب رسول کی وجہ سے تابعین کہلائے یہ بھی کوئی نیا فرقہ نہوا کہ ان کی تاریخ تلاش کی جائے۔ لقب بدلا۔ مگر ان کا مذہب بھی مذہب اسلام ہی تھا۔

پھر تیسرا دور شروع ہوا بوجہ کسی قدر قرب نبوت کے انکا لقب بھی تبع تابعین ہوا۔ انہون نے بھی کوئی نیا فرقہ نہین بنایا۔ لقب تو بدلا مگر یہ بھی مسلمان ہی تھے۔ اور اون کا مذہب بھی اسلام ہی تہا۔ ہان اس دور کے آخر زمانہ مین سلطنت نے عروج پکڑا۔ فتحیابی نے اپنا جھنڈا لہرایا۔ اقبال اور فتح و فیروزی سے اپنا چھتر کھولا۔ کامیابی نے بلائین لین۔ دولت و ثروت نے قدم لئے۔ پھر کمال کامیابی کے ساتھ ساتھ جو فطرت کا خاصہ ہے کہ عیش و عشرت آئے وہ بھی آئی غفلت اسکے گزیر مین ہے اوس نے عامل بھی کیا۔ یہ غفلت تو ام الجرایم ہے اس سے ہزارون خرابیان پیدا ہوئین۔ ایسے حال مین لوگون کو مصروف عیش و کامرانی دیکھ کر اور مشغول خواہشات نفسانی پاکر بعض لوگ غفلت سے چونکے اور ان کدورتون سے صفا کے طالب ہوئے اور ایسے غافلون سے متنفر ممکن ہے کہ مزید نفرت اور دوری صحبت پیدا کرنے کے لئے کسی نے صوف بھی پہنا ہو غرض جو طالب صفا ہوے اور عشرت پسندون سے اپنے کو ممیز کیا وہ صوفی کہلائے۔ صوفیون کا بھی کوئی نیا مذہب نہ تھا۔ وہ بھی مسلمان تھے اور اون کا مذہب بھی اسلام ہی تہا یعنی اسلام حنیف کے وہی مدعی ہوے۔ اور دنیا نے اون کے دعوے مین اونکو سچا جانا۔ اور اسی صفائی قلب کے سبب وہ کامل ترین مسلمان سمجھے گئے جنپر مسلمانون نے ناز کیا۔ فخر کیا جنکے آگے پر نخوت اور پر غرور سر بھی جھک ہی کر رہے۔ آج جو اسلام کی روشنی تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اونہین کی پھیلائی ہوئی ہے اس لیے تصوف کی تاریخ مین اسلام کی تاریخ ہے۔

مینے جو یہ سرخی دی کہ (تصوف کی تاریخ قرآن مجید سے) تو اس سے میری غرض یہ ہے کہ شریعۃ الحق مین مینے قرآن مجید کی بہیتری آیتون سے صاف اور صریحاً یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ازلی مذہب ہے

یہی اسلام سب پیغمبرون پر اوترا اور سب کی کتابین ایک دوسری کی بکمالہ مصدق ہین۔ ایک آیت کی بھی ناسخ نہین کیونکہ قرآن مجید ہی سب کتابون مین اوترا تھا و انہ لفی زبر الاولین توانہی آیتون کو یہان پر دوہرانا شرعۃ الحق کا جزون دوہرانا ہے۔ آیتون کو تو مین نہین دوہرانا مگر مطلب یہ ہے کہ صوفی حنیف مسلمان کا ہی لقب ہے اور تصوف اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے تصوف کی تاریخ وہی ہے۔ جو قرآن مجید سے اسلام کی تاریخ ثابت کی گئی ہے۔ اسلام ازلی ہے۔ تو تصوف بھی ازلی۔ ہان صوفیون کا اسلام حقیقی اسلام ہے۔ منہ بولا اسلام نہین۔ خاندانی اسلام نہین۔ دکھاوے کا اسلام نہین۔ منافقانہ اسلام نہین۔ مردہ اسلام نہین۔ بلکہ وہ اسلام جسمین روح ہے جسمین صدق و اخلاص ہے اور جو موصل الی المطلوب ہے۔

جب اسلام ازلی ہے اور اس لئے جب تصوف بھی ازلی ہے تو تصوف مین سارے دینون کے عقائد بھی مل سکتے ہین۔ رھبانون کا فقر بھی اور ہندؤون کا جوگ بھی مل سکتے ہین کیا معنی کہ ہین۔ مثلاً خدا کا ماننا چاہیے۔ وہ اوسکے ساتھ کفر و شرک بھی کرتے ہون۔ عبادات کا شکل مختلفہ ہونا چاہیے۔ وہ شرک کے درجہ کو بھی پہونچے ہون۔ اخلاق کی ہدایتین۔ اور ذکر۔ فکر۔ مراقبہ۔ طلب و یافت۔ قبض و بسط۔ فنا و بقا۔ قطع ماسوا وغیرہ۔ ایسا نہین ہے کہ کسی مذہب نے کسی مذہب سے کچھ لیا دیا ہے۔ اور ایک نے دوسرے کی بنیاد پر قلعہ اوٹھایا ہے۔ بلکہ یہہ بین ثبوت اسکا ہے کہ سارے مذاہب کا مخرج ایک ہی ہے۔ خدا ہی۔ امتداد زمانہ سے قوم بدلی۔ اونکا مذہب بدلا۔ تفرقے پڑے۔ اور بجائے خدا تک پہونچانے کے وہ دوری پیدا کرنے والے ہوگئے۔ دیکھو تو تمام ذکر ہے۔ مگر غیر اللہ کے نامون کا۔ تمام فکر ہے۔ مگر غیر اللہ اور برزخی معبودون یا مورتون کا۔ تمام مراقبہ ہے مگر یہہ بھی غیر اللہ اور گرو یا دیوتاؤن کا۔ عبادات رسمی حرکات ہوئے۔ معاملات اساتذہ مذہب کے فتوے اور ریاضات معصیتون کا جھیلنا۔ فنا کی مجنونانہ عشق ہونی پھر بقا کہان سے آئے وہ معدوم ہوئی سب کی حقیقت کھوئی گئی صرف نام ہی نام

Marfat.com

رہ گیا وہ بھی بدراہ ہوکر۔

وہ ذات بے صورت جو کسی صورت کی قید سے پاک ہے۔ اوسکی راہ اسلام ازلی نے بے صورتی سے بتائی تھی اس لئے وہ طالبین جو صورت کا دعویٰ کرتے ہین۔ وہ صورت کو مٹاتے کہ یہ معنی تھے بت شکنی کے مگر صورت پرستون نے بے صورت کی راہ صورت سے اختیار کی۔ اولٹی راہ چلے۔ دوری مین پڑے۔ بت پرست ہوئے۔ گمراہ ہوئے۔ مشرک ہوے۔ اسلام کھو بیٹھے تو دوسرے دوسرے نامون سے موسوم بھی ہوے۔ غرض اسلام نے ہندؤن یا عیسائیون سے کچھ نہین لیا۔ بلکہ اون کے یہان بھی اسلام ہی تھا۔ جو بگڑ بدل کر اور کفر و شرک کے درجہ پر پہونچ کر رہ گیا۔ سبھون نے کتاب اللہ بھی ضایع کی اس لئے وہ اپنی صحت بھی نہین کر سکتے۔

غرض تصوف کوئی نوخیز اور نو بنیاد مذہب نہین ہے بلکہ عین اسلام اور اصل اسلام ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والقران کلام اللہ جسکا ایمان ہو جسکا اقرار باللسان ہو جسکی تصدیق بالقلب ہو۔ اور جسکی وفا بہ فعل ہو تو اوسکا اسلام حقیقی کے سوا اور کونسا مذہب ہو سکتا ہے۔ ہان فطرت کے اس اصول کے مطابق فطال علیھم الامد فقست قلوبھم زمانہ مدید گذرا تو اونکے قلوب سخت ہو گئے (حدید ع۲) جیسے کوئی مذہب نہ بچا۔ اسلام آخری بھی نہ بچا یعنی تصوف بھی نہ بچا۔ اسلام شریعت و طریقت کے دو حصون مین تقسیم کیا گیا۔ اسلام کے دو حصے ہوے دو فرقے ہوے۔ پھر جس طرح دنیا دار علما بدلے۔ دیندار علما یا صوفی بھی بدلے۔ انسان دو ٹکرہ ہوکر نہین جی سکتا ویسے ہی اسلام بھی ٹکرہ ٹکرہ ہوکر زندہ رہ نہین سکتا۔ یہی راز ہے مسلمانون کی تباہی کا۔ رفتہ رفتہ علما اور صوفیون سے روحانیت ہی کھو گئی۔ اور رہ گئے صرف رسومات مذہب الا ماشاء اللہ۔

تعریف تصوف

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے جو تصوف کو بیان کیا ہے مین اوسے اونہین کے اقوال مین بیان کرونگا

اور اوسکے نیچے قرآن مجید کی آیتون کی سند دونگا کہ اونہون نے کس آیت کے مفہوم کو بیان کیا ہے جس سے میری غرض یہ ہے کہ جسپر جس آیت نے تجلی کی۔ اور جو آیت جس کے لئے موصل الی المطلوب ہوئی۔ اونہون نے اوسی کو تصوف کہ دیا ہے۔ یہ وجہ ہے۔ اس درجہ اختلافات کی۔ اور قرآن مجید نے تصوف کو کیا بیان کیا۔ اوسکو آغاز کتاب سے بیان کرونگا۔

حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ صوفی آنست کہ دل صافی دارد با خدا اور حضرت ابو الحسن الحصری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف صفائے دل است از کدورت مخالفات۔

راقم۔ دونون حضرات نے تزکیہ کو بیان ہے۔ خدا نے فرمایا قد افلح من تزکی بیشک وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ کیا (اعلیٰ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف اصطفا است ہر کہ گزیدہ شد از ماسوائے اللہ او صوفی است۔

راقم۔ اصطفا کو بیان فرمایا ہے۔ خدا نے فرمایا ولقد اصطفیناہ فی الدنیا ہم نے دنیا مین اوسکو برگزیدہ کیا (بقرہ ع۱۶)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ التصوف الاخذ بالحقایق والیاس مما فی ایدی الخلائق ہر چیز کی حقیقت کو پانا اور جو چیزین مخلوق کے ہاتھون مین ہون اون سے بے توجہ ہونا۔

راقم۔ یافت حقیقت الاشیاء یہ فکر کا نتیجہ ہے جس سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اور اوسکا مفصل بیان فکر کے زیر سرخی کیا جائیگا۔ اور دوسرے ٹکڑے کا ماخذ یہ آیت ہے۔ لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ تم اپنی نظر دنیاوی چیزون کی آرائش کے جانب جو ہم نے مختلف قسم کے لوگون کو مصرف کے لئے دی ہین۔ تاکہ اونہین آزمائین نہ دوڑاؤ (طہٰ ع ۔) یا زسوال کردہ شد۔ از تصوف فرمود گرفتن حقایق گفتن بدقایق و نومید شدن آنچہ ہست در دست خلایق

راقم۔ اس بیان مین صرف ایک جملہ پہلے بیان سے بڑہایا ہے۔ اور باقی وہی ہے جسکا ماخذ آیتین

سے بیان کیا گیا ہے جو بڑھایا ہے۔ وہ "گفتن بد قالق" ہے۔ تو یہ تصوف نہین صوفیون کی رسم ہے۔ اس کے ساتھہ میرا اتفاق نہین۔ جو بولنے کی باتین نہین وہ بولو ہی نہین۔ اور جو بولنے کی باتین ہین او نہین عام فہم بولو۔ تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ۔ صوفی آنکہ خدا ئرا بر ہمہ گزیند۔ اور حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ۔ درویش آنکہ بخداوند خویش از جملہ کائنات تونگر بود۔

راقم۔ یہ مختصر طور پر اس آیت کا خلاصہ مطلب ہے۔ قل ان کان اٰباءکم وابناءکم واخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم واموال ٰاقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ اے رسول کہدو کہ تمھارے باپ بیٹے بھائی بیبیان۔ اقران۔ مال مخزونہ اور تجارت جسکے گھاٹے سے تم ڈرتے رہتے ہو۔ اور گھر جو تم کو پسند ہین۔ یہ سب چیزین اگر تم کو خدا و رسول اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرنے سے زیادہ عزیز ہین۔ تو منتظر رہو کہ خدا اپنا عذاب بھیجے (التوبہ ع۳)۔

حضرت ابو الحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف دشمنی دنیا است و دوستی مولا۔

راقم۔ دوستی مولا تو اوپر کی آیت مین فرض ہوئی۔ مگر دشمنی دنیا کا لفظ اسمین زیادہ ہے۔ تو دنیا تو وہی جو محبوب سے غافل کرے۔ اور وہی شیطان بھی۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا! شیطان تمھارا دشمن ہے تو اوسکو دشمن ہی سمجھتے رہو۔ یہ تو اقتضائے محبت ہے کہ جو محبوب سے غافل کرے وہ دشمن ہے۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کن للہ والا لا تکن خدیرا باش والا خود مباش۔ اور حضرت ابو الحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف ترک جملہ نصیبہائے نفس است برائے نصیب حق۔ اور کسی دوسرے بزرگ نے فرمایا۔ دع نفسک وتعال۔

Marfat.com

راقم ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے (انعام ع۲۰) جب حیات و موت تک للہ ہوئی تو وہ خود کیا رہا اسی کو فرمایا کن للہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہو ان یمیتك الحق ویحییك بہ۔ خدا تیری خودی کو زائل کردے یعنی موتوا قبل ان تموتوا اور تجھے اپنے ساتھ زندہ رکھے۔

راقم یعنی یہ آیت متجلی ہو۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام اللہ بود باقی و باقی فانی۔ فنا کے معنی معدوم ہونے کے نہیں۔ وجود کی احاطت تام عدم کو محال ثابت کرتی ہے بلکہ فنا کے معنی توجہ کے یکسو ہونے اور ایک ہی طرف بکبارگی جھٹ جانے کے ہیں یعنی حنیف ہونا جسکو خدا نے فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا میں نے اپنی توجہ اوسی کی طرف پھیری ہے یکسو ہو کر جس نے آسمان اور زمین بنائی (انعام ع۹) اسی حنیف کے معنی فنا کے ہیں۔ اسی کو کہا دع نفسك وتعال اسی مضمون کو دوسری جگہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ان تکون مع اللہ بلا علاقۃ خدا کے ساتھ بے علاقہ ہو۔ یعنی نہ علاقہ ہو صورت کا نہ عقل کا۔ نہ وہم کا نہ حواس کا۔ علاقہ کو تعلق ہے قلب سے۔ علاقہ منقطع کرنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ وسوسہ و تعلق نہو اور قلب مطمئنہ کے ساتھ معیت خداوندی یعنی دوام حضور حاصل کرو۔ یہی مضمون کو حضرت عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف باخدا آرام گرفتن است و از خلق گریختن۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اطمینان بذکر خدا آرام بہ خدا گرفتن است لیکن از خلق گریختن کے ساتھ میرا اتفاق نہیں۔ یہ تو رہبانیت ہے۔ ہونا چاہئے تخلق باخدا آمیختن۔

حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ۔ درویشی بحضرت خدا شکستگی عرض کردن است۔

راقم ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت واخبتوا الیٰ ربہم اولئك اصحب الجنۃ جو لوگ ایمان لائے نیکوکار ہوئے۔ اور خدا کے حضور میں شکستگی عرض کی تو وہی اصحاب جنت ہیں۔

حضرت عمر عثمان المکی رحمۃ اللہ علیہ سئل بہ عن التصوف فقال ان یکون العبد فی کل وقت مشغولا بما ھواولی بہ فی الوقت تصوف کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ اوس کام مین ہر وقت مشغول ہو۔ جو اقتضائے وقت ہو۔

راقم۔ قرآن مجید مین عملو الصلحت بہتیری جگہ ہے یہ عمل صالح کی تفسیر ہے۔ خدا کی بہتیری ہدایتین ہین اور ہر ہدایت اپنے وقت پر عمل کی طالب۔ تو جو وقت جس طاعت کا مقتضی ہو اوسکو اوسکے وقت پر ادا کرو جس جگہ صبر مطلوب ہو صبر جس جگہ شکر مطلوب ہو شکر۔ عباوات کے وقت عبادات۔ ادائے حقوق کے وقت حقوق کا ادا کرنا۔ غرض ہر کام اپنے وقت پر ہونا چاہئیے جو اوس وقت کا اقتضا ہو یہہ رھبانیت کی تردید ہے۔ اور اسقدر وسیع ہے۔ کہ جتنا غور کرو مزہ آئے۔

حضرت ابو الحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ نعت الصوفی السکون عند العدم والایثار عند الوجود۔

راقم۔ تصوف کو بیان نہ فرمایا بلکہ صوفی کی ایسی صفت کو بیان فرمایا جس سے وہ پہچانا جائے یعنی صبر وایثار کو تو صبر وایثار صریح قرآن مجید کی تعلیم ہے۔ صبر کا بہتیری جگہ حکم ہے واصبروا اور ایثار کی آیت سورہ حشر مین ہے۔ ویوثرون علی انفسھم۔

دوسری جگہ حضرت موصوف نے تصوف کو بیان فرمایا۔ تصوف نہ رسوم است و علوم ولیکن اخلاقیت اگر رسم بودے بمجاہدہ بدست آمدے واگر علم بودے بہ تعلیم حاصل شدے۔ ولیکن اخلاقیت۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ وتخلق خدا بیرون آمدن نہ برسوم وست دہد و نہ بعلوم۔

راقم تصوف کو اخلاق فرمایا تو اخلاق کی آیتین۔ اخلاق کی زیر سرخی دی جاینگی۔ اور اسکی خوبی اخلاق کے بیان مین نمایان ہوگی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ التصوف ذکر مع اجتماع و وجد مع استماع و عمل مع اتباع تصوف یہہ ہے کہ ذکر ہو مگر بحضور قلب۔ وجد ہو لیکن قرآن سنکر۔ عمل ہو مگر باتباع قرآن۔

Marfat.com

راقم۔ یہ تینون باتین تین آیتون کی تفسیر ہین۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۱ اور واذا سمعوا ما انزل
الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق۲ اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم۳
۱ خدا کے نام کا ذکر کیا کرو اور مذکور کے ساتھ فنا ہو جاؤ ۲ جب وہ قرآن سنتے ہین تو تم دیکھتے ہو کہ عرفان
کے سبب اون کی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین ۳ قرآن کا اتباع کرو یعنی اوسکے مطابق
عمل۔ چونکہ تصوف کی یہ تعریف فرمائی۔ اس لئے صوفی کو بیان فرمایا کہ صوفی آن است کہ دل او چون
دل ابراھیم سلامت یافتہ بود از دنیا و بجا آرندہ فرمان خدا بود۔ وتسلیم او تسلیم اسمعیل۔ و اندوہ او اندوہ داؤد
و فقر او فقر عیسٰی و صبر او صبر ایوب و شوق او شوق موسٰی۔ و اخلاص او اخلاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی آپ نے قصص قرآن کی ہدایتون کو بیان فرمایا ہے کہ ان قصون سے اپنے کو ان صفات سے
متصف کرو کہ یہ قصے ہدایت نامے ہین۔ حضرت ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف صفائے اسرار
است و عمل کردن بدانچہ رضائے جبار است و صحبت داشتن با خلق بے اختیار است۔
راقم۔ صفائے اسرار یعنی تزکیہ قد افلح من تزکی فلاح پائی جس نے تزکیہ کیا۔ (اعلی) و عمل مطابق
رضائے مولا یہ اس آیت کی ہدایت ہے۔ ما کتبنہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ ہم نے ان پر فرض نہ کیا
تھا مگر رضائے مولا کی تلاش (حدید ع۴) اور صحبت خلق بے اختیار کے معنی ہین۔ لوگون سے
اپنے اغراض و خواہشات نفسانی لیکر نہ ملنا۔ بلکہ خدا کے لئے ملنا تو یہ ملنے ملانے پر موقوف نہین
سارے ہی کام یرید ون وجہ اللہ ہونا چاہئے کہ ہر کام مین چاہے دینی ہو یا دنیاوی رضائے
مولی مطلوب ہو
حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ سئل رویم عن التصوف فقال التصوف استرسال النفس
مع اللہ علی ما یرید تصوف نفس کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دینے کا نام ہے یعنی منزل رضا۔
راقم یفعل اللہ ما یشاء اور یحکم ما یرید پر کمال ایمان و اطمینان قلبی۔ راضی برضا ہونا ہے

Marfat.com

حضرت علی بن سہل الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ۔ التصوف التبری عمن دونہ والتخلی عمن سواہ
مختصر لفظوں مین تصوف قطع ماسوا کا نام ہے۔

راقم۔ قطع ماسوا یعنی ماسوا سے پرہیز یہی تو حقیقی اتقا ہے۔ اتقا کے معنی پرہیزگاری کے ہین اور اتقا کی آیتون سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اتقا عام ہے تو اسکی تخفیف کیون کرو۔ اسکو عام رہنے دو یعنی کل ماسوا سے پرہیزگاری۔

حضرت ابوالجریری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کو فرمایا الدخول فی کل خُلق سنی والخروج من کل خُلق دنی
تصوف اخلاق حسنہ حاصل کرنے اور اخلاق سیئہ سے بچنے کا نام ہے۔ پھر فرمایا التصوف مراقبۃ الاحوال ولزوم الادب۔

راقم۔ اپنے حال کا نگران رہنا اور ہر وقت کے ادب کو ملحوظ رکھنا۔ ان دونون کی آیتین اخلاق اور مراقبہ مین دی جائین گی۔ اخلاق کے معنی مہمانون کی تعظیم اور حقہ پان کی دعوت کے نہین ہین۔ نہ سگریٹ اور چائے کی دعوت کے۔ بلکہ اخلاق کا دائرہ اسقدر وسیع ہے۔ کہ کوئی حرکت اس سے باہر نہین جاسکتی۔ اپنے اور خدا ورسول۔ اور قرآن اور قوم و ملک اور انسان وحیوان سب کے حقوق کا ادا کرنا اخلاق ہے۔

حضرت ابوبکر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ التصوف خُلق فمن زاد علیک فی الخُلق فقد زاد علیک فی الصّفا
تصوف اخلاق ہے جو بڑھا اخلاق مین وہ بڑھا صفا مین۔

راقم۔ اخلاق کی آیتین تو اخلاق کے بیان مین دیکھو۔ مگر کم سے کم ایک آیت تو مجھے اسکے متعلق دینی چاہیئے۔ ان اللہ یامُر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔
خدا حکم کرتا ہے عدل واحسان کرنے اور قرابت پروری کا اور منع کرتا ہے فحش اور برائیون۔ اور سرکشیون سے (نحل ع ۱۳) یہی عدل واحسان اور قرابت پروری اخلاق حسنہ ہے اور فحش اور برائیان

اور سرکشیان اخلاق سیئہ۔

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ الصوفی منقطع عن الخلق متصل بالحق کقولہ تعالے واصطنعتک لنفسی قطعہ عن کل غیر ثم قال لن ترانی صوفی وہ جو خلق سے منقطع ہو جیا کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم نے تمکو اپنے لئے چن لیا۔ ماسوا سے تو منقطع کر دیا پھر کہا تو یہ کہا کہ تم ہمین دیکھ نہین سکتے۔

راقم۔ خدا کی آیت تو خود اونہون نے دے بھی دی اور تفسیر بھی کر دی۔ آہ۔ تصوف کو کس عاشقانہ درد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دل ہل جاتا ہے۔ خود اپنے لئے چنے بھی اور لن ترانی بھی کہے۔ اللہ اللہ

حضرت موصوف نے دوسری جگہ فرمایا التصوف الجلوس مع اللہ بلا ھم بے فکر و تردد خدا کی حضوری تصوف ہے

راقم۔ مقربین یہی جالسین مع اللہ ہین۔ فاما ان کان من المقربین خدا نے فرمادیا ہے قرآن مجید مین بھتیری جگہ عند اللہ و عند ربہ ہے اور یہ مقام قرب ہی سے آگاہ کرتا ہے۔ غرض قرب خدا تصوف ہے جسمین فکر نہو۔ مگر قرب مین فکر کہان نفس فکر سے مطمئن ہو لیتا ہے جب تو قرب کی راہ مین قدم رکھتا ہے

حضرت موصوف نے تیسری جگہ فرمایا۔ التصوف ھو عصمۃ عن رویۃ الکون تصوف اس عالم کون کی دید سے بچائے جانے کا نام ہے اور حضرت عمر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ التصوف رویۃ الکون بعین النقص بل غض الطرف عن کل ناقص بمشاھدہ من ھو منزہ عن کل نقص تصوف یہ ہے کہ موجودات کے نقائص کو دیکھو بلکہ کل ناقص سے توجہ پھیر لو۔ اور اوسکا مشاہدہ کرو جو نقص سے پاک و مقدس ہے۔

راقم۔ پہلا قول متن ہے۔ اور دوسرا گویا اوسکی تشریح۔ خداوند عالم نے قرآن مجید مین فکر کی تاکید پر تاکید کی ہے۔ اور فکر کی اتنی جگہین بتائی ہین کہ عالم کون کا کوئی ذرہ نہ چھٹ رہا۔ اسکو فکر کے بیان مین دیکھو۔ اولاً عالم کون کو فکر کی آنکھون دیکھو تو یہ عالم آنکھون سے غائب ہو جائے گا اور دوسری ہستی آموجود ہوگی۔ اسی کو اونہون نے فرمایا کہ تصوف عالم کون کی دید سے بچائے

Marfat.com

جانیکا نام ہے۔ اور اسی کو انہون نے فرمایا کہ عالم کون کو اوس کا نقص دیکھ کر دیکھو تو اوس بے نقص سے مواجہہ درست ہو جائیگا۔ خداوند عالم نے بھی سارے معبودون کا نقص۔ ملائکون اور پیغمبرون کی مجبوریان اور اپنی سطوت وجلالت کی پاکی اور تنزہ دکھا کر اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

حضرت ابو الحسن المزین رحمۃ اللہ علیہ التصوف الانقیاد للحق۔ تصوف حق کی فرمانبرداریکا نام ہے

راقم۔ تو یہ عین اسلام ہے۔

حضرت ابو سعید ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ التصوف کلہ ترک الفضول ترک فضول تصوف ہے

راقم۔ حضرت موصوف نے اس آیت کو بیان فرمایا ہے جو مومن کی تعریف مین ہے۔ وھم عن اللغو معرضون وہ لغویات سے اعراض کرتے ہین۔ کل لغویات سے اعراض کرو تو دیکھو تمھاری رفتار صحیح ہو جائے گی۔ خدا کی ایک ایک آیت موصل الی المطلوب ہے۔

حضرت ابو عمر بن النجید رحمۃ اللہ علیہ۔ تصوف صبر کردن است در تحت امر و نہی۔

راقم۔ یہ تفسیر ہے اس آیت کی الذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم۔ وہ جنہون نے بطلب رضاء خداوند صبر کیا (رعد ع۳)

اگر بزرگون کے اقوال لکھے جائین تو کہان تک لکھے جائین۔ کتاب طول ہو جائیگی۔ اور مقصد رہجائیگا۔ مین اسلئے مین اس تھوڑے پر اکتفا کرتا ہون۔ جو آئتین مینے ہر قول کے نیچے دی ہین وہ بھی بہ نگاہ سرسری دی گئی ہین اس نظر سے قرآن مین تدبر کرنے والے زیادہ مناسب آئتین دے سکتے ہین۔ مگر میرا یہ موضوع نہین ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اصطفا۔ فکر قطع ماسوا۔ اتصال بحق۔ خدا کا ہو رہنا۔ خدا کے ساتھ آرام دلی حاصل کرنا عالم سے بے نیازی۔ دل شکستگی بحضور خداوند حنیف ہونا۔ صبر و ایثار۔ اخلاق محبت سوئی و دشمنی ما سوا۔ فناو بقا۔ رضا و تسلیم جن بزرگان دین کے مینے نام لیے ہین اونہون نے اوس آیت کو جو اون کیلئے

Marfat.com

موصل الی المطلوب ہوئی۔ تصوف کہا ہے یعنی تصوف کے بعض صفات کو بیان کیا ہے تصوف کو بیان نہین کیا اسی لئے تصوف اتنے مختلف عنوانون سے بیان ہوا ہے۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اساتذہ کا تصوف قرآنی تصوف۔ محمدی تصوف اور خدائی تصوف تھا جسکا ماخذ قرآن تھا نہ شاعری اور نہ قصص وافسانے جب قوم سے قرآن چھوٹا تو جنید وشبلی کہان سے پیدا ہون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دور صوفیہ

یہنے جتنے بزرگان دین کے نام لئے ہین۔ یہ دور اول کے صوفیہ ہین۔ ان کے سوا اور بہت ہین جنکے اقوال بیان نہین ہوے اس لئے انکے نام نامی بھی نہین آے انکے افعال کا مسلک اور انکے اقوال کا مخرج قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید کا تدبر وتفکر اس لئے اونکی روش صحابہ کی روش تھی۔ بے درایت قصون اور غلو پسندبت کی روایتون کا اعتبار نہین۔

دور دوم وسوم اپنے اپنے اعتبار سے قابل افسوس ہوتا گیا۔ اور بدنام کنندہ نکونامے چند اوٹھنے لگے جنکی فریاد اپنے اپنے زمانہ مین اوٹھتی رہی۔ اور صلحی ومنافقین مین تمیز دشوار ہوگئی۔ بہ اعتبار قرب وبعد نبوت جب صوری صوفیون کی کثرت ہوئی تو تصوف کی بنا کمزور حدیثون۔ بے درایت قصون۔ خواب وخیال اور غیر محقق اقوال صوفیہ پر ہوئی اور قرآن نظر انداز کیا گیا۔ ہان ایسے اساتذے بھی ہوے جنہون نے قرآن کو نہ چھوڑا اور اون کی روش قرون اولی کی روش رہی مگر کم۔ کمیابی باعث نمائندگی ہوتی ہے وہ ہوئی اس لئے یہ نمایان ہوے اور اون کی شہرت نے غلغلہ ڈالا مگر باعتبار اکثر صوفی ہوے بھی تو نام ونمود کے رسم ورواج کے۔ گدی اور خانوادو کے شجرہ اور نسب فروشی کے۔ خانقاہی اور دوکانداری کے مجاہدہ وریاضت کچھ رہی بھی تو رسمی۔ پہر تو تصوف نے سیکڑون رنگ بدلے۔ جو طرفی ہوا آنے کے لئے رخنے پڑ پڑ گئے اور ہر مذہب کی دہنگت

نے کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ رفتہ رفتہ دور از کار افسانون توہمات لایعنی قیاسات بے دلیل اور خواب وخیال پر اسکی بنا ہوگئی۔ خواب الہام ربانی تسلیم ہوا۔ اور خیال مکاشفہ ایسے خواب وخیال ناسخ قرآن تک کے درجہ کو پہونچگئے۔ اس روش کی یافت یہ نصیب ہوئی کہ پیر خدا بنا۔ اور فقرا خدائی کے حصہ دار تسلیم ہوے کہ ؎

اللہ اللہ گفتہ اللہ میشود ۔۔۔ این سخن حق است با للہ میشود۔

اور یہ شعر منسوب کیا گیا بزرگون کی طرف موضوعی حدیث کی طرح۔

دور آخری

تیسرے دور کا یہ آخری دور جو موجودہ زمانہ کا دور ہے۔ نہایت دردناک اور قابل افسوس ہے۔ بات یہ اعتبار اکثر ہی کی جاتی ہے اسی روش کی تعلیم خدا نے بھی کی ہے جو اوس نے فرمایا۔ منہم المومنون واکثرہم الفسقون بعض ان مین مومن ہین۔ اور اکثر ان مین فاسق ہین (آل عمران ع۱۲) مین بھی اسی روش کا اتباع کیا چاہتا ہون۔ اور یہی روش ساری دنیا کی گفتگو کی بھی ہے اسلئے استثنا ہر دور مین ہے۔ فطرت کا کوئی کلیہ بھی استثنا سے مستثنیٰ نہین۔ اسکو یاد رکھنا چاہئے اور جن بزرگون کو میری باتین بری لگین وہ اپنے کو مستثنیٰ سمجھین۔ محتسب حقیقی تو خدا ہی ہے اور بس۔

جب تک صوفیون کی راہ رہی صراط مستقیم کی جب تک قرآن مجید ان کا دستور العمل رہا۔ ان کا مرجع رہا۔ ان کا ہادی رہا جب تک قرآنی نور مین ان کی رفتار رہی اور روش رسالت ان کی روش رہی۔ یہ وہان پہونچے جہان روح انسانی کے پہونچنے کی غایت ہوسکتی ہے۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر مگر جب سے قرآن مجید چھوٹا اور نسبت ماسوا اور فانی چیزون سے جوڑی گئی تو خدائی نسبت مین شرک واقع ہوا جسکو خدائی غیرت پسند نہ کرسکتی تھی تو یہ نتیجہ نکلا۔ نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم خدا کو کیا بھولے کہ وہ اپنے آپ کو بھولے (الحشر ع۳) اوسوقت سے دوری

Marfat.com

پڑنی شروع ہوئی اور راہ کٹھن ہوتے ہوتے ناقابل رفتار ہوگئی۔ برزخی معبود نے کچھ مدد نہ کی کیونکہ
وما النصر الا من عند اللہ مدد تو خدا ہی کے پاس سے ہوتی ہے (آل عمران ع ۱۳)
جب سارے مسلمانون نے سارے علما نے قرآن کو مشکل تر ناقابل فہم مجمل محتاج تفسیر ناقابل
ہدایت محتاج تاویلات ومرادات سمجھا اور اوسکا مصرف جھاڑ پھونک عملیات اور چہلم چہارم کی
ثواب رسانی کے لیئے تجویز کیا تو اس سے یہ صوفیہ کیون نکل جاتے انہون نے بھی قرآن سے
چشم پوشی کی اور سارے علما کے مقابلہ مین یہ بھی حدیث کی طرف جھکے۔ اور علما یہود کی روایتون
کی طرف بلکہ افسانون شاعرانہ تخیل خواب وخیال۔ اور ڈھونگ کی طرف۔ اہل حدیث اور
نقاد حدیث یہ کہنے کھڑے ہوے کہ صوفیون کی حدیثین کمزور ضعیف اور ناقابل سند ہین۔
مورخین اور نقاد تاریخ یہ کہنے پر تلے کہ پیغمبرون اور بزرگون کے قصے جن سے نتیجے اخذ کیئے
جاتے ہین۔ اور وہ عقائد اور مسلک قرار دیئے جاتے ہین وہ بے درایت بے بنیاد عقیدت کے
شاخسانے ہین اور غیر مستند۔ روایت ودرایت اور اصول تحقیقات سے گرے ہوے۔ ہرگز اس
لائق نہین ہو سکتے جن پر مسلک اور عقائد کی بنیاد قایم ہو۔ اور دین الہی مین اون کو کوئی وقعت
دی جاسکے محققین نے باقی باتون کو بے اصل اور خلاف قرآن پاکر کنارہ کشی اختیار کی۔
حدیث کسی درجہ کی لی گئی ہو وہ بھی چند ہی ہے۔ مگر قصے کہانیون کی قوت دین الہی مین اتنی
زبردست ہوگئی ہے کہ اگر کسی بزرگ یا کسی پیغمبر کے ساتھ یا بمقابلہ دیگر خانوادون کے اپنے
خانوادے کے متعلق عقیدت اور رنگ آمیزیان دکھا کر عجائبات کے ناشدنی کرشمے بیان کر
تو آنکھہ بند کر کے اوس کے تسلیم مین کسی کو عذر نہ ہوگا۔ وہ اولاد خدا نے دی اور اس بزرگ نے
خدا نے بیٹی دی تھی۔ بزرگ نے بیٹا بنا دیا۔ اگر تسلیم کرلو تو قوت نسبت کی دلیل ہوگی۔ اگر انکار کرو
کہ یہ قرآن کے خلاف ہے جسکی عقل بھی حمایت نہین کرتی تو کرامات اولیا کے منکر اسلئے کافر

Marfat.com

مرتد اور خلود فی النار کے مستحق سمجھے جاؤ گے۔ باوجودیکہ قرآن مجید میں سنی سنائی باتوں کا بلاتحقیق بیان کرنا ممنوع کیا گیا ہے۔ مگر بزرگوں کے قصوں کے لئے ممنوع نہیں سمجھا جاتا۔ خدا نے فرمایا۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا ۔ جبتک تم کو علم نہو اوسکے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان آنکھ اور دل سب قیامت کے دن جواب طلب ہوں گے (بنی اسرائیل ع۴) اسی مفہوم کو دوسرے لفظوں میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو سنے وہ کہدے۔ بات بے تحقیق کیوں زبان سے نکالو کہ خدا و رسول کے خلاف ہو۔ خلاف عقل حدیثیں بیان کرنی تو ممنوع ہوئیں یہ قصص بے تحقیق بیان کرنا کسطرح جایز ہو سکتا ہے۔ مگر کوئی قصہ بھی قرآن مجید کی ترازو پر تولا نہ گیا۔ اور حقیقت کی کسوٹی پر کسا نہ گیا اور عقیدہ کی بنیاد ہو گیا۔ بلکہ ابتو انہیں قصوں کا نام تصوف ہے۔

اہل حدیث کے اعتراضوں کے سبب صوفیہ حدیث سے بھی درگذرے اور اپنے تصوف کی بنا مقالات صوفیہ پر قایم کی گرچہ ان مقالات کے سلسلۂ روایت کی صحت کی نہیں گئی اور یہ جانچ صحت پر جانچے نہیں گئے گرچہ حدیث کا نمونہ اور اوسکے جانچ کی دشواریاں پیش نظر تہیں مگر بزرگوں کی سطوت و جلالت قصوں کی صحت کے لئے کافی سمجھی گئی اور اوسمیں جہاں ہیں بے ادبی۔ پھر جیسی بنا ویسی عمارت۔

جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا پرستی کی جگہ پیر پرستی قایم ہوئی اور پیر پرستی کے غلو نے بات کو کہاں سے کہاں پہونچایا پیر خدائے بے صورت کی اک صورت سمجھا گیا۔ کعبہ کے بت تو توڑے گئے مگر بعض طریقہ میں کعبہ دل میں برزخ کا بت نصب کیا گیا۔ تلاوت قرآن کی جگہ جو مامور خداوندی بھی شجرہ کی تلاوت قایم ہوی۔ لا الہ الا اللہ کی جگہ لا الہ الا شیخ ہو گیا کہ فنافی الشیخ ہو تو فنافی اللہ ہونا اور فنافی الشیخ کے معنی سمجھا نہیں غرض قرآن مجید سے ہر طرح ترک تعلقات کر کے جوگ اور رہبانیت سے رشتہ تعلقات جوڑے گئے۔ کہ تا کافر نشوی مسلمان نہ گردی مادہ اگر اسی کفر پر خاتمہ ہو جائے تو خدا سے جھگڑے گا کون۔ مقالات صوفیہ سے

Marfat.com

بھی ترقی کر کے اعتقادات کی رسیاں وہ ہے۔افسانے۔اشعار اور شاعرانہ تخیل سے جوڑی گئیں۔جب سند مانگو تو بجائے قرآن کے شعروں کی سند دو موں کی سند۔ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی وہ پیروی کرتے ہین گمان اور خواہش نفسانی کی۔حالانکہ بے شبہ اون کے پاس قرآن آچکا (النجم ع۲) یہ وھم و گمان پرستی کام نہین آنے کی۔

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ اگر تم ہر کس و ناکس کا کہا مانوگے تو وہ تمھین خدا کی راہ سے گمراہ کردینگے (انعام ع۱۴) اسے بھول کر ہر فقیر صورت کے فرمان کی تعمیل کی جاتی ہے۔حالانکہ ان کے اکثروں کا حال یہ ہے وان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم بھیترے اپنی خواہش نفسانی سے لاعلمی کے سبب گمراہ کرتے رہتے ہین (انعام ع۱۴) بر بنائے علم قرآن نہین بلکہ بر بنائے خواہشات نفسانی جن کو الہام کا درجہ دیا جاتا ہے۔گرچہ الہام ربانی وحی کے خلاف ہو نہین سکتا اگر ہو تو وہ الہام شیطانی ہے۔مگر رنگ یہی جما۔یہان تک کہ جس نے قرآن سے رشتہ جوڑنا چاہا وہ زاہد خشک سمجھا گیا۔اور جس نے قرآن الہی سے منہ موڑا وہ رند مشرب آزاد مشرب سمجھا گیا جنکی حقانیت کی سند مین سیکڑون شعرا کے کلام موجود ہین دین شیطان کا گھر وندا ہو گیا کہ طالب خدا ایسا ہونا چاہیے کہ بت اور خدا۔رسول اور شیطان۔کعبہ اور بتخانہ اور اسلام و کفر کو ایک سمجھے۔مگر محرمات مین تفرقہ کرتا رہے۔یہ ہین کامل ترین صوفی۔حالانکہ یہ ہر کی راہ دین یا ل کی راہ نہین جہنم کی راہ جنت کی راہ نہین۔افسوس ہے اس فقر اور اس تصوف پر اگر استغراق ہے تو استغراق مین تشخصات نہین اگر استغراق نہین اور جنون نہین تو کفر و شرک کی باتین کفر و شرک کی باتین ہین جسکا اسلام مجاز نہین کرتا۔

فقر و تصوف مین بھی دو تقسیمین ہین مجذوب و سالک۔موجودہ زمانہ کے مجذوبون اور سالکون کا حال قابل عبرت ہے الا ماشاء اللہ۔

مجذوب مغلوب الکیفیت تو وہ جو تجلیات ربانی کی چکاچوند مین پڑ گیا۔یا کیفیت فنائی سے فی اکثر الحال

Marfat.com

مغلوب ہوگیا گئی زمانا جسکو جنون یا کسی قسم کا مینیا ہوگیا وہ مجذوب کہلایا۔ اور مجذوب ہوتے ہی وہ علام الغیوب
قادر مطلق اور خدائی نظم مین سیاہ و سفید کرنے والا ہوگیا۔ اوسکی ایک نظر بنانے والی اور بگاڑنے والی سمجھی گئی
اور معتقدین کے جمہرمٹ نے بازار لگایا وہم پرستون نے قصے تصنیف کئے۔ عوام کالانعام لگے۔ مرادین پانے
اور چڑہاوا چڑہانے۔ جیسے بت پرست یا جوگی جی کے چیلے گرو سے یا رام جی اور کرشن جی کے مندرون سے
مرادین مانگتے اور مرادین پانے کے سیکڑون قصے بیان کرتے ہین ویسے ہی مجذوبون کے دروازون کے
مرادخواہ بھی۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ اگر مجذوب صاحب سے پوچھو کہ صاحب یہہ بیہوشی کبھی اور ہوش بھی۔
جنون بھی اور تمیز بھی۔ کام کی ہوشیاری بھی اور کام کی بیہوشی بھی یہہ کیا تو خدائی مستی حرکت مین آگئی تیور بدل گئے
گالی گلوج اور سخت کلامیان تو جذب کی سند ہی ٹھہری۔ مگر بندگی اور بزرگداشت مین غرق۔ ندور وسلامی۔
مین غرق۔ یہہ برداشت نہین۔ کچھ سوال کرو تو رندانہ مستی جوش مین آگئی۔ کہ حقیقت کی راہ تم کیا جانو۔ اوسوقت
کا جلال تو خدائی جلال ہوتا ہے۔ عوام سمجھے کہ قیامت ٹوٹی۔ خود ذات بابرکات نے ڈنڈا اوٹھایا معتقد
نے نکال باہر کیا۔ قدرت تو کبھی بلانے۔ اپنے کو مصیبتون سے چھڑانے اور موت سے بچانے کی بھی نہین۔
مگر جوش جلال کا عالم تہلکہ خیز حیرت افزا نمونہ قدرت اور دیکھنے کے لائق ہوتا ہے قطبیت ایسون ہی
کو ملتی اور خدائی کے جذبات اندرونی ایسون ہی کو تقسیم ہوتے ہین۔ مجنونانہ حرکات شہر اور صوبون کے
انتظامات مین جذب کی مٹی یون پلید کی گئی۔ معتقدون مین علما جہلا سب شریک ہین۔ اگر ان سے
پوچھو کہ صاحب اس بندگی مین یہ خدائی کیسی۔ تو جواب کیا معقول ہوتا ہے کہ فقیر کیا ڈالتا ہے۔ کیا نکالتا
ہے۔ اور وہ کس عالم مین ہے تم کیا جانو۔ وہ وہان ہے جہان پیغمبرون کی بھی گاہے ماہے رسائی ہوتی
ہے۔ اور اگر وہ نہین تو اونکی دعا سب کچھ کرتی ہے۔

یہ سمجھ مین نہین آتا کہ کسی کی دعا سے خدا مجبور تھوڑے ہوتا ہے۔ وہ تو ہر کی سنتا ہے بلاتخصیص جو اوس سے
مانگے باپ بچے کی سنتا ہے۔ برا ہو یا بھلا۔ یہ تو اوسکی شان خلاقی ہے کہ وہ مخلوق کی مانگ سنتے ہی۔

Marfat.com

شیطان نے قیامت تک کی مہلت مانگی خدا نے اوسکی بھی مانگی مراد اوسے دی۔ فرعون کی مرادین بھی اوسی نے پوری کین۔ کافرون کی مرادین بھی وہی پوری کرتا ہے۔ کفار بھی تو یہی کہتے تھے کہ بتون سے جو ہم مرادین مانگتے ہین حقیقت مین وہ خدا ہی سے مانگتے ہین۔ یہ دیوتا تو وسیلے ہین۔ هٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ یہ دیوتا خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہین (یونس ع۲) جو کفار کہتے تھے وہ آج مسلمان کہنے لگ گئے۔ کافرون کی مرادین جو وہ بتون سے مانگتے ہین۔ اور مسلمانون کی مرادین جو وہ بزرگون سے مانگتے ہین خدا ہی پوری کرتا ہے۔ مانگین جب بھی نہ مانگین جب بھی۔ بلاکسی کی سفارش کے وہ خدا جو ہر شئے کو محیط ہے جو ہم سے ہماری رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو ہمارے حال سے ہماری ضرورتون سے ہم سے زیادہ آگاہ ہے۔ جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ ہم سے بھی زیادہ شفیق ورحیم ہے۔ وہ مانگے بے مانگے مرادین پوری کرتا ہے۔ اور پوری کرتا رہے گا۔ کچھ دور ہو تو کوئی جاکر سفارش کرے واقف حال نہو تو کوئی جاکر واقف کرے۔ مہربان نہو تو کوئی جاکر مہربان کرے۔ رحم مین کمی ہو تو اوس سے بڑھکر رحم والا جاکر اوسے رحم دلائے۔ ایسے خیالات خدا کی شان خدائی سے بعید ہین۔ دعا تو عبادت ہے۔ ہماری اصلاح کے لئے دو تون کی باتین ہین۔ جو محبت کی زبان بولتی ہے یا وہ اک شان طلب ہے کہ زبان دل کی موافقت کرتی ہے۔ وہ خدا کی خدائی سے دل کی طلب ہے۔ دعا تو طالب اور مطلوب کے راز و نیاز کی باتین ہین۔ جو محبت کی زبان بولتی۔ اور مزے لیتی ہے۔ پھر باتون باتون مین کچھ مانگ بیٹھو تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اوسکی سرکار مین کمی کیا ہے۔ اوسی کو پکارو وہ تمھاری پکار سنتا ہے۔ اوسی سے مانگو وہی تمھین دے سکتا ہے۔ قدرت اوسی کو ہے۔ اور سب کچھ کرتا ہے وہی

جو سالک ہین ان مین اکثر تو وراثتاً ہین گدّی سے فیضیاب۔ ان کے اوقات تو رسوم کے پابند۔ عرس قوالی۔ اور حال قال یا گھمنڈ دو گھمنڈ برگزیدہ شان سے لوگون مین بیٹھکر بزرگان دین کی کرامتین

Marfat.com

بیان کرنی۔ باقی اوقات مین خلوت نشینی۔ جیسے عیسائی راہبون مین فرقہ انکورلیٹہ تھا۔ (یہ اک رھبان کا فرقہ تھا جسکا بیان رھبان کی زیر سرخی گذر چکا) رفتہ رفتہ انہون نے بھی قرآن سے منہ موڑا۔ ان مین جو عالم ہوے وہ بھی بجائے قرآن لگے حدیث و مکتوبات ھی کا درس دینے اور حدیث و مکتوبات ھی تبلیغ کرنے گرچہ خدا کا حکم تھا اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک اور بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ اور قرآن مجید ھی تبلیغ کیا کرو۔ (عنکبوت ع۵ مائدہ ع۱۰) تو درس دینا تھا قرآن کا۔ مگر صوفیون نے بھی قرآن کو اس لائق نہ سمجھا۔ خدا کا حکم تھا بلکہ اوسی نے شرط ایمان ٹہرایا تھا۔ الذین اتینہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخسرون جنکو خدا نے کتاب دی وہ اوسکی تلاوت کرتے ہین جو تلاوت کا حق ہے یہی لوگ ہین جنکا اوس پر ایمان ہے۔ اور جو انکار کرے گا وہ گھاٹا اوٹھائگا۔ (بقرہ ع۱۳) مگر قوم نے اس حکم خداوندی سے عملاً انکار کیا اور درس حدیث نے لوگون کو درس قرآن سے بے نیاز کر دیا۔ تو وہ قرآن ھی سے نہین بلکہ سارے حقوق کی ادائگی سے جنکو خدا نے فرض کیا تھا بے نیاز ہوگئے۔ اور اوسکا نام رکھا توکل اور اپنے کو لقب دیا متوکلین کا کہ کچھ کرنا اور دھرنا نہین رہا۔

اسمین شک نہین کہ خدا کا حکم ہے توکل کا بشدت ہے جس حکم سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ مگر توکل کے معنی رھبانی توکل کے غلط سمجھے گئے ہین۔ توکل کے معنی ہے بھروسا کرنے کے فتوکل علی اللہ خدا پر بھروسا کرو (نمل ع۶) یہ دلی کیفیات کے متعلق ہے۔ سارے کام دین کے ہون یا دنیا کے اونکا انجام بخیر ہونا انسانی قبضۂ قدرت سے باہر ہے۔ اسلئے خدا پر بھروسا کروگے تو ناکامی بھی تمہاری ہمت ہرا نہ سکے گی۔ اور ہمت رہی تو کامیابی بھی اسکے ساتھ ہے قیمۃ المرء ھمتہ آدمی کی قیمت تو اوسکی ہمت ہے۔ اس لئے توکل تو کچھ کرنے کے ساتھ ہے۔ کچھ نہ کرنے کے ساتھ توکل نا جائز ہے کل امرء بما کسب رہین ہر کوئی اپنے کئے کے ساتھ مرہون ہے (طور ع۱) خدا تو

چاہتا ہے اور تو ہم ہاتھ پاؤں توڑنا۔ اوسکی مرضی ہے کہ ساری دنیا کام مین لگی رہے۔ اوسکی مرضی یہ نہین ہو سکتی کہ ساری دنیا کام چھوڑ کر بیٹھ رہے اور دنیا تباہ ہو جائے۔ توکل کوئی تباہ کن حکم نہین ہے ع کسب کن پس تکیہ بر جبار کن۔ یہ ہے توکل۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ عزم کرو تو اللہ پر توکل اور بھروسا کرو۔ توکل تو عزم کے ساتھ ہے۔

اک چیز ہے حقیقت جیسے۔ نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوٰۃ الدنیا دنیا مین ہم نے اون کی معیشت اونکے درمیان تقسیم کر دی ہے۔ (زخرف ع۳) اب ہمارا حصہ عالم اسباب مین ملیگا کیونکر تو اسکا قانون ہے لہا ما کسبت جو کماؤ گے پاؤ گے (بقرہ ع۴۰) خدا نے فرمایا۔ ان اللہ ھو الرزاق خدا ہی رزق دینے والا ہے (طور ع۲) یہ اصل حقیقت ہے۔ رزق کی چیزین اوسی نے پیدا کین۔ وہ نہ پیدا کرتا تو کسی کو میسر نہ آتین مگر عالم اسباب کا قانون ہے۔ وابتغوا من فضل اللہ تلاش معاش کرو (جمعہ) چونکہ توکل صرف رزق کے متعلق برتا جاتا ہے اس لئے ہمنے رزق کی ہی مثال دی۔ ورنہ یہ سارے افعال کو شامل ہے۔ عالم اسباب مین سبب صحیح کی تلاش ہمارا فرض ہے۔ اس دنیا کے لئے کمانا کھانا۔ اور اوس دنیا کے لئے مجاہدہ کرنا۔ غرض دنیا اور دین دونون کی خدمتین بجالاؤ کہ دونون کے حسب حال تمھین قوتین دی گئی ہین اور اوسکی کامیابی کا خدا پر بھروسا کرو۔ غیر پر نہین۔ کامیابی اوسی کی طرف سے سمجھو۔ اور شکر کرو۔ اور ناکامی بھی اوسی کی طرف سے سمجھو اور اوس کی رضا پر صبر کرو۔ ایسا کرنے سے دونون حال مین تمھاری کامیابی ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے ہاتھہ پاوں کہان توڑے ساری قوتون سے کام لیا اور ساری قوتون کا کمال وعروج عملاً دکھا دیا۔ اصحاب صفہ سے توکل کی سند لی جاتی ہے تو بمقابلہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بمقابلہ آیات قرآنی یہ قابل سند نہین کسی کے نزدیک ہو بھی تو روایات کی صحت

Marfat.com

مین بحث باقی ہے۔ یہہ بھی تسلیم کرلی جائے تو کیون نہ یہ سمجھا جائے گا کہ اصحاب صفہ کا آنحضرت
کی چوکھٹ پر پڑے رہنا یہ محبت و عشق و رسول کا اک کرشمہ تھا۔ جو محبت خدا نے فرض کی ہے۔
محبت کے کرشمے کچھ ایسے نرالے ہین کہ فقر و فاقہ کیا جانبازی اوسکی اک ادنٰے بات ہے۔ تو اسکے
یہہ معنی نہین کہ وہ متوکل تھے بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ وہ عاشق رسول تھے۔ متوکل تو وہ اوسی وقت
ہوے تھے جسوقت وہ مسلمان ہوے تھے۔ کیونکہ اوسوقت کا مسلمان ہونا صرف کلمہ پڑھلینا نہ تھا۔
بلکہ اوسوقت جب گھربار۔ زن و فرزند۔ اقران و احباب۔ عیش و آرام۔ عزت و ناموس۔ مذہب وملت
سب کو خدا پر قربان کرلیتے۔ جان و دل خدا کے حوالہ اور ہاتھ پاؤن اسلامی خدمات کے حوالہ
کرلیتے۔ تب مسلمان ہوتے تھے۔ اپنے سارے کامون مین وہ خدا پر بھروسا اور توکل کرتے۔ اور
کوئی چیز بھروسا کرنے کی اون کے پاس تھی بھی نہین۔ اس لئے وہ مسلمان ہونے کے دن سے
متوکل تھے۔ اطاعت اور اسلامی خدمت کے سوا نہ اونکا کوئی کام تہا نہ کسی کام کے مواقع بھی حاصل
تھے۔ نئے مذہب کی ساری دنیا دشمن تھی اس لئے اون کی دنیا بھی تنگ تھی۔ آپ کی چوکھٹ
پر پڑے رہنے کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہ تہا۔ آپ بھی اونکو بھولے نہین۔ انصار سے برادرانہ
رشتہ جوڑکر اونکی خبر لی۔ مسلمان آتے تھے۔ جگہ نہ ملی اصحاب صفہ مین داخل ہوگئے۔ اور جیسے جیسے
مواقعات ملتے گئے وہ نکلتے گئے۔ یہ داخل خارج برابر جاری رہتی تھی۔ ایسا نہ تھا کہ اصحاب صفہ سے
وہ نکلے تو توکل توڑ کے نکلے

غرض ایسے سالکین جو متوکلین ہوسے۔ اور خلوت نشین وہ نہ کمانے کے متوکل ہوے۔ اور خدا کی
صفت رزاقی کے ممتحن۔ خلوت نشین ہونا تھا کہ مرجع انام بنے۔ جھاڑ پھونک دعا تعویذ اور پیری
مریدی شروع ہوئی۔ مریدون نے اپنے خانوادہ کا نام اونچا کیا۔ اس شہرت نے دھوکا دیا۔ اور انھون نے
اپنے کو تقدس مآب اور مزکے جتانا پڑا۔ اور اس آیت کا مورد بننا پڑا۔ الم تر الی الذین یزکون انفسہم

Marfat.com

اے رسول کیا تم نے اونہین دیکھا نہین جو اپنے کو مزکے اجتاتے ہین۔ (نساء ع۶)

اس مقام پر پہونچکر ان کا لقب ہوا مشائخین اور اون کے ذمہ خدمت سپرد ہوئی۔ طالبین کو خدا تک پہونچانے اور راہ رشد دکھانیکی۔

مشائخین

اے مریدان رسمی۔ اور اے رہروان زود رنج۔ یہ بھی ایک کلیہ ہے کہ ہر کلیہ مین استثنا ضرور ہے اگر آپ کو رنج پہونچے تو سمجھ لیجیے گا میرے پیر و مرشد استثنا مین داخل ہین۔ کیونکہ رنج پہونچانا میری نیت نہین کہ اسمین میرا کچھ بھلا نہین۔ مگر اس لکہنے بین ہین مجبور اسلئے ہون کہ سچ لکھنے کا خدا سے عہد و پیمان ہے۔ لکھونگا اور عند اللہ۔ سچ سچ لکھونگا تاکہ مخلصین و صدیقین اپنا معاملہ خدا کے حضور مین جانچین اور خدا کی رضا کے مطابق اصلاح کرین۔

فی زماننا جو شیخ ہوتے ہین وہ ریاضات و مجاہدات تصفیہ و تزکیہ کر کے نہین بلکہ رسمی موروثی گدی پاکر اسلئے خانقاہون مین رسومات کے سوا کچھ رہا بھی نہین۔ جہاڑ پھونک۔ دعا تعویذ۔ قوالی حال قال۔ عرس و زیارات بس ہوا۔ ان مین جو اہل علم ہوے تو درس حدیث۔ یا درس مکتوبات مین لگے۔ اصلاح مریدون کے متعلق تذکرہ کرامات اولیاء اللہ کافی ہوا تعلیم کے متعلق اصطلاح۔ اور رسومات و اشارات تصوف بتادینا تکمیل ہوئی۔ اور فیض رسانی و مجاہدات مرید کا تو یہ رنگ کہ بیس بیس برسون پر بھی ہنوز روز اول۔ کیونکہ سارا کچھ رسمی ٹھہرا

تشنجص کا جو رنگ خانقاہون مین دیکھا جاتا ہے۔ وہ کسی دنیا دار کے یہان بھی نہین۔ کیونکہ صدق و اخلاص کا وجود نہین رہا۔ اور بغیر اخلاص کے تو سارے دروازے ہی بند ہین۔ صوفیون کی کائنات تو اخلاص اور وہی ندارد۔

پھر مجلس حال و قال اور رقص مستانہ کی جو حقیقت سمجھی گئی ہے وہ قابل افسوس ہے۔ اونکی حقیقت

کفولتی تکلیف دہی ہے۔ اگر یہ رقص مستانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے برزخ مقدس کے ساتھ خیال کیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اشعار یا گیت کے مفہوم کو اعضا سے برتنا اور اسکے خیالی اور وہمی مزے کو حرکت دینا ایک عارضی جوش تو پیدا کر دیتا ہے مگر یہ رسالت کی سیڑھی نہین جو خدا تک پہونچائے۔ ہر مزہ اور ہر جوش حال نہین ہے۔ حال اک کیفیت وجذبۂ خدائی ہے۔ جو بھولنے سے نہین آتی ہے اور آپ آتی ہے۔ کہان خدا اور رسول کہان ماسوا کا طول فضول۔ کہان خدائی شراب کی پاک مستی۔ کہان رقص مستانہ کی جابک دستی۔ جو مستی شان رسالت سے بعید ہے۔ وہ سفلی ہے۔ کجا قوالون کی رنگ رلیان۔ کجا کلام پاک کی تجلیان۔ کجا خیالی باتین۔ کجا خدائی باتین مستی آئے اوس سے اور نہ مستی آئے۔ اس سے تعالی شانہ۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب فنا کی منزل مین پہونچ لیتے تھے اور دنیا و مافیہا قربان کر لیتے تھے تو اسلام لاتے تھے۔ انکی تو پہلی منزل فنا تھی پھر ایسے عاشقان خدا اور رسول نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تو پیانہ ہوتے ہوئے بھی خدا رسی کے لئے کب حال وقال کی سیڑھی لگائی۔ اور کب رقص مستانہ کیا۔ موسیقی کے مزے کو شاعری کے مزے کو جو محض وقتی اور ضبط کے اندر ہے کب حرکت مین لائے۔ اور تقسیم حرارت تجلی کو جو سفلی اور علوی دونون مین ہوتی ہے کب فیض رسانی سمجھا اور اسے خدائی محبت کی آگ سمجھ کر دل ٹھنڈا کیا۔ اسلام مین تو آتش محبت کے ساتھ ساتھ نیفس زملونی اور ٹھنڈک بھی ضروری ہے۔ بغیر گرم اور سرد اور ٹھلائے ہوئے راہ نہین ملتی۔

قرآنی فیوض وبرکات جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا جو رہنمائے حقیقت ہے وہ مین الدفتین ہے جو طاق پر تبرکاً رکھا گیا۔ اور بجائے اسکے ایسے فیوض تقسیم ہوتے ہین کہ مرید مجلس رقص مین گرا بھی ہنسا بھی رویا بھی۔ تلملایا بھی۔ مگر اوٹھ کر علیحدہ ہوا تو اونہین اطوار کا مبتلا۔ روش کیا گردش بھی نہ آئی۔

جھاڑ پھونک اور دعا و تعویذ کی حقیقت کہ یہ ہے کیا اور اسکی حقیقت کیا ہے۔ یہ کہان تک موثر ہے اور کیون موثر ہے۔ اسمین کسطرح فیض سے کام لیا جاتا۔ اور کسطرح روحانی قوت کام مین لائی جاتی ہے بعضے تو جانتے بھی نہ ہونگے۔ مگر کرنے کو کون نہین کرتا۔ فی زمانہ ان چیزون نے بھی عملیات اور ٹونے ٹوٹکے کا

Marfat.com

رنگ اختیار کرلیا ہے۔ پھر اسکے تماشے آزدیدنی ہین۔

زیارت اور عرس تو کھلا کھلا مشغولی بغیر ہے۔ اور سراسر دین حنیف کے خلاف خوشبو جلا کر ڈہول بجا کر گویا یہ روح کو بلاتا ہے تو یہ کس سند سے صحیح ہے۔ اس بلانے سے وہ کیون آنے لگی۔ آئے بھی تو خدا کو چھوڑکر خدا کی حضوری مین کسی روح سے یہی نسبت جوڑنی دوری پیدا کرے گی یا قرب۔ ماسوا جیسا جسم ویسی روح۔ لیکن یہہ تو ان کے حالات ہین جو خود عادی ہین۔ پھر ان کی ہدایت کون کرے۔ اگر کوئی معترض ہو کہ اسلام تو عرس کی حمایت نہین کرتا تو جواب کا رنگ یہہ واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیھا اٰباءنا واللہ امرنا بھا اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہین تو کہتے ہین۔ کہ یہی تو ہمارے بزرگان کرتے آئے۔ اور اللہ نے بھی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (اعراف ع۳) مگر وہ قرآن مجید کی کوئی آیت نہین پیش کر سکتے کہ خدا نے ان باتون کا کہان حکم دے رکھا ہے۔

اے لوگو خدا کے لئے یکسو ہو جاؤ اور خدا کے ہو رہو۔ خدا کے الیس اللہ بکاف عبدہ کیا خدا کے بندے کو خدا کافی نہین (زمر ع۴) خدا کی مخلوق کی زیارت کرو مگر عبرت کی آنکھ سے۔ مقصود کو نہ چھوڑو کہ مقصود کو یہ ماسوا کی مشغولی یا ماسوا کی پرستش تمھین راہ نہ دیگی۔ ماسوا سے بھاگو اور ففروا الی اللہ۔ خدا کی طرف بھاگو (الذاریات ع۳)

پھر عرس کی فضول خرچیان سراسر اسراف مین داخل ہین اور انہ لا یحب المسرفین۔ خدا مسرف کو پسند نہین کرتا (انعام ع۱۷) تو کیون اسراف کرو۔ مین تمھارے بھلے کو کہتا ہون۔ تم اوسے پکارو جو تمھاری سنے۔ اونہین نہ پکارو جو تمھاری نہ سنین کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس موت کا مزہ چکھے گی (عنکبوت ع۶) مرنا تو ہر کو ہے۔ اولیائ۔ یا کفار جسم روح کی علیحدگی یہی موت ہے۔ تو اس سے کون بچا۔ اور کون بچے گا۔ یہہ تو بدیہیات مین ہے۔ ہان مسلمان جو شہید ہوے تو کفار کہنے لگے کہ یہ مر گئے فرصت ہوئی قصہ ختم ہوا ان کو جان دینے سے ملا کیا۔ تو خدا نے فرمایا۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ

Marfat.com

عند ربھم یرزقون فرحین - جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ یہہ نہ سمجھو کہ وہ مر ہی گئے۔ بلکہ وہ خدا کے قرب میں زندہ ہیں۔ رزق پاتے ہیں خوش ہیں یعنی وہ روحانی موت نہیں مرے اسی لئے احیاء کے ساتھ عند ربھم فرمایا جسم روح کی علیحدگی یہی موت ہے۔ اور یہ بدیہی ہے کہ اس سے کوئی نہ بچا اور روح کسی کی بھی مری نہیں۔ یا سافلین میں ہے یا علیین میں ہے یا عند ربھم قرب خداوندی میں ہے جیسا کہ شہدا کی شان میں خدا نے فرمایا کہ وہ زندہ ہیں اور قرب خداوندی ہیں۔ سب اپنے اپنے مقام میں ہیں۔ پھر پکارتے کیسے ہو انک لاتسمع الموتیٰ مرے ہوئے کو تم اپنی پکار نہیں سنا سکتے ان تدعوھم لایسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم تم اونہیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنتے سنیں بھی تو تمھاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمھارے شرک سے انکار کرینگے ہرگز کسی کی روح حاجتیوں کی پکار نہیں سنتی۔ روح نہ مقام عرس کے مصنوعی درگاہ میں ہے۔ نہ اپنے مدفن میں۔ سوا گز زمین کے نیچے کسی کی روح نہیں جسم چاہے مدفون ہوا ہو چاہے خاک ہو کر اڑ گیا ہو یا دریا میں مچھلیوں کی خوراک ہوا ہو۔ وہ تو گیا اپنے عنصر میں۔ اور روح عالم برزخ میں ہے۔ برزخی جسم میں ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ان کے ورے عالم برزخ ہے قیامت تک (مومنون ع۶) یہ نے موجودہ حضرات صوفیہ کا اک مختصر سا خاکہ کھینچا ہے۔ اور بہت کچھ نظر انداز کر کے۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ہمارے اسلام کا حال ہمارے ان روحانی پیشواؤن سے قیاس کرلو

عقائد خلاف قرآن

نامناسب نہ ہوگا اگر میں بطور نمونہ کے محض اختصار کے ساتھ چند ان عقائد کو بھی بیان کردون جو قرآن مجید کے خلاف پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ عقیدے تو عام و خاص سب کے ہو گئے ہیں۔ مگر پیدا ہوئے ہیں یہ یا بزرگان ہی سے اپنے کو ہمنوا ملنے اور بیجا اسنے کی بدولت اور تشخص آبائی اور رسم و رواج فقر کی بدولت۔ یا غلو پیر پرستی کے سبب مریدون نے یہہ رنگ جمایا ہو۔ اسلئے ایسی چند آیتیں لینی میں مناسب اور ضروری سمجھتا ہون۔ اور

Marfat.com

امید کرتا ہون کہ جن بزرگان دین کے دل مین واقعی دین کا درد ہوگا۔ وہ غور کرینگے۔ اور خدا کے حضور اپنا محاسبہ کرینگے۔ اور حق کے آگے سر جھکا کر مراد کو پائینگے۔ اسی کے ساتھہ اسکا بھی یقین ہے کہ مریلان سست بیر بر صریح خلاف قرآن پاک بھی تاویل رکیک بحثی کا اڑنگا لگائینگے۔ اور بمقابلہ قرآن مجید بھی اگلون کی تقدس آبی کی سپر لیکر کھڑے ہونگے جسکی بنا بے دلیت تصون پر ہوگی۔ مگر۔ بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیرہ انسان اپنے نفس کا دانا و بینا ہے۔ گرچہ عذرات اور بہانے کھڑے کرے (القیمة ع ۱) اگر ایسا کرے تو ہم سے کرے گا۔ خدائے دانائے حال سے تو نہین۔ وکفی باللہ حسیبا۔

خدانے فرمایا۔ لکن اللہ یفعل ما یرید (بقرہ ع ۲۶) اور ان اللہ یحکم ما یرید (مائدہ ع ۱) خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور بے شک خدا جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اور۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء (نمل ع ۵) خدا کے سوا ہے کون جو بے قرارون کی فریاد کو پہونچے اور اونہین مصیبتون سے نجات دے۔ اور

ما یفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لها وما یمسک فلا مرسل له من بعدہ (فاطر ع ۱) اللہ لوگون کے لئے جو کچھ رحمت پھیلا دے تو اوسے کوئی نہین روک سکتا۔ اور جو روک دے تو پھر اوسکے سوا کوئی بھیج بھی نہین سکتا۔ اور ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک بخیر فلا راد لفضله یصیب به من یشاء من عبادہ (یونس ع ۱۱) اگر خدا تم کو کوئی مصیبت دے تو اوسکے سوا کوئی اوسے دور نہین کر سکتا۔ اور اگر وہ تمہارے حق مین کوئی بھلائی چاہے تو اوسکے فضل کا کوئی پھیر دینے والا بھی نہین۔ اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے وہ اپنا فضل پہونچاتا رہتا ہے۔

یعنی خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ وہی بے قرارون کی فریاد کو پہونچتا اور مصیبتون سے نجات دیتا ہے۔ وہ کسی کو کچھ دے تو کوئی روک نہین سکتا۔ نہ دے تو کوئی دے بھی نہین سکتا۔ اوس کے سوا کوئی مصیبت دور نہین کر سکتا۔ نہ اوسکا فضل وکرم کوئی پھیر دے سکتا ہے۔ یہہ تو بڑے معنے پڑھانے

Marfat.com

سنے لئے ہنے۔ اور عقیدہ یہہ ہے کہ اولیاء اللہ اور پیر فقیر خصوصاً مجذوب جو چاہین سفید و سیاہ کر سکتے اور کرتے رہتے ہین۔ انہی سب کچھ میان کے چاہے ہوتا ہے۔ بنائین وہ بگاڑین وہ۔ قوت اور بہادری دین وہ۔ گرتی گاڑی کو وہ سہارین۔ ڈوبتی کشتی کو وہ سنبھالین۔ بری قسمت وہ مٹائین بھلی قسمت وہ لکھین (اور قسمت نویس فرشتے ان کے اور خدا کے درمیان پیامبر پیامی کے دوڑا دوڑ مین رہین) اولاد کی تقسیم ان کے ہاتھ مین ایک اولاد خدا نے دی اور دس انہون نے قسمت مین اولاد نہ تھی اور فقیرون کے دئے ہو گئی (وہ ہے بھی عرش پر بہت دور۔ اور بادشاہ کو رعایا کے حال کی پوری اطلاع بھی کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہہ تو کارکنون کا کام ہے کہ اطلاع رکھین اور اپنے اختیار سے خدمت انجام دین) تو یہہ فقرا جیسے چاہین تباہ کر سکتے اور غارت کر سکتے ہین۔ ذری ذری باتون پر سیکڑون بستیان اونکی غارت کر دو اور سیکڑون گھرانے۔ ان کے تیر نظر کے نشانہ موجود ہین۔ وہ ایک چٹکی خاک ہین وہ اپنی اک نظر سے کیا کچھ نہین کر سکتے ہین (حالانکہ جو اصلاح نفس کر چکا ہو جسکا غضب و غصہ اور صفات مذمومہ گردش پا چکے اور روش مین آ چکے۔ اور فنا ہو چکے ہون اور جسکی خواہشین رضاء مولی کے رنگ مین رنگ چکی ہون۔ اوسکی مرضی تو وہی جو خدا کی مرضی) کہا جاتا ہے کہ ہوتا ہے اونکی دعا سے اور سمجھا جاتا ہے کہ ہوتا ہے انکی رضا سے۔ کیونکہ خدا ہی کے بعد خدائی کے حصہ دار اور مظہر ذات خدا ہو کر خدا ہو جاتے ہین۔ پھر جو نہ کرین۔ غرض نظم عالم مین کوتوال سے لیکر وزارت تک کی کنجی۔ بلکہ شاہی اختیارات تک ان کے ہاتھ مین دیدیے گئے۔ اور سمجھ لیا گیا ید اللہ مغلولہ خدا کا ہاتھ تنگ ہے (مائدہ ۹/) صوفیون کے نزدیک پیر فقیر جس بات پر ضد کرین اور اڑ جائین تو وہ ہو ہی کر رہے۔ اور خدا کو بھی کرتے ہی بنے۔ جاہین تو حیات دین۔ موت دین۔ فقیری دیدین۔ سلطنت دین۔ دریا روک دین۔ پہاڑ ہٹا دین۔ حالانکہ جو خدا کرے وہی ہو اور کسی کے کئے خاک بھی نہو۔ یہہ سارا کچھ بندگان دین پر تہمتین ہین۔ وہ ان باتون سے بری الذمہ ہین۔ جیسے حضرت عیسی علیہ السلام عیسائیون کے عقیدہ الوہیت سے۔ اسے خدا قوم نوح کو حضرت نوح ثمود کو حضرت صالح۔ قوم لوط کو حضرت لوط فرعون

Marfat.com

اور فرعونیون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سارے اونکو جنہون نے پیغمبرون کو شہید کیا۔ باہمہ معجزات و پیغمبری اپنی رضا اور اپنی قوت سے غارت نہ کر سکے۔ جو کچھ کیا تو نے کیا لیکن آج تیری ہر خانقاہ و ہر جھونپڑے مین ایسے باقدرت بندہ نما خدا موجود ہین۔

سمیع و بصیر حکیم و خبیر معطی اور شافی یہ اسمائے حسنیٰ مین سے نام ہین تیرے۔ مگر یہہ صفات تیرے ساتھ نام کو منسوب ہین اور عقیدہ یہ ہے کہ انکشاف تام کے سبب فقرا کمین ہون مگر وہ دل کی باتین سنتے دل کے خدشات دیکھتے۔ غائبانہ حکم بھیجتے رہتے اور ہر ایک حالات سے تیری طرح باخبر ہین۔ سارے عطیات اونکے دئے سے اور بیماریون مین شفا اون کے بخشنے سے ہوتی ہے۔ جیسے ہندؤن کے عقیدے دیوتاؤن کے ساتھ ہین۔ اے خدا تیرے مسلمان بھی ہندؤن اور عیسائیون کے مقابلہ مین پیچھے نہ رہے بلکہ بازی جیت لی۔ ان کے قرآن کی اک آیت مین سناؤن ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید   کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا

اسمین شک نہین کہ عالم اسباب مین سلسلۂ اسباب جوڑنے کے لئے جھاڑ پھونک کرنے والے بھی ہین اور ڈاکٹر حکیم بید بھی۔ مگر حضرات صوفی خدا کی طرح بے سلسلۂ اسباب شافی ہین جسے چاہین شفا دین۔ اور مجذوب تو شفا کے دیوتا ٹھہرے کہ ادہر لٹھہ اوٹھایا۔ اودہر شفا ہو گئی۔ بجواب اعتراض کہا جاتا ہے کہ اون کی دعا شافی ہے اور یہہ شفعاؤنا عند اللہ خدا کے یہان بیچ مین سفارشی ہین مگر ان کو سفارش کی سند کہان سے ملی۔ کیونکر معلوم ہوا کہ خدا نے ان کو سفارش کا مجاز بھی کیا ہے۔ من یشفع عندہ الا باذنہ خدا کے بے اجازت۔ خدا کے حضور مین کون سفارش کر سکتا ہے۔

ماتدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری نفس بای ارض تموت کوئی آدمی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا۔ اور کوئی آدمی نہین جانتا کہ وہ کس سرزمین مین مرے گا (لقمٰن ۴) یہہ تو خدا فرماتا ہے تو یہہ ہے بھی۔ جو کوئی یہہ کہتا ہے کہ کل ہم یہہ کرینگے یہہ کرینگے تو یہہ اوسکا ارادہ ہے علم قطعی کی اوسکے پاس دلیل نہین

Marfat.com

کیونکہ اگر وہ بیمار ہو جائے ۔ مر ہی جائے ۔ اگر ارادہ مین موانعات حائل ہو جائین ۔ اگر اوس کا ارادہ ہی بدل جائے ۔ دل ہی پھر جائے جو دل اوس کے قابو کا نہین ۔ تو وہ ارادہ کیا ہوگا ۔ اسی لئے انشاء اللہ کہنا ہوتا ہے تاکہ قول صحیح ہو جائے ۔ مگر آجکل کا عقیدہ یہ ہے کہ کل کوئی کیا کرے گا یا کہان مرے گا ۔ یا خود ہم کہان مرینگے ۔ پیر فقیر یہ سب کچھ جانتا اور لوگون کو بتا بھی دیتے ہین بلکہ اپنے جائے مزار تک سے آگاہ کر دیتے ہین سنی سنائی باتون پر ۔ سنے سنائے قصون پر عقیدت کی ریشہ دوانیون ۔ اور اوہام پرستیون پر اس عقیدہ کی بنا ہے جو صریح قرآن مجید کے خلاف ہے ۔

ان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شیئاً ولو کان ذا قربیٰ ۔ اگر کوئی بھاری بوجھل اپنا بوجھ اوٹھانے کو پکارے تو کچھ اوٹھایا نہ جائے گا ۔ ہرچند رشتہ دار ہی کیون نہو (فاطر ع ۳) مگر برخلاف اسکے عقیدہ یہہ ہے کہ پیر قیامت کے دن اپنے مریدون کا بوجھ اوٹھائینگے ۔ اور یہہ حاشا ہونیکا نہین ۔ لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ کوئی کسی کا بوجھ نہ اوٹھائیگا ۔ اپنا بیٹا و لیعہد خلیفہ ہی کیون نہو ۔ (بنی اسرائیل)

مسلمان ہر نماز مین پڑھتے ہین ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم تیرے ہی عبادت کرتے ہین اور تجھی سے اعانت کے خواستگار ہین (فاتحہ) مگر زبانی جمع خرچ یقولون بافواہہم ما لیس فی قلوبہم بولتے وہ ہین جو اون کے دلون مین نہین (ال عمران ع ۱۷) اعانت کھلم کھلا بزرگان دین سے چاہی جاتی ہے ۔ اور یہہ تو قوت نسبت کی دلیل ہے ۔ یہہ اعانت عالم اسباب کے شان سے نہین چاہی جاتی ۔ عالم اسباب مین جس محدود اعانت کو آدمی دیکھتا اور پاتا ہے ۔ اوس کا خواستگار عالم اسباب کے قوانین سے متوسل ہے ۔ اور یہان تو انسانی اختیارات سے باہر کی اعانت چاہی جاتی ہے ۔ حالانکہ لا یستطیعون لہم نصراً وہ اونکی مدد کی طاقت نہین رکھتے (اعراف ع ۲۰) اور جو مدد کر سکتا ہے اوس سے تعلق نہین ۔ وما النصر الا من عند اللہ مدد اسی کے پاس سے ہوتی ہے (ال عمران ع ۱۳) خدا ہی کا نام نصیر ہے تو مدد اور کون کر سکتا ہے ۔ کیا میان نصیر ۔

Marfat.com

بلا ذریعہ علم کو غیب کہتے ہین۔ انسان آگے دیکھتا ہے پیٹھ پیچھے نہین دیکھ سکتا جب تک ذریعہ دریافت کو کام مین نہ لائے۔ ظاہری آلہ دریافت تو سب انسان کو ہے۔ اور باطنی آلہ دریافت بذریعہ انوار و فیوضات و انکشافات فقرا کو ہے۔ مگر یقینی اور قطعی نہین ظنی اور مشتبہ ہوتا ہے۔ جیسے قیاسات صحیح بھی ہوجاتے ہین مگر یقینی نہین۔ اور خدا کا بذریعہ فرشتہ مطلع کرنا یہہ ذریعۂ دریافت بالخصوص پیغمبرون ہی کو ہے۔ جو قطعی اور حقیقی ہے۔ بلا ذریعہ دریافت کو علم غیب کہتے ہین۔ اور علم غیب خدا کے سوا کسی کو بھی نہین۔ فقرا تو فقرا پیغمبرون کو بھی نہین خدا فرماتا ہے۔

ولِلّٰہ غیب السموات والارض۔ (نحل ۱۰) آسمان و زمین کے غیب کا علم خدا ہی کو ہے۔

انی اعلم غیب السموت والارض۔ (بقرہ ۴) آسمان و زمین کے غیب کہ ہم ہی جانتے ہین۔

عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو (انعام ۷) غیب کی کنجیان خدا ہی کے پاس ہین اسکو خدا کے سوا کوئی نہین جانتا قل انما الغیب للّٰہ (یونس ۲)۔ اے رسول کہدو کہ علم غیب خدا ہی کے لئے ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللّٰہ (نمل ۵) کہدو کہ آسمان و زمین مین خدا کے سوا کوئی غیب دان نہین ہے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ولا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیھم اللّٰہ خیرا اللّٰہ اعلم بما فی انفسھم انی اذا لمن الظلمین (ھود ۳) مین یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہین۔ نہ مین غیب دان ہون نہ مین اسکا مدعی کہ مین فرشتہ ہون۔ نہ مین یہہ کہتا کہ جو تمھاری انکھون مین حقیر ہین خدا انکا بھلا نہ کرے گا۔ جو ان کے دلون مین ہے اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اگر مین ان باتون کا دعوی کرون تو مین ظالمون مین سے ہو جاؤنگا حضرت نوح علیہ السلام نہ ضمیر بوجھتے تھے نہ انکشاف سے دوسرون کے دل کی بات جانتے تھے۔

خاتم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء مین اگر

Marfat.com

غیب دان ہوتا تو اپنا بہت کچھ فائدہ کرلیتا۔ اور مجھکو کبھی سختی نہ پہونچتی (اعراف ع ۲۳)

یہہ تو ثابت ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی کو ہے پیغمبرون کو بھی نہین۔ رہا یہہ ثابت کرنا کہ خدا نفرا کو غیب سے مطلع ہی نہین کرتا تو وہ فرماتا ہے۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ خدا کی یہہ شان نہین کہ وہ تمکو غیب سے مطلع کرے لیکن وہ رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اونکو غیب سے مطلع کردیتا ہے (ال عمران ع ۱۸) اسکے سوا دوسری آیت یعلم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا۔ مگر ان رسولون پر جنکو وہ پسند کرے (جن ع ۲)

خدا نے فرمایا کہ خدا کے سوا علم غیب کسی کو بھی نہین باستثنار چند رسولون کے۔ تو جن رسولون کو خدا نے غیب سے مطلع کیا تو اون کے لئے وہ غیب نہ رہا اسلئے خدا ہی کو علم غیب ہے بالکل برحق ہے۔ جب ایسے ایسے رسولون نے اور اولوالعزم رسولون نے فرمایا کہ مین غیب دان نہین تو اب کون اسکا مدعی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اسلئے جو کوئی غیب دانی کا دعوی کرے وہ صریح جھوٹا ہے۔

یہہ صریح فرمان سنکر بھی خدا کی شان دیکھو کہ سارے صوفیہ کرام غیب دان مانے جاتے ہین۔ واقعات آئندہ کی پیشینگوئیان ہوا کرتی ہین۔ کوئی حضرت مہدی علیہ السلام کے آنے کا ماہ و سال مقرر کرتا ہے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا کوئی حوادثات عالم کی پیشگوئی کرتا ہے۔ کوئی انقلابات سلطنت کی دنیا مین یہ ہوگا۔ تو روم مین یہ ہوگا۔ اور قیامت تک کا حساب۔ کون ہے جسکا اعتقاد "پیدا شود" والے قصیدے پر نہین کوئی منکر ہو کہ یہہ قصیدہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کا نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اونیار ہو کر غیب دانی کے مدعی نہین ہو سکتے تو فوراً منکر کرامات الاولیاء کا فرد کی غیر منزل آیت کے رو سے اوس پر کفر کا فتوے ٹھونک دیا جائیگا اور وہ سیدھے جہنم مین۔

ہر خانقاہ کے گدی نشین ہر رہگذر کا مجذوب۔ ہر فقیر ہر جوگی۔ ہر سادھو صفت غیب دانی مین خدا کا

Marfat.com

شریک تسلیم کیا جاتا ہے پھر بھی مسلمان ۔مسلمان ہین اور خدا کے پیارے مسلمان سچ ہے ۔مسلمانان در گور و مسلمانی در قران ۔

کہان تک آیتین بھی جائین ۔بھتیری آیتون کی حق تلفی ہوئی خدا نے فرمایا۔ لاتدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک ماسوے اللہ کو نہ پکارو جو تمھارا نفع نقصان کچھ نہین کر سکتے (یونس ع۱۱) اغیر اللہ تدعون کیا ماسوائے اللہ کو پکارتے ہو (انعام ع۴) ہان فی زمانا مسلمان بجائے یا اللہ کے یا علی یا پیر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہین ۔ہندوٗن کی طرح سیتا رام کی جگہ ۔کیونکہ یہہ بزرگان دین من دون اللہ نہین سمجھے جاتے ۔غرض آجکل کے اولیا ر اولیا ہین اولیا اللہ کے یہہ ہو گئے ہین ۔عقیدے طالبین خدا کے اور رسیدگان خدا کے ۔افسوس صد افسوس کہ اکثر شرک فی الصفات مین مبتلا ہو گئے ہین ۔ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قرباناً الھۃ ۔کیون اونکی مدد نہ کی اون لوگون نے جنکو اونہون نے خدا کے سوا معبود بنا لیا تھا کہ یہہ ذریعہ تقرب ہین ۔صرف یہی نہین ۔بل ضلوا عنھم و ذالک افکھم و ما کانوا یفترون بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے اور یہی تو تھا ان کا جھوٹ اور وہ جو افترا کیا کرتے تھے (احقاف ع۳)

پیر نے کہا کہ یہہ ہم نے خواب دیکھا ہے تو یہہ الہام ہوا وحی کا جواب بلکہ وسکا بھی ناسخ ۔الہام بھی مانو تو یہہ کوئی دیکھنے والا نہین کہ یہہ الہام مطابق قرآن رحمانی ہے ۔یا خلاف قرآن شیطانی ۔ایسے الہام نے اسلام مین تھوڑے رخنے نہین ڈالے ۔ایسے الہام کو ماننا شرک فی النبوت ہے اور ایسے الہام کے احکام کو ماننا شرک فی القرآن ہے اور شرک فی الاحکام تو جیسا شرک فی العبادت شرک ہے ۔ویسا ہی شرک فی النبوت اور شرک فی الحکم شرک ہے ۔

اے اللہ والو! پھر کہو اور ایمان سے کہو انی وجھت وجھی للذی فطر السموات و الارض حنیفا ۔ہم نے متوجہ کیا اپنے منہ کو ۔خدا کی طرف یکسو ہو کر جس نے آسمان و زمین بنائی (انعام ع۹) اور علاً اسکا

ثبوت وہ کہ تم نکسو ہوگئے۔ آہ۔ آہ تمھین اپنے کو خدا کے حوالہ کرنا تھا کہ اسکا مستحق وہ تھا مگر تم اپنے کو پیر کے حوالہ کرتے ہو۔ جیسے وہ مردہ بدست غسال۔ تو غسال نہلا کر تمھین تہہ زمین کر دیگا۔ اور خدا نہلا ئیگا تو تمھین اسمانون سے اونچا لیجائیگا۔ مرشد کے فرائض خدا نے بتائے ہین وہ بیان ہون گے۔ ؂

ولا تا کے درین کاخ مجازی ۔ کنی مانند طفلان خاک بازی

تو ئی آن دست پرور مرغ گستاخ ۔ کہ بودت آشیان بیرون ازین کاخ

چرازان آشیان بیگانہ گشتی ۔ چو دونان جغد این ویرانہ گشتی

بیفشان بال و پرز آمیزش خاک ۔ بپر تا کنگر ایوان افلاک

خلیل آسا در ملک یقین زن ۔ نوائے لا احب الافلین زن

یکے خواہ دیکے خوان و یکے گو ۔ یکے دان و یکے بین و یکے جو

توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون لعلکم تفلحون اے ایمان والو کل کے کل خدا کے حضور مین توبہ کرو تاکہ مراد کو پہونچو۔

مابعد الموت (نور ۴)

مرنے کے بعد کے حالات کو نہ سمجھنے کے سبب اور کہانیون پر زور عقیدگی کے سبب قبر کے برتاوے افسوس ناک اور مزار پرستی کے درجہ کو پہونچ گئے ہین۔ اسلئے اسکی نسبت مجھے اتنا لکھنا تو ضرور ہے کہ نسبت مع اللہ مین شرکت کا وہبہ نہ رہے۔ مزار کی طرف جھکنا۔ چراغاں کرنا۔ پھول چڑھانا۔ چادرین چڑھانی۔ اور مزار کی خاک تبرکاً پیشانی پر ملنی۔ قبر کو چومنا۔ خدا طلبی کی راہ مین ماسوا سے جٹنا ہے۔ اور اتقا کے خلاف۔ اگر لغو کہو عبث بھی۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ مومنین لغویات سے اعراض کرتے ہین (مومنون ۱ے) سلمانون کو ایسے لغویات سے پرہیز چاہیے۔ رقص کرتے ہوے۔ یا گا گاتے ہوئے ہوے مزار پر جانا یا علی ہذا ایسے سیکڑون لغویات سے صاحب مزار کو کیا فائدہ پہونچتا ہے۔ یا ان باتون مین طلب خداوندی کی شان ہے جو صاحب مزار خوش ہون۔ یاد رکھو با خدا پیر و مرشد تمھارے

Marfat.com

جوتی اوٹھانے چوکھٹ کی خاک چاٹنے سے خوش نہین ہوتے۔ اونکی خوشی اسمین ہے کہ تم کتنا بھر خدا کے ساتھ جٹے اور خدا کی محبت سے تمھارا دل کتنا بھرا۔ اور انقطاعی قطع ماسوا مین تم کتنا بھر تیز رفتار بنے۔ تمھارا ان لغوبات مین پڑنا بزرگون کی خوشی کا نہین بلکہ سخت ناخوشی کا موجب ہے۔ اب مزار کو سجدہ کرنا یا مزار مین مانگنی بت پرستی نہین تو بت پرستی کا مصرع اول ہے۔ اور ایسی باتین کی جاتی ہین زیادہ جب ہیے۔ عاشقان خدا بھی خدا کے لئے اعتکاف نہین کرتے مسجدون مین چلے نہین کرتے بلکہ مزارون پر چلہ کش ہوتے ہین اور ان کو بھی مزار سے ویسے ہی احکام آتے ہین جیسے اون عورتون کو جو بہوت اور جن اوتارنے جاتی ہین۔ اور اون پر میان آتے ہین اور وہ مزار پر کھیلتی ہین۔ اور یہہ مجاورین جو جاروب کشی کرتے کرتے تباہ حال ہین۔ اون کو ایک خواب نہین ہوتا کہ ان کا حال درست ہو۔ اور یہہ خدا رسیدہ ہو جائین۔

اگر ایسی باتین یا مزار کی چلہ کشی خدا رسی کا ذریعہ ہوتین۔ تو قرآن مجید مین جو خدا ہی تک پہونچانے کے لئے منزل ہوا ہے۔ ضرور یہہ امور بہہ ہوتین۔ اور خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے پیر فقیر سے بڑھ کر ہم پر شفیق تھے تعلیماً اور ہدایتاً ہی ہی۔ غار حرا کے اعتکاف کے بدلے ضرور پیغمبرون کے مزارون کے چلہ کش ہوکر ہمارے لئیے مزار پرستی کے نمونہ بنتے۔ اسلام نے مشغولی بغیر ظاہر یا پوشیدہ اشارتاً یا کنایتاً کسی طرح بھی روا ہی نہین کہی۔ جسکی کیفیت تصوف قرآنی مین بیان ہوگی۔

لوگ سمجھتے ہین کہ جسکو قبر مین دفن کیا وہ قبر مین پڑا آرام کر رہا ہے۔ مگر دفن تو کیا ہے جسم بے روح کو نہ روح کو دفن کیا نہ روح وہان ہے نہ قبر مین روح کی بیکار کی آمد ورفت کو خدا نے فرمایا ہے ہزارون قبرین کھدی ہونگی۔ مگر ہڈیون کے سوا کچھ نہین یا تو وہ خاک۔

موت نام ہے جسم وروح کے انقطاع کا۔ اور موت ایک دفعہ کے سوا دوسری دفعہ نہین پھر یہہ کسطرح صحیح ہو سکتا ہے کہ قبر مین جسم وروح کا تعلق ہوتا رہتا اور ٹوٹتا رہتا ہے آدمی جیتا رہتا اور مرتا رہتا ہے

Marfat.com

کیا قبر مین پھر روح لوٹائی جاتی ہے ذٰلک رجع بعید (ق) نہ یہہ خدا کا فرمودہ نہ عقلاً صحیح۔ اور قبر کھود کر دیکھو تو بداہتہ بھی ٹھیک نہین۔ ورنہ کوئی ہندو یا کوئی بھی جلکر ڈوب کر۔ پاش پاش ہوکر۔ پرندون کی خوراک ہوکر قبر سے بچا تو عذاب قبر سے بھی بچا۔ کیا عذاب قبر اہل کتاب ہی کے لئے ہے۔ جو مر کے دفن کئے گئے ہین

مرنا جسم وروح کی علحدگی ہے۔ جسم گیا اجداث مین اور روح گئی برزخ مین۔ ومن ورائہم برزخ الیٰ یوم یبعثون مرنے کے بعد قیامت تک جبدن وہ پھر اوٹھائے جائینگے برزخ مین رہینگے۔ (مومنون ۶) اجداث وہ ہے جہان جسم گیا۔ چاہے مدفون ہوکر سڑ گل کر کیڑون کی خوراک ہوا۔ یا ڈوبکر مچھلیون کی خوراک۔ یا جلکر خاک مین مل گیا ہو۔ جہان وہ جسم گیا وہی اجداث ہے۔ اور اسی اجداث سے قیامت کے دن پھر زندہ کر کے اوٹھایا جائیگا یوم یخرجون من الاجداث جبدن وہ اجداث سے پھر اوٹھائے جائینگے تمکو اس پر تعجب ہوگا۔ مگر بارش سے سبزے کیونکر اوگ آتے ہین کیون اس پر تعجب نہین ہوتا انہ علی رجعہ لقادر بے شک اللہ دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے جس طرح پہلی بار پیدا کرنے پر وہ قادر تھا۔ دوسری بار بھی وہ قادر ہے۔ خلاق کی قدرت علم کے احاطہ کی نہین۔ جو ایک مکھی ایک تتلی نہین پیدا کر سکتا۔ وہ پیدائش کے رمز کیا جان سکتا ہے۔ علم کی تنگ بندی جب کچھ کر کے نہ دکھائے تو اوسکے اوہام کی صحت بے دلیل ہے۔ علم جب ایک چیز بھی پیدا نہ کر سکا تو پیدائش کے رموز وہ کیا جان سکتا ہے۔ مگر پیدائش کا عالم وہ دیکھ رہا ہے تو صفت خلاقی پر یہ سمجھے۔ مگر بالبداہت ایمان لانے کے سوا اوسے چارہ نہین۔

چونکہ روح جسم سے بے لگاؤ ہوکر برزخ مین گئی اسی لئے خدا نے فرمایا۔ انک لا تسمع الموتیٰ اے رسول تم مردے کو نہین سنا سکتے (روم ۵) رسول کی آواز تو مردہ تک پہونچے نہین۔ اور حاجتیون کی آواز خدا جانے کہان سے وہ رسول سے بھی بڑھ کر خدا کے پیارے پیدا ہوے کہ مردہ تک پہونچ سکتی ہے۔

قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنے سے بعد مرنے کے حالات جو ادراک ہوتے ہین وہ حسب ذیل آتے ہین

خدا فرماتا ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہ الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمی ان فی ذلک لآیٰت لقوم یتفکرون ۵ اللہ موت کے وقت جان قبض کرلیتا ہے۔ اور جسکی موت نہین آئی۔ اوسکی جان اوسکی نیند مین۔ پھر جسکی موت آچکی تو اوسکی جان وہ روک لیتا ہے۔ اور جسکی موت نہین آئی تو اسکی جان وقت معینہ تک کے لئے واپس بھیجتا رہتا ہے۔ اس مین ان لوگون کے لئے جو غور و فکر کرتے ہین خدا کی نشانیان ہین (زمر ۵)

خدا نے آیت بیان کرکے غور و فکر کی ہدایت کی۔

کیا خوب کہا ہے النوم اخ الموت۔ نیند موت کا بھائی ہے۔ نیند بھی اک موت ہے فرق یہ ہے کہ موت مین روح پھر نہین لوٹائی جاتی۔ اور نیند مین لوٹائی جاتی ہے۔ اب اس نیند سے موت کا ہم بہت کچھ سراغ لگا سکتے ہین۔ اگر حسب ہدایت خداوندی ہم اس پر فکر کرین۔ تو نیند پر فکر کرنے سے ہم مفصلۂ ذیل نتیجہ پر پہونچتے ہین۔

(۱) نیند اک عالم برزخ معلوم ہوتی ہے۔ اتنے لطیف صورت مین جو حائل ہے غشی اور بیہوشی کے جاسے اوسمین کچھ نظر آئے یا نہ آئے۔

(۲) خواب ایک برزخی سیر ہے۔ اگر اوسکی توجہ روحانیت نے روحانیت کے دروازے کھولنے ہین۔ تو خواب سچا اور رحمانی ہے۔ اور اگر عالم برزخ ہی کے دروازے کھلے ہین تو تمثیلی ہین محتاج تعبیر اور اگر اپنی آلودہ خیالی ہی کی گٹھریون کو کھولا ہے۔ تو وہ مزا خیال ہے آلودۂ عالم اجسام۔

(۳) خیال عالم برزخ کی اک قوت ہے۔ جو ہمکو ملی ہے جسکے بل بوتے پر ہماری برزخی سیر منحصر ہے اس لئے ہم عالم اجسام عالم برزخ اور عالم ارواح سے مرکب ہین۔ ہمارا جسم عالم اجسام کی مخلوق ہے خیال عالم برزخ کی اور روح عالم ارواح کی۔

(۴) جسم محتاج خیال کا اور خیال محتاج روح کا۔ اگر خیال نہ رہے تو جسم بیہوش تو وہ خاک کے

پابند ہے۔ اور روح نہو تو خیال بھی فنا ہو جاتا ہے۔ خیال حکمران ہے جسم پر اور روح خیال پر۔ اک عالم خیال ہے۔ کہ لوگ اکثر امور کو خواب و خیال کہکر ٹال دیتے ہین۔ اور خیال کی کوئی وقعت نہین کرتا حالانکہ دنیا کے سارے کرشمے سارے علوم و فنون ایجادات و اختراعات سب خیال ہی کی بدولت ہین خیال نہو تو انسان روح کے رہتے بھی حیوان ہی ہے۔ یہی تخیال ہے جسکی بہیہ جسم ایسی رہایا ہو جو کبھی باغی نہو ہمہ تن پابند حکم یہی خیال ہے جسکی رفتار تار برقی سے بھی تیز تر ہے کہ آن میں کے آن مین عالم بالا تک کی سیر کرآتا ہے جسکو نہ دریا حائل نہ پہاڑ حائل۔ خیالی اور برزخی مخلوق بھی ایسی لطیف ہوتی ہے کہ نہ اوسے تلوار کاٹے نہ وہ گولیون سے مرے۔ او سمین شکل ہے عالم اجسام کا۔ اور لطافت ہے عالم ارواح کی وہ درمیان جسم و روح کے اک درمیانی اور برزخی مخلوق ہے۔ ہر چند یہہ خیال ہمارے جسم پر حکمران ہے۔ مگر ہماری روح کا محتاج۔ نیند مین خیال رہتا ہے۔ اور کچھ نہین۔ گویا ہمارا وہ برزخی عالم ہے۔

(۵) عالم اجسام مین جسطرح لاکھون مخلوق ہین! اسی طرح عالم برزخ اور عالم ارواح مین بھی۔ اسی عالم برزخ کی مخلوق ہین اجنہ و شیاطین وغیرہ اسی طرح عالم ارواح کی مخلوق ہین۔ ملائک اور قدسیین وغیرہ جس عالم مین جا پہونچو وہان کی مخلوق سے ملو اور دیکھو۔

(۶) بعض بزرگان دین نے فرمایا کہ تصوف تصحیح خیال کا نام ہے اسکے یہی معنی ہین کہ برزخ یا خیال اگر آلودہ اجسام ہے تو بعد موت اوسکا برزخ اور قبر یہی عالم اجسام اور اسفل السافلین ہے کہ اپنے محصولہ تعلقات مین ٹھوکرین کہاتا پھرے۔ اور اگر اوسکا برزخ یا خیال ارواح کے رنگ مین رنگ گیا ہے تو اوسکا مواجہہ اعلیٰ اور اوسکا مقام علیین ہے۔ اور اگر اوسکا برزخ یا خیال عالم ارواح سے بھی گذرکر ما زاغ البصر و ما طغیٰ (نہ کجی کی آنکھ نے اور نہ اوس نے سرکشی کی (النجم ع۱)) سے فیضیاب ہو کر حنیف و یکسو ہو کر فانی و باقی ہو کر یا طالب لقا و دیدار ہو کر عالم قدس مین پہونچا ہے۔ تو

اوسکا مقام بمقام قرب عند ملیک مقتدر ہے اب خواب سے اپنے حال کی صحت کرو۔ اسی لئے
خدا نے نیند پر فکر کرنے کو کہا کہ تم اپنا مقام پہچانو اور اپنی اصلاح کرو۔

(۷) نیند بھی اک کتاب ہدایت ہے اور خواب اسکی عبارت۔ یا نامہ اعمال۔ اگر خواب مین چوری کرو۔ زنا
کرو۔ کسی پر ظلم کرو تو سمجھو کہ ان جرمون کے اجرام تم مین موجود ہین۔ اور خیال تمہارا آلودہ ہے۔ اور عالم برزخ
یا عالم قبر تمہارا اوسی درجہ آلودہ اور افسوس ناک ہے۔ اگر زیادہ حصہ ماسوے اللہ کی آلودگیون سے
ناپاک ہو تو سمجھو کہ ترازوے اعمال مین گناہ کا پلڑا بھاری ہے۔ اور اگر زیادہ حصہ خدائی رنگ مین ہو۔
اور نیکیون کا پلڑا جھک جائے تو سمجھو کہ نجات ہے فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ۵
اس دنیا مین دیکھو تو کسی کے مرنے کا غم۔ عزت و ناموس کے لٹنے کا الم۔ خانہ ویرانیون کے صدمے۔
اور سیکڑون دردناک مصیبتین ایسی آتی ہین کہ کاٹو تو لہو نہین۔ موت آئے تو راحت ملے۔ زمین پھٹے اور
اوس مین سمائی ہو تو جان مین آئے۔ پھر ایسی مصیبتین بھی جو برداشت سے باہر ہون حواس کے پردہ ڈالتے
رہنے سے ایک دن کم ہوتے ہوتے نہین رہتین۔ لیکن اگر یہہ آئی مصیبتین ازلی اور مستقیم ہو جائین۔ اور
یہہ حواس بھی باقی نہ رہین جو شعلون پر خاک ڈال ڈال کر بجھائین تو ایسی مصیبت کا کون اندازہ کر سکتا ہے
اسی کو عذاب قبر سمجھو۔ جب کوئی مرا تو دوسرے عالم مین پیدا ہوا۔ اوسکا تو تمکو یہ غم و الم ہوتا ہے کہ دو عالم
کا تفرقہ ملنے نہ دیگا۔ اب جب تم مرے اور دوسرے عالم مین پیدا ہوئے تو دو عالم کا تفرقہ ہو گیا تمہارے
حسابون تو گھر کا گھر مر گیا۔ سب سے دل لگا کر جدا ہوتے ہو کہ پھر ملنے کے نہین۔ گھر بار مال و خزانہ جس
چیز سے تم نے محبت کی وہ سب تمہارے حسابون لٹ گئی۔ بادشاہ ملک الموت نے تمہاری ساری
سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور زن و فرزند سب اوس نے چھین لئے۔ اس مصیبت کا اندازہ کرو۔ اور
ایسی مصیبت کہ اسکا نقش کوئی مٹا بھی نہ سکے۔ یہہ تکلیف سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے بھی زیادہ
دردناک ہے یہہ خدا اور رسول ہی کا کام ہے جو ہر مصیبت کے اندازہ کو اوس نے صحیح لفظون مین بیان کیا

Marfat.com

اور اوس کا درجہ بتا دیا ہے۔ اور اگر تمھارا دل سب سے ٹوٹکر خدا کے ساتھ جٹا ہے تو تم اس دنیا سے ایسے جاؤ گے جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق سے ملنے کے لئے دوڑتا ہوا اوسوقت تم موت کو ایک نعمت سمجھو گے تو اپنے اوپر فکر کر کے اور اپنے حالات کو خواب و خیال کے آئینہ مین دیکھ کر اپنے عذاب و بخشایش کا اندازہ لگا لو۔

اے لوگو! تم عالم اجسام مین ہو تو بالکلیہ اس سے نکل نہین سکتے۔ ہان عالم اجسام کی ہر مخلوق پر فکر کرتے کرتے خیال کی کمند ڈالکر عالم برزخ مین پہونچو۔ اگر فکر تمھاری طرز زندگی ہو جائے اور اس عالم مین تمھارا ٹھہراؤ ہو تو موتوا قبل ان تموتوا (مرو قبل اسکے کہ مرو) تم پر کھل جائیگا۔ یہہ حاصل ہوتا ہے کثرت فکر سے اور فکر کثرت ذکر سے۔ جسکا بیان انکی سرخیون مین آئیگا۔ ایسے مرنے والے کی موت عالم اجسام کی فطرتی جیون خیال سے نجات دلانے والی ہو گی اور وہ برزخی عالم مین رہکر بمقام قرب پرواز کرے گا۔ اور جسمانی قیدی بنکر جس گلزار کو اوس نے راہ چلتے دیکھا تھا۔ اور جسکی خنک ہواؤن سے تازہ دماغ ہوا تھا۔ وہان امن و سکون کے بالاخانون پر بیٹھا عشرت منائیگا۔

اگر تم نے اسی زندگی مین عالم برزخ کی سیر کی اور صلاحیت پیدا کرلی ہے تو تمہین بزرگان دین سے انکی برزخی صورتون مین زیارتین ہونگی۔ اور جتنا کچھ بھی تمہارا آئینہ مجلا ہو گا اس عالم کے اور کاروبار کیطرح فیوض و برکات سے بھی تمہین محرومی نہو گی۔

اس اجداث یا قبر کو کھود دو تو کچھ بھی نہین۔ نہ جسم ہے نہ ہڈیان ہی۔ نہ عذاب ہے نہ ثواب ہی۔ یہہ اس اجداث کی یہہ قدر و منزلت اک طفلانہ حرکت ہے لغو اور بیہودہ۔ روح تو برزخی جسم مین عالم برزخ مین راحت یا تکلیف مین مبتلا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت اوپر دی گئی ہے۔

اس مین کلام نہین کہ یہہ اجداث (قبر) عبرت کا مقام ہے۔ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔ دیکھنے سے عبرت تحریر و تقریر سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے قبر کو دیکھ کر درمیان اور نسبت اہل قبر کی طرف اک ذرا تیز

Marfat.com

اور رسا ہو جاتی ہے۔ اور اوس عالم مین پہونچنے اور اہل قبر کی زیارت کرنے کے لئے اک ذرا رسا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ سلام علیکم قبر پر کہنا اسی نسبت کے قوی کرنے کے لئے ہے ورنہ کوئی سنتا ہے نہ کوئی جواب دیتا ہے۔ بزرگون کو بہی برزخی ملاقات ہے۔ چاہے دہیان صحیح اور رسا بنانے سے ہو۔ مراقبہ مین ہو خواب مین ہو بات ایک ہی۔ واضح ہو نا چاہیئے کہ بزرگان دین کی قبرین بلحاظ حصول قوی دلبجا نسبت زیارت و فیوض تمہارے متنی حیثیت رکھتی ہین

اس اتنے بیان سے میری غرض یہہ تہی کہ تم مابعد الموت کے حالات سے آگاہ ہو۔ اور اپنے نجات کے حاصل کرنے مین لگو اور سمجھ لو کہ تعلق ماسوا جہنم ہے۔ راہ نجات مین مزار پرستی تمہین کچھ کام نہ دے گی۔ نہ کوئی بزرگ بہی تمہارا بوجھ سہار ینگے۔ وہی اوقات وہی افعال اور وہی خیالات تمہارے کام آئینگے جو تم نے خدا کے ساتھ صرف کیا۔ اور خدا کے لئے اور خدا کی محبت مین بزرگان بتبعاً للرسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہادی و رہنما ہین۔ وہ بہی تا بقید حیات مزار پرستی تمہارے کام نہین آنے کی۔ پرستش خدا کے سوا کسی کی کبھی جائز نہین پیغمبر تک کی نہین۔ ماسوا کی پرستش سے جو قوتین اور قدرتین حاصل ہوتی ہین وہ شیطانی کرشمے ہین۔ اور جو لطف و مستی حاصل ہوتی ہے۔ وہ شیطانی جہپیٹ ہے اس سے وہمی خدا جو ملتا ہے۔ وہ محدود احاطہ و ادراک ہے۔ اور وہ خدا نہین شیطانی بت ہے۔ خدا ملیگا۔ خدا ہی کو ڈہونڈہنے اوسی سے دل لگانے۔ اور اوسی پر قربان ہونے سے۔ یاد رکھو اور کبھی نہ بہولو الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ جو ایمان لایا اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملبس نہ کیا تو اونہین کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہین۔ ایمان کو ظلم کے ساتھ ملبس کرنیکو سوچو اور سمجھو۔

افسوس

مسلمانو آؤ۔ ذرا قرآن مجید کے رو سے ہم جانچین کہ آیا ہم واقعی مسلمان ہین اسلامی وعدون کے مستحق یا خارج از اسلام ہو گئے ہین۔ عتاب و دوری کے مستحق۔ نبی آخر الزمان کی امت مین داخل ہین۔ یا ایسے غیرے اونکے اونکے گروہ ہین۔

Marfat.com

اگر ہم نبی آخرالزمان کی امت مین داخل ہین تو کنتم خیر امة اخرجت للناس تم بہترین امت ہو جو لوگون کے لئے کھڑے کئے گئے ہو (ال عمران ع ۱۱) کا خطاب ہم سے کیون چھنگیا ہے۔ اور وانتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہی غالب ہو اگر تم مومن ہو (ال عمران ع ۱۴) کا جھنڈا ہم سے کیون لے لیا گیا ہے۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبونؕ سن رکھو خدا ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (مجادلہ ع ۳) کے مصداق ہم کیون نہین رہے۔ اگر ہم واقعی مسلمان ہین تو لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا خدا ہرگز کافرون کو مومنون پر راہ اور غلبہ نہ دے گا۔ (النساء ع ۲۰) کیون زبان حال سے ہمارے ایمان کی تصدیق نہین کرتا۔ اگر ہم واقعی مومن ہین تو وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ ایمان والون سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ تم مین جو ایمان لائے اور عمل صالح کرے تو اونکو ملک مین وہ ضرور خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اگلون کو بنایا اور اون کے لئے دین کو جما دیگا جسکو ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور اون کو خوف کے بدلے امن عنایت کرے گا (نور ع ۷) خدا کا وعدہ تو جھوٹا نہین۔ پھر اگر ہم مین ایمان ہے تو ہم سے یہ ایفا کیون نہین کیا جاتا۔ خلافت ہم سے چھنی۔ اور نکبت یہان تک پہونچی کہ مسلمان بھی اور مذہبون کو اختیار کرنے لگے۔ مسلمانون کی زندگی بجائے غلبہ و حکومت محکومی مین اور بجائے امن و اطمینان طرح طرح کے خوف مین گذرنے لگی ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کا ایمان ہی ان سے رخصت ہوا۔ جو ہے بھی وہ منہ بولا ایمان ہے۔ اگر ایمان ہوتا تو ان وعدون کے علاوہ خدا ضرور ہماری مدد بھی کرتا وکان حقا علینا نصر المومنین ایمان والون کی مدد کرنی ہم پر حق ہے (روم ع ۵) اگر ہم مین ایمان ہے تو خدا تعالے اپنی مدد ہم سے کیون اوٹھالی کہ دین کے اعتبار سے ہمارے اطوار کفار عرب سے ملتے ہین اور دنیا کے اعتبار سے ہمارے حالات تباہ شدہ قوم سے ملتے ہین اور ساری دنیا کے مسلمانون کا حال یکسان ہو گیا ہے۔

قرآن مجید کی آیتین غلط نہین اسکا متکلم خدا جھوٹا نہین۔ ضرور ہم نے اسلام کو بدلا۔ ایمان مین فتور ڈالا جب

Marfat.com

یہ عنایتیں ہم سے چھین لی گئیں۔ ایسے حال میں مسلمان کس منہ سے بخشائش کے امیدوار ہیں۔ اونکو چاہیئے کہ اپنے اعمال کا جایزہ لیں ولتنظر نفس ما قدمت لغد آؤ ابھی اپنا محاسبہ کرلو۔ آج کا محاسبہ کل کے محاسبہ سے بہتر ہے کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے۔

یہ دیکھو کہ خدا اور اوسکے اسما یعنی صفات پر تمھارا حقیقی ایمان ہے یا وہ اک زبانی جمع خرچ ہے۔ تم خدا کے مسلمان ہو یا توسیت کے۔ تمہارا ایمان صحابہ کا سا ہے۔ یا منافقون کا سا صحابہ کے ایمان کا رنگ تھا۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ میری نماز اور میری عبادتیں بلکہ میری حیات وموت تک پروردگار عالم کے لیئے ہے جسکا کوئی شریک نہین (انعام ۲۰) صحابہ کے ایمان پر تصدیق قلبی کی گواہی تھی اور وفا بالفعل کی مہر۔ اور منافقون کا ایمان تھا۔ من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وماہم بمؤمنین بعض لوگ کہتے تو ہین کہ ہم خدا اور قیامت پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ایمان نہ لائے (بقرہ ۲) اگر تم خدا کو ایک۔ اوسی کو مستحق عبادت سمجھتے ہو۔ اوسی کو حاضر وناظر اور قریب بلکہ رگ گردن سے بھی قریب جانتے ہو تو تمہاری اس دیدہ دلیری کے صدقے کہ خدا کے سامنے مزار پرستی۔ پیر پرستی۔ ہوا پرستی اور یہہ نافرمانیان۔ دل غافل۔ اعضا سرکش۔ دھیان ادہر خیال اودہر اعمال اولٹے۔ کبھی اسکا ڈر کبھی اوسکا ڈر اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین تم لوگون سے ڈرتے ہو اور یہہ استحقاق خدا کو ہے کہ تم اوس سے ہی ڈرو۔ اگر تمکو ایمان ہے (توبہ ۲)۔

اگر کلمۂ ایمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ القرآن کلام اللہ پر تمہارا ایمان تصدیق قلبی اور تصدیق عملی کے ساتھ ہوتا تو تمہارا معبود تمہارا مقصود ہر حرکات وسکنات مین ہر کام اور ہر مشغولیون مین خدا ہی ہوتا۔ اور بس۔ اس سے تمہین وسیلہ بھی ملتا۔ راہ بھی۔ اور مقصود بھی اس سے تمہین مرشد بھی ملتا رشد بھی۔ اور محبوب بھی اس سے تمہاری دنیا کی مشکلین بھی آسان ہوتین۔ دین کی بھی اور قرب خداوندی کی بھی اولئک ہم المومنون حقا وہی سچے ایمان والے ہین (انفال ۸) تمہارا لقب ہوتا۔ اور اولئک

Marfat.com

هم المفلحون یہی لوگ فائز المرام ہین (بقرہ ع ۱) تمہارا خطاب ہوتا۔ لاخوف علیہم ولاہم
یحزنون نہ انکو خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے (یونس ع ۷) تمہاری شان ہوتی۔ اور فی مقعد
صدق عند ملیک مقتدر مجلس صدق مین قدرت والے بادشاہ کے قریب (قمر ع ۳) کی بارگاہ
مین تمہارا تخت بچھا ہوتا۔ اور فلنحیینہ حیوۃً طیبۃ تو ہم اونکو جلائینگے۔ پاک زندگی (نحل ع ۳۰)
کا چتر تمہارے سرون پر سایہ کئے ہوتا۔ مگر افسوس کہ اسلام بے جان ہوگیا۔ اور ایمان کہو گیا۔ قرآن غیر معمل
ہوگیا۔ اور اوسکے معمل اوسکے متکلم کے پاس پہونچے۔

خدا نے کافرون کی صفت بیان فرمائی ہے الذین اتخذوا دینہم لہواً ولعباً وغرتہم الحیوٰۃ الدنیا
کافر وہ ہین جنہون نے دین کو لہو ولعب بنا لیا ہے کیونکہ اونہین زندگانی دنیا نے مغرور کردیا ہے۔
کیا مسلمانون کا تکبر اس حد کو نہین پہونچا۔ تو خدا فرماتا ہے۔ ساصرف عن اٰیٰتی الذین یتکبرون فی الارض
بغیر الحق وان یروا کل اٰیۃ لا یومنوا بہا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی
یتخذوہ سبیلا ذلک بانہم کذبوا باٰیٰتنا وکانوا عنہا غٰفلین ہم اپنی آیتون کے سمجھنے سے اونکو باز رکہین گے
جو دنیا مین ناحق تکبر کرتے ہین کہ اگر خدا کی کل نشانیان بھی دیکہین جب بھی ایمان نہ لائین۔ اگر راہ رشد
بھی دیکہین جب بھی وہ نہ اختیار کرین۔ اور گمراہی کی راہ دیکہہ پائین تو اوسے اختیار کرلین۔ نتیجہ کجروی
اون مین اس سے پیدا ہوئی کہ اونہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا۔ اور اون سے بے پروائی کی (اعراف
ع ۱۷) یہی حال مسلمانون کا ہوگیا فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ حتی اذا فرحوا
بما اوتوا اخذنٰہم بغتۃً فاذا ہم مبلسون ۵ تو جب اونہون نے خدا کی نصیحتون کو بھلا دیا
تو ہم نے ہر طرح کے دروازے اون پر کھول دئے۔ جب وہ ان عطیات پر فرحان وشادان ہوے۔
(یعنی وہ منعم کو چھوڑ کر نعمت مین مشغول اور لذت طلب ہوے) تو یکایک ہم نے اونکو دہر پکڑا تو وہ
بے آس ہوکر رہ گئے (انعام ع ۵) قومون کی تاریخ اوٹھا کر دیکھو۔ ساری قومین یون ہی بنین۔ اور

Marfat.com

یون ہی بگڑ ہین۔ ہم مسلمان بھی اسی راہ چلے یون ہی بنے اور یون ہی بگڑے جس طرح ہر آدمی کے لیے موت ہے۔ اوسی طرح ولکل امۃ اجل ہر قوم کے لئے بھی موت ہے۔ بچپن۔ شباب۔ اور بڑھاپا اسکے لئے بھی ہے۔ جب یہہ دین کو لہو و لعب سمجھنے لگتی اور متکبر ہو جاتی ہے۔ اور بھلائی کی راہ چھوڑ کر برائی کی راہ اختیار کرنے لگتی ہے تو انسانی صفات کھو جاتے۔ اور بیرونی ترقی اوسے آرام طلب۔ عیش طلب۔ اور عشرت طلب بنا دیتی ہے۔ یہان تک کہ اوس قوم کی موت ہی آجاتی ہے۔

وہ وقت یاد کرو جب ہم نے خدا سے دل لگایا تو اوسکے ہدایات کی تعمیل اپنی مراد سمجھے جس سے اوسکی محبت جوش زن ہوئی اس نے بے غرض بنا دیا اس بے غرضی نے رشتہ اخوت جوڑا ہمدردی پیدا کی۔ یہہ پاک محبت موجب ہوئی اون سارے صفات کاملہ کی جو ترقی کا موجب ہین۔ اسی نے حقوق کی ادائگی کا سبب ہوکر مالا مال کیا۔ رشتہ اخوت جوڑ کر توانا کیا۔ اسی کی بدولت قوم کی نفع رسانی اور اوس مین جان بازی کو ہم نے محبوب کی مراد سمجھا۔ گھر مین قناعت کی میدان مین ہمت کی ہمت مین توکل کیا توکل مین صبر کیا۔ صبر کے نتیجہ پر شکر کیا۔ صحیفہ فطرت کو مدرسہ بنایا جس سے خدائی تعلیم پاکر نکلے۔ اور سارے صفات کی فوج لیکر اوٹھے۔ دنیا کو برائیون سے پاک کیا۔ اور چمکے دنیا مین ایسے کہ اندھون نے بھی دیکھا اور ہوئے دنیا مین جو کچھ ہوے۔

آج خدا کی محبت کی جگہ۔ دولت نام و نشان۔ تعلیون۔ غرور۔ خود غرضی۔ امید بیجا اور لایعنی خطابات کی طلب و محبت قایم ہوئی ہے۔ یا مولویون اور صوفیون مین۔ ہر ودو شخص اپنی پرستش کرانی بات کی پچ اور اپنا طریقہ اور اپنے بزرگون کے طریقہ کے منوانے اور اوسکے علو مرتبت ثابت کرنے کی پڑ گئی ہے۔ جس سے نعماے الہیہ چھین لیے گئے۔ اور صفات اسلامی سلب ہو گئے۔ پھر دیکھو لو ہین دنیا مین جو کچھ ہین مسلمانو! ایمان کی لگتی کہو۔ کیا تم وہ مسلمان رہے۔ جو تھے۔ کیا تمہارا عمل کتاب اللہ پر ہے جو تھا۔ تو کیا تم بھی عاد و ثمود کی طرح فنا ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم بھی یہود کی طرح مغضوب ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم بھی

Marfat.com

خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہوا چاہتے ہو۔ کیا تم مسلمان ہو کر جہنم آباد کیا چاہتے ہو۔ اگر نہین تو تم اس پر غور و فکر کرو کہ تمھین چاہئے کیا۔ یہ نہ سمجھو کہ تم مجبور محض ہو تم کو کچھ اختیار دیا ہی نہین گیا۔ اور اسلئے تمکو کچھ کرنا نہین۔ ہم بتائینگے کہ تمھین چاہئے کیا مگر پہلے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور و فکر کرو اور اپنی تقلید و آزادی کو سمجھ لو۔ تاکہ واعملوا صالحًا کی تعمیل کرسکو۔

جبر و اختیار۔ اور۔ تقلید و آزادی

ان دونون مسئلون کی اصل قریب قریب ایک ہے اس لئے بنظر اختصار مین دونون کو ساتھ ساتھ بیان کرنا چاہتا ہون اس مسئلہ کو اولاً از روئے فطرت دیکھو۔

فطرت انسان کو بالبداہت مجبور بھی بتارہی ہے۔ اور مختار بھی۔ مقلد بھی بتارہی ہے اور آزاد بھی اسیطرح کلام الٰہی بھی انسان کو کہین مجبور بتاتا ہے۔ اور کہین مختار۔ کہین مقلد بتاتا ہے اور کہین آزاد تو حقیقت مین انسان مجبور بھی ہے۔ اور مختار بھی۔ مقلد بھی ہے اور آزاد بھی۔

بداہت جو سارے دلائل منطقیہ سے قوی تر ہے۔ وہ صاف بتارہی ہے کہ انسان جمادات کی طرح معدنیات کی طرح نباتات کی طرح ثمر دار و سایہ دار حیوانون کی طرح درندہ چرند اور پرند کی طرح پرواز نہین کر سکتا نہ اڑ سکتا نہ آبی مخلوق کیطرح پانی مین رہ سکتا ہے اپنی قوت و اختیار فطری سے باہر ایک قدم نہین بڑھا سکتا۔ اور سراسر مجبور ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اپنے حدود اختیار فطری کے اندر وہ بالکل ذی اختیار ہے۔ جس حواس اور جس قوت کو چاہے وہ کام مین لائے۔ آنکھ اور کان سے دیکھ سن سکتا ہے۔ مگر آنکھ سے سننا اور کان سے دیکھنا چاہے تو یہ ناممکن اس لئے یہ صاف کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان ایک حد سے باہر مجبور اور ایک حد کے اندر مختار ہے۔ یہی بداہت قانون فطرت ہے۔ اور اسی قانون فطرت کے مطابق آئین بھی نازل ہوئی ہین۔ جو خلاق فطرت کی نازل کی ہوئی ہین۔

جس عالم پر یا دوسرے جس مخلوق پر غور کرو تو اوسے صفات محدودہ ہی کی معجون مرکب پاؤ گے۔ اسیطرح

Marfat.com

حضرت انسان بھی صفات محدود ہی کی ترکیب دی ہوئی مخلوق ہے۔ صفات بسیط تو خدا کے لیئے ہے اور صفات محدود مخلوق کے لئے۔ اب دنیا کو دیکھو تو یہہ بدیہی نظر آئیگا۔ کہ انسان کو اختیار کی ایک صفت اوروں سے زائد ملی ہے۔ جو کسی کو نہ ملی۔ انسان کا سب پر اختیار۔ اور انسان پر کسی کا نہین۔ یہی خلافت الٰہی ہے جسے پاکر انسان خلیفۃ اللہ ہوا۔ مگر جسطرح اسکے سارے صفات محدود ہین اور اپنی حد سے باہر مجبور۔ اوسی طرح صفت اختیار بھی محدود ہی ہے اور اپنی حد سے باہر مجبور۔ اس صفت اختیار کے ملنے سے ہم مختار ہوے اور محدود درجہ تک ملنے سے ہم مجبور ہوے۔

خداوند عالم نے اپنے بسیط و کامل اختیار و قدرت سے ہمکو کسی قدر محدود اور مجبور اختیار دیا ہے اگر وہ یہہ بھی نہ دیتا تو مطلق اختیار نہوتا۔ ہم ملائکہ ہی ہوتے اس لئے اوسی کو یہہ کہنا زیبا ہے کہ سب کچھ اوسی کے چاہے ہوا۔ اور سب کچھ اوسی کے چاہے ہوتا ہے۔ سب کچھ اوسی کے کئے ہوا۔ اور اور سب کچھ اوسی کے کئے اور اوسی کے اختیار سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ محدود اختیار بھی تو اوسی کا ہے۔ کوئی بوتا ہے۔ کوئی کاٹتا ہے۔ کوئی حاصل کر کے لاتا ہے۔ پھر کوئی پکاتا ہے۔ جب کوئی کھاتا ہے۔ یہہ ساری قوتین جو کام مین آئین۔ اور یہہ سارے اختیارات جو کام مین آئے سب اوسی کے قوتین بھی اوسی کی۔ اختیارات بھی اوسی کے۔ اس لئے یہہ دعوے اوسی کو زیبا ہے۔ کہ روزی ہم دیتے ہین۔ اور علیٰ ہذا سارے ہی عطیات۔

اب اگر تم اپنی قوتون کو کام مین نہ لاؤ۔ اور اپنے اختیارات کو جو خدا نے دئے ہین معطل اور بیکار رکھو۔ تو بازپرس کے وقت بازپرس ہوگا کہ تم کو محدود تک کی قوتین ہم نے دی تہین۔ اور اونکو محدود حد تک کام مین لانے کا اختیار بھی دیا تھا۔ پھر تم نے اس خدمت کو کتنا کچھ اور کیسا کچھ انجام دیا ثم لتسئلن یومئذٍ عن النعیم

الحق۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی تم چاہتے ہو۔ یا یفعل اللہ ما یشاء

خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ یا۔ ان اللہ یحکم ما یرید بے شک خدا جو چاہتا ہے وہی حکم دیتا ہے اور علیٰ ہذا ایسی کل آئتین سراسر حق ہین۔ قدرت اوسکی، قوت اوسکی، اختیار اوسکا، یہہ سارا کچھ اوسی کا دیا۔ اور بیہہ اوسی کا۔

اسی طرح کل امرءٍ بما کسب رہین ہر کوئی اپنے اعمال کے ساتھ مرہون ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ جو ذرہ برابر بھی اچھا یا برا کریگا تو اوسکا نتیجہ وہ پائیگا انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔ ہم نے اسے بھلی بری راہ تمکو بتادی اب تم کو اختیار ہے۔ جدہر چاہو ایسی آئتین بھی قرآن مجید مین بہتیری ہین۔ تو ایسی کل آئتین جن سے ہمارا مختار ہونا پایا جائے۔ سراسر حق ہین۔ از روئے حقیقت بھی از روئے فطرت بھی۔ اور از روئے بداہت بھی۔

اسی مضمون کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لا جبر و لا تفویض و لکن امر بین الامرین نہ بالکلیہ جبر ہے نہ بالکلیہ اختیار۔ بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ یعنی کچھ جبر بھی کچھ اختیار بھی۔ ہان جبر کا پلڑا کچھ جھک جاتا ہے۔ کہ فطرتاً ہم مجبور ہین کہ اپنے محدود اختیار کو کام مین لائین۔ مگر جس حد تک اختیار رہا ہے اوس اختیار مین ہم مجبور نہین۔ اگر اختیار مین بھی جبر ہو تو اچھے برے کی تمیز باطل ہو جائے گی۔ اور جزا و سزا کسی دنیا کی سبھی ظلم ہو جائے گی۔ اسی طرح عقل بے مصرف ہو جائے گی۔ اور ہدایات ربانی لغو و بیکار ہو جائینگے اور یہہ دنیا ڈہوکے کی ٹٹی ہو جائے گی۔

البتہ یہہ اختیار فطرتاً مقلد بھی ہے اور آزاد بھی۔ بچہ پیدا ہوا اوس نے پہلی بہی مرتبہ آنکھ کہولی پھر کچھ سمجھ کر خود بہوک لگی تو وہ کھانا کیا جانے منہ مین جو چیز آئی فطرت نے چوسنا سکہایا۔ یون تو پرورش شروع ہوئی۔ جب کچھ عقل و تمیز آئی تو تقلید شروع ہوئی بیٹھنا اٹھنا چلنا پہرنا، زبان، علم و تہذیب، شائستگی، دانائی اور مذہب جو کچھ سیکھنے سے سیکہا وہ تقلید سے جب سیکہا نگی منزل ... محدود حد تک آزاد ہوا۔ ورنہ اوس دنیا مین آزادی کہان عقل بھی باہمہ دانائی اپنے دائرہ کی ہوا کی مقلد ہے اور جس ہوا مین پلی اوسی کی حمایت مین کھڑی ہو جاتی ہے مذہب بھی باہمہ تقدس پیمبرون کی لائی ہوئی اور برتی ہوئی کتاب تمدنی کی تقلید خدا نے

بھی اطاعت و اتباع کا حکم و یکر تقلید ہی سکھائی ہے۔ شتر بے مہار نہین بنادیا۔ اس لئے خدا کا دیا ہوا محدود
اختیار بھی متقلد ہی ہے۔ اور اس تقلید مین مجبور۔ مگر یہہ تقلید جب عقل کامل اور تمیز صحیح سے بعنایت خدا تعالی بھی
آمیزش کر لیتی ہے۔ اور وہم و خیال جب نفسانی خواہشون سے پاک ہو جاتے اور مادہ فنائیت پیدا
کر لیتے ہین تو تقلید گونہ آزاد ہو جاتی ہے۔ جب ایک خدا کی محبت آئی تو اوسکی رضا کے سوا ماسوا کی تقلید
ٹوٹ گئی۔ اور وہ آزاد ہو گیا۔ بالمختصر نفسانی بے سمجھی کی تقلید اندہی تقلید ہے۔ اور روحانی سمجھ کے ساتھہ
تقلید آزادی ہے۔ لیکن قبل از وقت آزادی ٹھوکرین کھانا ہے۔ اس لئے جسطرح انسان محدود حد تک مختار
اور اوس حد کے باہر مجبور ہے۔ اوسی طرح انسان محدود حد تک متقلد اور اوس حد سے باہر آزاد ہے تلک
حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔ یہہ حدود اللہ ہین جس نے ان سے تجاوز کیا اوس نے
اپنے اوپر ظلم کیا۔ جو لوگ اپنے کو مجبور محض مان کر ہاتھہ پاؤن توڑ کر بیٹھہ جاتے ہین۔ اور اس رہبانیت کو
توکل کا خطاب دیکر مذہب کی پناہ مین آنا چاہتے ہین۔ اور جو لوگ عقل و حواس کو کھو کر بد حواسی کے گردیدہ ہین
اور دیوانہ بن کر بازپرس کے حساب سے نکل جانا چاہتے ہین۔ وہ خدا کی دی ہوئی نعمتون کی ناشکری کرتے
اور کفران نعمت کے مجرم ہین۔ یہہ لوگ منزل مقصود کی پرخطر راہ کو پاپیادہ طے کرنا چاہتے ہین۔ اور اس
طرح کہ گھوڑے کی باگ ڈور ہاتھہ مین اور گھوڑا کوتل ہین بجائے اسکے کہ سواری سے سہولت ہوتی
اور گھوڑے کا بوجھہ سر پر۔ بعض چاہتے ہین کہ گھوڑے ہی کو مار ڈالو۔ اور اس قتل کا نام وہ نفس کشی رکھکر
اسکو سراہتے بھی ہین۔ یہہ تو ویسی ہی ہوا کہ جو افسر ریل کے محصول سے بھی بری ہون وہ ریل کو چھوڑ کر پاپیادہ
ریلوے سروس کی تحقیقات اور خدمتون کے لئے حوصلہ کرین کہ انجن بعد سے سیٹی دیتا اور اولٹ بھی
جاتا ہے۔ خدا نے طرح طرح کی نعمتین۔ قوتین اور قدرتین دیکر اور اون کو عمل مین لانیکا اختیار دیکر خدا رسی
کی راہ کے لئے موٹر دیدیا ہے۔ اسکے کل پرزون کو صاف کرتے رہو۔ اور بیکار نہ کرو کہ منزل پر پہونچ
ہی نہ سکو۔

اب اپنی حدبندی پہچاننے کے بعد یہ سمجھو کہ تمہیں چاہیے کیا۔

تمہیں چاہیے کیا

اگر تم اپنا حال بدلنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنی چال بدلو تمھاری چال کی لگام خواہش نفسانی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تمہیں جہنم میں لے جائیگی اوس سے لے لو اور خدا کے ہاتھ میں دو۔ واللہ یدعوا الی دار السلام وہ تمہیں دار السلام کی طرف بلاتا ہے۔ دار السلام میں تمہیں لیجائے گا۔ اس لئے خدا ہی سے محبت کرو۔ اور ماسوے کے نقوش کو نظر انداز کرو۔ واعتصموا بحبل اللہ ۔ خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو (ال عمران ع۱۱) خدا کی رسی عابد و معبود کا پاک رشتہ محبت ہے۔ تو دیکھو ماسوا کو دوست نہ بنانا۔ ام اتخذوا من دونہ اولیا (شوری ع۱) کیا انہوں نے ماسوا کو دوست بنایا۔ ایسی دوستی بے بنیاد ہے مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا ط وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ۰ اون کی مثال جنہوں نے ماسوے اللہ کو دوست بنایا اوس مکڑی کی سی ہے جس نے اک گھر تو بنا لیا ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ سب سے بودا اور ذلیل گھر مکڑی ہی کا ہے اگر لوگ سمجھیں (عنکبوت ع۴)

اگر خدا ہی سے محبت کروگے تو یہ محبت تمہاری مرشد ہوگی اور محبوب تک پہونچا ہی کر چھوڑے گی۔

یہ محبت حاصل ہوتی ہے ایمان کامل سے۔ اور ایمان کامل حاصل ہوتا ہے اطاعت قرآن ہی سے زادھم ایمانا قرآن ہی کے شان میں ہے۔ اور اطاعت قرآن جو بروحانیت ہو وہ حاصل ہوتی ہے۔ اوس کے ہدایت کے بموجب دوام ذکر سے جسکو میں پاس حواس کہتا ہوں۔ اور پاس حواس حاصل ہوتا ہے۔ بدوام ذکر سے جسکو پاس انفاس کہا جاتا ہے۔ ان سب کی ہدایت قرآن مجید نے کی ہے۔ اور اون سب کا بیان اپنے اپنے مقام میں آئیگا۔ تو ہمت کرو قرآن مجید کی کما حقہ تعمیل کی۔

اے بہائیو فاعبد واللہ مخلصا لہ الدین۔ خدا کی عبادت خدا کے لئے دین کو خالص کر کے کیا کرو (زمر ع۱) جس میں ماسوا کی آمیزش نہو الا للہ الدین الخالص آگاہ ہو کہ دین خالص

Marfat.com

خدا ہی کے لئے ہے (زمر ع ۱) تو نمازین پڑھا کرو۔ ایسا نہو کہ ترک صلوٰۃ کرکے ایک طرح
کے مشرکون مین ہوجاؤ۔ اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (روم ع ۴) زکوٰۃ دیتے رہو ایسا نہو
کہ زکوٰۃ نہ دے کر مشرکون اور آخرت کے کافرون مین ہوجاؤ۔ تو مشرکون کے لئے جہنم ہے۔ فویل للمشرکین
الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون ۵ (فصلت ع ۱) علی ہذا قرآن مجید
کے سارے اوامر کی تعمیل اور سارے نواہی سے پرہیز تمہاری وسعت کے اندر ہے۔ لا یکلف اللہ
نفساً الا وسعہا خدا تکلیف مالا یطاق دیتا ہی نہین (بقرہ - آخر آیت) ساری تکلیف شرعی
تمہاری وسعت کے اندر ہے۔ تو آرام طلبی نکرو۔ فاعبدہ واصطبر لعبادتہ (مریم ع ۴) خدا کی عبادت
کیا کرو۔ اور اوسکی عبادت مین جو تکلیف پہونچے۔ اوسکو برداشت کیا کرو۔ مگر عبادت وہ ہو جسمین خشوع وخضوع
ہو حضوری ہے کیف ہو۔ صرف عبادت ظاہری اور دکھاوے کی بے معنی اور بے مفہوم کی نہین جیسا کہ
بعض کرتے ہین۔ من الناس من یعبد اللہ علی حرف بعض لوگ خدا کی عبادت کرتے ہین تو کنارے کنارے
(حج ع ۲) یعنی اوپر اوپر۔ الگ تھلگ۔ تو ایسی اوپری عبادت مطلوب نہین۔

قرآن مجید کے اوامر و نواہی کی بصدق و اخلاص تعمیل عبادت ہے۔ نماز روزہ ہو تو۔ حج و زکوٰۃ ہو تو۔ ظلم و قتل
سے بچا ہو تو۔ چوری اور زنا سے بچا ہو تو۔ بد نفسی غیبت دل آزاری نفاق جھوٹ اور حق تلفیون سے بچا ہو تو۔ خدا کے
اوامر کی تعمیل اور نواہی سے پرہیز باعث ہین آسمانی برکتون کی۔ ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا
علیہم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون ۔ اگر قریہ والے
ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم اون پر آسمان و زمین کی برکتین ضرور کھول دیتے۔ مگر اونہون نے
جھٹلایا تو اون کے کرتوت کے سبب ہمنے اونکو دھر لیا (اعراف ع ۱۲) اگر تم بھی ایمان کے
ساتھہ پرہیزگار بنتے تو تم پر بھی برکتین نازل ہوتین مگر تم کہان بنے۔ دیکھو۔ خدا نے فرمایا تھا۔ فاتقوا اللہ
واصلحوا ذات بینکم اللہ سے ڈرو اور آپس مین اصلاح کرتے رہو (انفال ع ۱) اپس میل صلاح

Marfat.com

کے بدلے تم تو آپس مین جھگڑے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا آپس مین جھگڑو نہین ورنہ منتشر ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اوکھڑ جائے گی۔ اس مین تکلیف بھی پہونچے تو صبر کرتے رہنا (انفال ع ۶) اتفاق قومی کی تعلیم تھی۔ کیا اوسکے یہہ معنی تھے کہ شیعہ و سنی خلافت مین جھگڑین۔ اور پولیٹیکل جھگڑو کو مذہب بنالین کہ انتخاب کو تو تیرہ سو برس ہوئے اور ووٹ کے جھگڑے آج خون خرابہ تک نوبت پہونچائین اور یہی نتیجہ۔ یہہ نو احداث مذہب کو رسول کا مذہب سمجھکر آپس مین جوتی پیزار کرین جس سے فتنے اوٹھین۔ یا مقلد غیر مقلد آمین بالجہر رفع یدین۔ قرات فاتحہ خلف امام وغیرہ وغیرہ کو اختلاف مذہب سمجھکر فساد پھیلائین اور ایک دوسرے کو مسجد مین خدا کی عبادت اور خدا کی یاد سے روکین۔ اور فمن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه ان یذکر فیها اسمه کی کھلی کھلی نافرمانی کرین تو آج مقدمہ کوئی جیتے۔ تیرہ کوئی ہو خدا کی مسجد کسی فرقہ کی ہو جائے۔ مگر کل یہہ سب اپنے اپنے مکافات سے بچین گے نہین جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا۔ یہان تو ان سب کی ہوا اوکھڑ چکی۔ اور وہان یہہ آئتین فریادی ہون گی۔ اور خدا سے اپنا خون بہا طلب کرین گی۔

مسلمانو! جیسا کہ یہود سمجھے کہ ہم تو خدا کے پیارے ہی ٹھہرے۔ یا عیسائی سمجھتے ہین کہ ہم تو خدا کے اکلوتے بیٹے ہی کی امت ہین تعمیل مذہب سے فارغ۔ یا ان کے تین دن جہنم مین رہنے سے (خدا پناہ دے) ہمارے گناہ۔ گناہ ہی نہین رہتے۔ تم نہ سمجھنا کہ ہم نبی آخر الزمان کی امت ہین جہنم مین جلنے ہی کے نہین۔ یا واقعہ کربلا کے سبب عیسائیون کی طرح ہمارے گناہ بھی گناہ نہین رہتے جیسے حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب کے گناہونکے بدلے مصلوب ہوئے حضرت امام بھی سب کے گناہون کے بدلے شہید ہوئے۔ کیونکہ خدا نے فرمادیا ہے ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون ہم نے اگلون کے بعد تم کو زمین مین خلیفہ بنایا تاکہ دیکھین کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو (یونس ع ۲) تم امتحان مین ڈالے گئے ہو۔ اگلون کی طرح۔ مگر اونہون نے کامیابی حاصل کی اور خائز المرام ہوئے

اور تم اس امتحان مین ناکام رہے کسی سبجکٹ مین کبھی نمبر نہ لائے۔ ہر طرح عدول حکمی اور نافرمانیون کے مرتکب ہوئے۔ قانون خداوندی کی غفلت دیلے پروائیون سے توہین کی بے وقری کی یہہ سبب ہے مسلمانون کے افلاس کا ادبار کا۔ خانہ جنگیون اور خانہ ویرانیون کا۔ افسوس صد افسوس۔ اب بھی چیتو اور خدا کے حضور مین توبہ کرو۔ قرآن مجید کو پڑھو۔ پڑھاؤ بغل مین دباؤ۔ سرون پر رکھو۔ پہلے اپنے کو تبلیغ کرو۔ پھر خلق اللہ کو پہونچاؤ۔ اور اوس کی ہدایت کے بموجب تصفیہ وتزکیہ کرکے اپنے کو آئینہ بناؤ کہ تجلی جمال جہان آرا دیکھہ سکو۔

موضوع وغرض تصنیف کتاب

کیون افسوس نہو۔ دل وجگر ٹکڑے ٹکڑے کیون نہ ہوجائین۔ مسلمان جنکے بھلے حال کو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ترستے رہے۔ وہ اس حال کو پہونچ گئے جس حال کو نبی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے دشمن مخالفین اسلام پہونچے ہوئے تھے نفس وہوا کا گھٹا ٹوٹ بادل ایسا اوٹھا کہ اسلام کا آفتاب چھپ گیا غیظ وغضب کی بجلیان کوندنے لگین۔ خود غرضیون اور شہوت پرستیون کی کڑک نے سب کے دل ہلادئے۔ آپس کی نااتفاقیون کی تاریکی چھاگئی۔ فلاکت وادبار کے اولون نے انسانی اور اسلامی صفات کے پھولون کو پہلون کو مسمار کردیا۔ عوام تو کالانعام ہوگئے اور خواص ان سے بھی بدتر۔ رنگ یہہ جارہا ہے کہ کہین یہہ قوم مغضوب کے گروہ مین نہ ملجائے جنکا وجود بھی رہے تو فحش وبیحیائی اور ذلت ورسوائی کی تلخی چکھنے کے لئے۔

جو شاخ سوکھ جائے اوسے توڑ دو تاکہ درخت نہ سوکھے۔ جو عضو سڑ جائے اوسے کاٹ دو تاکہ سارا جسم نہ سڑ جائے۔ فطرت کا قانون کم کو جذب اور کمزور کو سلب کردیتا ہے۔ مسلمان اس حال کو پہونچ رہے ہین۔ کہ عنقریب وہ سوکھی شاخ کی طرح کاٹے جائینگے اور مصائب کے ایندھن بنین گے یا دھرتی تو ہستہ مین سلب ہو جائینگے جسکو مسخ ہونا کہتے ہین۔ اگر اب بھی ہوش نہ کرینگے۔

Marfat.com

مسلمان اس حال کو کیون پہونچے اسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ ان کا تعلق خدا سے ہٹ گیا ہے۔ اور انکی نسبت خدا کے بھیجے ہوئے قرآن سے ٹوٹ گئی ہے۔ یہہ بزعم ماسوا کے شریک۔ اور ماسوا کی محبت کے متولے ہوگئے ہین انہون نے اپنا تعلق مرنے والے انسان سے جوڑا اور انکی نسبت رطب و یابس انسانی تصنیفون سے جڑی ہے جیسے شرعۃ الحق۔ لکھی اسی غرض سے کہ وہ خدائی شریعت کو جانین۔ شریعت عین حقیقت ہے۔ مگر شریعت پر روحانیت کے ساتھہ عمل کرنا بغیر تصفیہ و تزکیہ کے ہو نہین سکتا اس لئے اس منہاج الحق مین مجھے روحانیت قرآن مجید کو بیان کرنا ہے یعنی تصوف قرآنی بس یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ تاکہ شیعہ اہل حدیث۔ سنی۔ اہل قرآن۔ اور اسلام کے جتنے فرقے بھی ہون اولاً ان بدعتی نامون کو مٹا دین جیسا کہ شرعۃ الحق مین مینے قرآن کی آیتون سے اسکو بتایا ہے۔ اور اپنے کو صرف مسلمان کہین جیسا کہ سب پیغمبرون نے اور خود ہمارے رسول نے بھی اپنے کو کہا۔ مسلمان ہونے کے بعد اپنے کو خالص مسلمان بنائین جسکی تعلیم خدا نے کی ہے۔ جو اس کتاب مین بتائی جائے گی۔ خدا پر ایمان لانے والون کے لئے چارہ نہین ہے کہ وہ صریح آئتین پا کر بھی قرآنی تصوف سے انکار کرین یہی غرض اسکی تصنیف سے ہے۔ وما توفیقی

الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵

Marfat.com

آغاز کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصوف قرآنی

یا ایها الانسان انك كادحٌ الى ربك كدحًا فملٰقيه ۰ اے انسان تجکو اپنے خدا تک پہونچنے مین کوشش کرنی چاہیے۔ پوری کوشش۔ پھر تو اوس سے جاملے گا (انشقاق) اس آیت نے غیرتمندون کو غیرت دلائی۔ اور ہمت والون کو ہمت۔ مگر خدا تو کوئی جسمانی بت نہین۔ جسکی راہ جسمانی ہو وہ تو روح سے بھی الطف ہے۔ اس لئے اوسکی راہ روحانی ہی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ کسطرح ممکن ہے کہ خدا کوشش کرنے کو بھی فرمائے۔ اور اوسکی راہ نہ بتائے۔ قرآن مجید اسی لئے تو نازل ہوا کہ انسان مزکیٰ و مطہر ہو کر خدارسیدہ ہو اور مراد کو پہونچے۔

اب مین قرآن مجید سے دکھایا چاہتا ہون کہ روحانی راہ خود خداوند عالم نے کیا تعلیم فرمائی ہے انه لقولٌ فصلٌ۔ بے شک قرآن ہی قول فیصل ہے (الطارق)

الم۔ ذٰلك الكتٰب لا ريب فيه هدًى للمتقين۔ یہ قرآن وہ ہے کہ اسمین شک کو دخل ہی نہین۔ یہ متقیون کو ہدایت کرنے والا ہے (بقرہ ع ۱) لا ریب فیه اور لا ریب فیه من رب العلمین دونون قرآن مجید مین موجود ہین۔ دونون طرز کلام ہین۔ تو دونون کے دو معنی بھی ہین۔ لا ریب فیه کے معنی ہین کہ اس مین ریب اور شک کو دخل ہی نہین۔ جو مین نے ترجمہ کیا ہے۔ یعنی یہہ سراسر حق ہی ہے۔ اور لا ریب فیه من رب العلمین کے معنی ہین۔ کہ قرآن کے خدا کی طرف سے ہونے مین شک ہی نہین۔ بہر کیف۔

غور و فکر کی جگہ یہہ ہے۔ کہ قرآن مجید جو متقیون کے لئے ہادی ہے۔ تو وہ کونسی ہدایت ہے جو بعد

Marfat.com

انتقا ملتی ہے۔ اسی ہدایت کا نام تصوف پڑ گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ہدایت بھی اسی کتاب قرآن مجید سے ہی ملتی ہے۔ اور اس کا ہادی بھی قرآن ہی ہے اس لئے تصوف حقیقی کی تعلیم تمہین قرآن مجید ہی مین ملے گی۔ تو اب سے اسکو زہد خشک نہین بلکہ زہد تر سمجھو۔

یہہ ہدایت جو بعد انتقا ملتی ہے یہہ ہدایت صراط مستقیم کی ہے۔ جو سیدھی خدا تک گئی ہے۔ جسکا پتہ سورہ فاتحہ سے ملتا ہے۔ سورۂ فاتحہ پڑھ جاؤ۔ اسلام کے بعد۔ ایمان کے بعد۔ اسکی حمد کے بعد اخلاص منداتہ عبودیت اور استعانت کے بعد۔ خداوند عالم اس ہدایت طلبی کی ہدایت فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم اے خدا ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ پھر وہ کونسی ہدایت ہے۔ جو اتنے مدارج طے کرنے کے بعد ملتی ہے۔ اور جسکی درخواست ہر نماز مین۔ اور ہر نماز کی ہر رکعت مین کی جاتی ہے۔ یہ صراط مستقیم غور کرنیکی چیز ہے۔

یہی صراط مستقیم ہے جسکا دوسرا نام دوسری صدی مین تصوف پڑ گیا تو صراط مستقیم کو خود خدا فرماتا ہے۔ انک لتھدی الی صراطٍ مستقیمٍ صراط اللہ الذی لہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض ۔ اے رسول بے شک تم صراط مستقیم کی ہدایت کرتے ہو۔ صراط مستقیم ہے کیا؟ یہہ صراط اللہ ہے۔ خدا کی راہ ہے ایسا خدا کہ اسمان و زمین مین جو کچھ ہے سب اوسی کا (شوری ﴿۱) صراط مستقیم کو خدا نے فرمایا کہ یہہ صراط اللہ ہے۔ اے لوگو! ایمان لاؤ کہ خدا کی راہ آنحضرت نے قرآن دیکر تعلیم فرمائی ہے۔ اگر یہی صراط اللہ تصوف ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سے تاریخ تصوف مین مینے بیان کیا ہے۔ تو یہہ حقیقی اسلام ہے قرآن کے اندر۔ اور اگر تصوف خدا کی راہ نہین تو یہہ کسی طرح کام کی چیز نہین۔ اسی صراط اللہ کا نام قرآن مین صراط العزیز الحمید بھی ہے

صراط اللہ اور دین اللہ دین قیم ایک چیز ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا قل اننی ھدٰنی ربی الی صراط مستقیم دیناً قیماً ملۃ ابراھیم حنیفاً کہدو کہ بے شک خدا نے صراط مستقیم کی طرف میری ہدایت کی ہے جو ٹھیک دین ہے یعنی ملت ابراہیم جو یکسو ہو رہے تھے (انعام ع۲۰) صراط اللہ کا رہرو (صوفی)۔

Marfat.com

یکسو ہوتا ہے اقم وجھک للدّین حنیفا قایم رکھو اپنی توجہ کو دین کے لئے یکسو ہو کر۔ (یونس ع ۱۱) للدّین فرمایا یعنی یکسو ہو کر دین سے غافل نہو جاؤ احکام شرعیہ سے کسی حال مین چھٹکارا نہین۔ اسی صراط اللہ کی صفت ہے دین خالص بھی الا للہ الدین الخالص آگاہ رہو دین خالص خدا ہی کے لئے ہے (زمر ع ۱) اسی صراط اللہ کا نام طریق احسان بھی ہے ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن اوس سے کسکا دین بہتر جس نے تسلیم توجہ خدا کو کیا۔ اور وہ احسان کی راہ چلنے والا ہو۔ صراط اللہ کا رہرو (صوفی) اپنے نفس کو بیچدیتا ہے۔ تاکہ خدا کی رضا اوس کے عوض مین ملے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔ (بقرہ ع ۲۴) وہ خدا کو مضبوط دہر لیتا ہے۔ تو اوسے صراط اللہ (تصوف) کی راہ دکہائی جاتی ہے ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (ال عمران ع ۹) صراط اللہ پر پڑ لینے سے اوسے عین الیقین یعنی ایمان ثانی نصیب ہوتا ہے جبکو خدا نے فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ (نساء ع ۲۰) جب صراط اللہ کے رہرو اس صفت پر پہونچتے ہین۔ کہ خدا نے اونہین دوست رکھا۔ اور اونہون نے خدا کو یحبھم ویحبونہ تو یہی اولیا اللہ ہین۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ جو خدا کو دوست رکھتے ہین تو خدا نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس ع ۷) بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوتا ہے نہ وہ محزون ہوتے ہین۔ کیونکہ یہہ تو دار السلام مین ہین۔ جو مقام خدا کے قرب مین ہے لھم دار السلام عند ربھم (انعام ع ۱۵) اے لوگو! خدا تمہین اسی دار السلام کی دعوت دیتا ہے واللہ یدعوا الی دار السلام (یونس ع ۳) مگر یہہ ہر کے نصیب کا حصہ نہین۔ کیونکہ اسی کے بعد فرماتا ہے۔ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم تصوف کی راہ ہر کو نہین۔ بلکہ جسکو وہ چاہتا ہے اوسکو دکہاتا ہے۔

صراط اللہ کا رہرو (صوفی) دار السلام مین داخل ہوتا ہے۔ جو مقام قرب ہے۔ خدا نہین ہو جاتا۔ حاشا کہ ہو سکے نہین ہو جاتا اللہ اللہ ہے بندہ بندہ وہ ہے۔ وجود اوس کے لئے ہے۔ یہہ نہین ہے۔ عدم وجود اسکے لئے ہے۔ اسکی ظاہر ہستی دیکھنے ہی کی ہستی ہے کہ ہے اور نہین ہے۔

آجکل کے مسلمانون مین جو آیتین بیان ہوئین اونکا اور ایسی کل آیتون کا ترجمہ ہی کر دینا سمجھا جاتا ہے کہ سمجھ مین بھی آگئین اور عمل مین بھی آگئین۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن مین چند مجمل احکام کے سوا اور ہے کیا۔

قرآن مین احکام و ہدایات ہین۔ جو صریح ہین اون کو مین احکام کہونگا۔ اور جو غیر صریح اشارۃً کنایۃً۔ اور حکایۃً ہین اون کو مین ہدایات کہونگا۔ احکام و ہدایات ظاہری کی تعمیل شریعت ہے۔ باطنی اور روحانیت کے ساتھہ تعمیل طریقت ہے۔ شریعت و طریقت کے ملنے سے جو انکشاف ہوتا ہے وہ حقیقت ہے۔ شریعت و طریقت کرونی ہے۔ اور حقیقت بطور نتیجہ شدنی و دیدنی۔ اسلام ان سب کا مجموعہ ہے۔ مثلاً نماز پڑہو تلاوت قرآن کرو۔ شریعت ہے۔ اسی کو معانی و مفہوم خدا کی یاد۔ دہیان بحضور قلب خشوع و خضوع اخلاص و یکسوئی کے ساتہہ ادا کرو تو طریقت ہے۔ اس سے جو ثمرہ بروزاد ہوگا۔ وہ حقیقت ہے۔ اسلام ان سب کا مجموعہ ہے۔ سمجھنے سمجھانے کے لئے مختلف نام رکہے گئے مضایقہ نہ تہا۔ مگر تفرقہ پڑگیا۔ غرض اسی روحانیت اسلام کا نام تصوف پڑگیا ہے مین دکہاونگا کہ ریاضات تصوف جو رسوم سے پاک ہین اسلامی الاصل ہین۔

شریعت تو شرعۃ الحق مین دیکہو۔ روحانی راہ کا جزو اعظم اخلاق ہے۔ اس لئے مین پہلے اخلاق کو بیان کرونگا۔ پہر مجاہدات و ریاضات کو بیان کرونگا۔

اخلاق کا طرز بیان

اخلاق کے متعلق کتابین لکہی گئی ہین مگر اوسکے اجزا منتشر کر کے بیان کئے گئے ہین جس سے اوسکی کما حقہ تعمیل اک طلسم کشائی سے کم نہین رہی بس سے دماغ منتشر اور مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ مینے اس طرز بیان سے اختلاف کیا ہے۔ اور اخلاق کو اصول و ارکان و دوائر کے علمی لباس مین بسند قرآنی آراستہ کیا ہے۔ تاکہ دماغ مجتمع ہو اور اصول اخلاق کم سے کم نصب العین ہو جائے۔ اور صفات اخلاقی سہل الحصول ہو جائین۔

Marfat.com

اس مین شک نہین کہ اخلاق تصوف کا اک جزو اہم ہے جن لوگون نے تصوف ہی کو اخلاق کہا ان
اونہون نے بھی مطلق غلطی نہین کی۔ تو اگر مین اخلاق کے اجزا کو تفصیل وار ہو جو و روش بسے بیان کرون
تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔ جسکی فہرست بھی طالب حق کو یاد نہ رہ سکے گی۔ اور اون کی تعمیل کی توقع تو کیا
ماسوا اسکے مجکو بہتیری جگہ عام خیال سے اختلاف کرنا پڑیگا۔ اور اختلاف تصفیئے کی چاہتا ہے۔ اسمین مطلب
مطلب فوت ہو جاتا۔ اور بحث قایم رہجاتی ہے۔ پھر اوس مین طبع از نا بیان ہونے لگتی ہین۔ اور
کہو جاتا ہے۔
مثلاً۔ توکل مین کہون گا کہ توکل کے یہہ معنی نہین کہ ہاتھہ پاؤن توڑ کے بیٹھہ رہو۔ یہہ روش حضرت
رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی نعمتون کی ناشکری۔ بلکہ توکل کے
معنی ہین۔ کہ جو کچھ کرو وہ خدا کے بہروسے پر کرو۔ توکل تو کسب و اکتساب کو روکتا نہین۔ بلکہ کسب و اکتساب
ہی کے ساتھہ توکل ہے۔ اگر توکل کے معنی ہاتھہ پاؤن توڑ کر خلوت نشینی کے ہوتے تو سارے
صحابہ خلوت نشین ہو جاتے اور دین اسلام چند کوٹھریون مین مدفون ہو جاتا فاذا عزمت فتوکل علی اللہ
جب عزم و ارادہ کر لو تو خدا پر بہروسا کرو (ال عمران ۱۷) توکل بعد عزم و ارادہ کے ہے۔ یہہ نہین
کہ جب کام کا عزم کر لو تو کام چہوڑ کر بیٹھہ رہو یہ تو توکل نہو گا
اسی طرح مثلاً قناعت کو لو۔ مین کہون گا کہ قناعت کے یہہ معنی نہین کہ زیادہ حاصل نہ کرو۔ یا زیادہ خدا
دے تو اوس سے انکار کرو۔ بلکہ قناعت کے معنی ہین۔ کہ جو کچھ خدا نے تمہین دے رکہا ہے اوس پر راضی
رہو۔ تمہارا ول واویلا۔ اور فریاد نہ کرے۔ رضا عام ہے۔ ہر طرح کی مصیبتون اور آفتون مین عالم کے
ہر ایک واقعات مین راضی برضا ہونا رضا ہے اسکی شاخین ہین۔ مال و زر مین رضا قناعت ہے۔
اور مصیبتون مین رضا صبر۔ بمہہ قناعت تمہین مزید اکتساب مین ہمعین ہو گی۔ کیونکہ قناعت موجب ہو گی
جمعیت خاطر کی۔ اور ہر کام دینی ہو یا دنیاوی راس المال جمعیت خاطر ہی ہے۔ جو بے قناعت کے

Marfat.com

حاصل ہو نہین سکتی۔

صبر کو مین کہون گا کہ صبر یہہ نہین ہے کہ تکلیف محسوس کرنے کا حس باطل ہو جائے یہہ تو خلاف فطرت اور شقاوت ہے۔ صبر یہہ ہے کہ تکلیف کی باتون مین تکلیف محسوس ہو۔ مگر اسکو سکون دلی کے ساتھہ برداشت کر لو۔ جیسے انبیا نے تکلیف محسوس تو کی لیکن سکون کے ساتھہ برداشت کر لیا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ولقد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون لوگ جو کہتے ہین اس سے جو حزن و ملال تمکو پہونچتا ہے ہم جانتے ہین۔ یعنی آپکو بھی حسب اقتضائے فطرت بدکلامیون کی تکلیف پہونچتی تھی تو فطرت کی تکمیل کرو۔ فطرت کو مٹا نہ دو۔ تکلیف محسوس کرنے کے بعد برداشت کر لینا۔ اور راضی ہونا سخت مشکل کام ہے یہ فطری قوتون سے کام لینا ہے۔ اسی لئے اسکے مدارج بھی بڑے ہین۔ ورنہ انسان کے لئے پتھر ہو جانا کونسی صفت ہے۔

ان جھگڑون مین پڑنا مجھے اوس وقت جائز ہوتا جب مین طالب کو اصطلاح کی زنجیرون مین جکڑنا چاہتا۔ اور بجائے طلب حق کے اوسکو طالب مقامات بنانا پسند کرتا۔ کہ وہ توکل پر قدم راست کرے۔ قناعت پر قدم راست کرے۔ اور اسی رفتار مین وہ لنگڑا۔ اور اسی اولجھاؤ مین وہ اولجھا رہ جائے اور ایسا اولجھے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتین اوس سے ضایع ہون۔ اور خدا کے بہتیرے فرمانون۔ اور بہتیرے حقوق کی اوس سے حق تلفی اور نافرمانیان سرزد ہون۔ طالب مقامات کے لئے تو وہ طرز بیان ہے۔ جو مروج ہے۔ اور طالب حق طالب مقامات نہین وہ تو اوس کی رضا کا طالب ہے اس لئے لازم ہوا۔ کہ مین خدا کی رضا سے آگاہ کر دون۔ جو عین اصول اخلاق ہے۔ اور اوس لئے ارکان کو بیان کر دون۔ جو ان سارے مقامات کو حاوی ہے۔ تاکہ نظر مقصود سے بے راہ نہو۔ اور اخلاق کی کل باتین بہ پابندی اصول اور بطور عبادت ابتغاءً لمرضات اللہ کے اصول پر انجام پائین۔ اور کہین پر سے عدول حکمی یا تجاوز عن الحد ہونے کا دہیہہ نہ آئے۔

Marfat.com

اصول اخلاق یا رضاے مولیٰ

خدا کی مرضی خدا کے افعال سے سمجھو۔ اوس نے تمکو پیدا کیا۔ تم مین طرح طرح کی قوتین ودیعت رکھین دنیا بنائی تو اوسے بھی طرح طرح کی نعمتون سے آراستہ کیا۔ دونون مین فطرتی تعلقات قایم کردے اس سے خدا کی مرضی تم پر کھلی ہوگی۔

خدا نے دنیا کا باغ لگایا ہے۔ اوسکی مرضی ہے کہ یہہ پھولا پھلا رہے۔ ہرا بھرا رہے۔ اس باغ کے سارے پودے اپنے اوٹھان تک اوٹھین۔ اور اپنی پوری شگفتگی پر شگفتہ ہون۔ اوسی طرح تمکو بنایا۔ طرح طرح کی قوتین تمکو دین تاکہ یہہ متضاد قوتین انسانی سرزمین مین پرورش پاکر اپنے اپنے پورے کمال و عروج پر پہونچین۔ اور یہہ قدرت کاملہ آشکارا ہو کہ اک خاکی مخلوق خلیفۃ اللہی کے تاج کا شایان ہو کر ملک وملکوتیون پر حکمرانی کرے۔

تو اے روح۔ عالم کو دیکھہ۔ اور اوسکے اسرار کو سمجھہ اپنے مین غوطے لگا۔ اور اپنی تہا ھ لے۔ تو اس باغ کا باغبان بنائی گئی ہے۔ باغبانی کر۔ دنیا کو دیکھہ۔ دنیاوی مخلوق کو۔ ان کے تعلقات کو۔ ان کے حقوق کو۔ اور اپنے کو دیکھہ اپنی قوتون کو۔ اپنے اوزار کو۔ اور اپنے فرایض اور اونکے طریقہ انجام کو۔ اگر تونے ٹھیک دیکھا۔ ٹھیک سمجھا۔ اور اپنے فرایض کی ٹھیک طور پر تعمیل کی تو یہی انسانیت اور کمال انسانیت ہے۔ خدا نے تجھے انسانی جامہ دیا ہے۔ تو انسانیت سیکھہ۔ انسان بن۔ انسان کی کمال ترقی دولت و ثروت مین ترقی کرنا نہین ہے۔ دولت و ثروت کی ترقی تو دولت و ثروت کی ترقی ہے انسان کی ترقی انسانیت مین ترقی کرنا ہے حیوانی کدورتون سے نکل کہ انسانی صفا حاصل ہو۔ دل دماغ کے زنگ کو صاف کرکہ پردے اوٹھین عشق و محبت پیدا ہو۔ تجھہ مین پرواز آئے۔ صراط اللہ تو روحانی پرواز ہے۔ خدا کا دست پدر وہ پر ندہو۔ آسمانون سے گذر۔ اور بلبل نبکر ایوان وصل کے گلزار

Marfat.com

ہین جسکا نام بہشت برین رکہا گیا ہے۔ پہچہے کر یہی اوسکی مرضی ہے۔ اور یہی بڑے برس کے دن کی کامیابی
اہنین باتون پر فکر کرنے نے بنیاد ڈالی اخلاق کی۔ اور یہی رضائے مولی کی تلاش نے ہدایت کی اصول اخلاق کی تو جتنی قوتین اور نعمتین ظاہری یا باطنی خدا نے دی ہین۔ اونکو اوہنین کامون مین لگانا جن کامون کے لئے وہ ملی ہین۔ اور اوہنین حدود کے اندر جو حدود اون کے مقرر کئے گئے ہین یہی خدا کی رضا۔ اور یہی اصول اخلاق ہے۔ اسکو علمی پیرایہ مین اصولی طور پر سمجھنا چاہو تو یون سمجھہ کہ نعماے الہیہ کا استعمال صحیح رضائے مولا اور اصول اخلاق ہے۔ اسکو قرآنی اصطلاح مین سمجھنا چاہو تو اتقا یعنی تجاوز عن الحد سے بچنا اصول اخلاق ہے۔ بات ایک ہے جب تجاوز عن الحد سے آدمی بچا تو نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح ہو گیا۔ اتقا کے معنی چوری اور زنا ہی سے بچنا نہین ہے۔ بلکہ ہر قوت اور نعمت کو نہ استعمال کرنے یا بیجا استعمال کرنے سے بچنے کا نام ہے۔
غرض یہہ یاد رکہو کہ اتقا یا نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح اصول اخلاق ہے۔
یہہ کوئی میرا انسانی خیال نہین ہین کیا اور مجھ آلودہ گناہ کا خیال کیا۔ بلکہ خدا نے ہمکو اصول اخلاق کی یہی تعلیم دی ہے۔ اوس نے فرمایا ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (التکاثر) جو نعمتین خدا نے تمہین دی ہین انکی نسبت تم سے بازپرس ہو گی۔ کہ تم نے اون نعمائے الہیہ کا استعمال کسطرح کیا۔ اگر صحیح کیا تو فائز المرام ہو گے۔ اگر غلط کیا تو اپنے کئے کو بہگتو گے ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ جو کچھ تمہارے دل مین ہے ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ خدا اوسکا حساب لیگا۔ (بقرہ ع ۴)
جو نعمتین خدا نے دی ہین۔ اور جن جن کامون کے لئے دی ہین انکی عقل و تمیز دیکر اور پیغمبر اور کتاب بہیجکر ہمکو پوری طرح ہدایت کر دی ہے۔ مذہب نے یہی تو کیا ہے۔ کہ ظاہری اور باطنی قوتوں اور نعمتون کے طریقہ استعمال اور اونکی حد بندیون سے آگاہ کیا اور ہوشیار کیا ہے۔
خدا نے اصول اخلاق کی طرح طرح سے ہدایت فرمائی ہے۔ وھو الذی جعلکم خلئف فی الارض

ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتٰکم خدا ہی نے تمکو دنیا مین اپنا خلیفہ بنایا اور ایک دوسرے کا درجہ ایک دوسرے سے بلند کیا۔ تاکہ جو کچھ خدا نے تمہین دے رکھا ہے۔ اوس مین تمہاری آزمائش کرے (انعام ۲۰) خدا نے ہمکو اپنا خلیفہ بنایا اور نعمتین دین تاکہ اصول اخلاق کی تعمیل کی آزمائش کرے کہ ہم نے نعماے الہیہ کا استعمال کس طرح کیا لیبلوکم فیما اٰتٰکم اصول اخلاق ہی کو بتا رہا ہے اس امتحان مین اگر ہمارے کارنامے ٹھیک اوترے تو نجات ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یرٰی (النجم ۳) انسان کے لئے تو وہی جو اوس نے سعی وکوشش کی عنقریب اوس کی کوششون کی دیکھ بھال ہوگی۔ یعنی تم پر جواب دہی اون قوتون اور نعمتون کی نسبت ہوگی جو تمکو ملی ہین۔ اور اون کوششون کی نسبت جو اون کو کام مین لانے کے لئے تم کروگے۔ مثلاً اگر تمکو آنکھین نہین ہین۔ کان نہین ملے عقل وتمیز نہین ملی۔ ہوش وحواس نہین ملے۔ دولت وثروت نہین ملی۔ تو ان نعمتون کی نسبت بازپرس بھی نہین۔ اگر ملین اور تم نے بیجا صرف کیا تو یہی تو ظلم اور تجاوز عن الحد ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ جس نے حد سے تجاوز کیا اوس نے اپنے اوپر ظلم کیا (طلاق ۱) ظلم بے جگہ کرنے ہی کو کہتے ہین۔ تو ظالم کو خدا پسند نہین کرتا اذکروا نعمۃ اللہ اور اشکروا نعمۃ اللہ خدا کا فرمان ہے۔ خدا کی نعمتون کو یاد کرو اور خدا کی نعمتون کا شکر کرو۔ تو یاد کرنا یہہ نہین ہے کہ زبان سے اوس کی نعمتون کو گنو۔ کہ تمہارے بیان کی قدر کی جائے کیونکہ تم گن نہین سکتے۔ یا اوس کا شکر کرنا یہہ نہین ہے۔ جیسے آجکل لوگ شکریہ ادا کرتے ہین۔ بلکہ اوس کی نعمتون کا یاد کرنا یہہ ہے۔ کہ اوسکی نعمتون پر توجہ کرو۔ کہ یہہ نعمت کیون ملی ہے اسکا مصرف کیا ہے۔ اور کس حد تک ہے۔ اور شکر یہہ ہے کہ اون کو اونہین کامون مین لاؤ جنکے لئے وہ ملی ہین۔ اور اونہین حدود کے اندر۔ مثلاً بعض قوت کی حدبندی کو بھی سمجھے بتا دینا چاہئے۔

Marfat.com

مثلاً خدا نے آنکھ دی تو اس لئے دی کہ اس سے مظاہر قدرت دیکھو کتاب اللہ سے فیض یاب ہو سکو۔ اور ضروریات فطری انجام دے سکو۔ اور علوم و فنون ایجادات و اختراعات سے خلق اللہ کی خدمت کر سکو اور خدا رسی کے ذرایع حاصل کر سکو۔ اس لئے نہین دی کہ کسی کو بری آنکھون دیکھو۔ اور نگاہ کو۔ اور نگاہ کی راہ سے دلون کو ناپاک کرو۔ اسی طرح اوس نے جوش دیا ہمت دی اس لئے کہ تم ہر طرح کی ترقی اور خدا رسی کی راہ مین تیز رفتار ہو۔ یہہ نہین کہ جوش کو غصہ بنا دو اور ہمت کو حرص و ہوس۔ علی ہذا ایسے کل اوامر و نواہی کی ہدایت جو مذہب سے ملتی ہے عقل کی صحت رفتار کی کسوٹی ہے۔

جتنی نعمتین اور قوتین تمکو ملی ہین یہہ سمجھو کہ یہ خدائی امانت ہے۔ تو اس مین خیانت نکرو یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا امنٰتکم و انتم تعلمون اے ایمان والو خدا و رسول اور اپنے آپس کی امانت مین خیانت نکرو۔ تم تو سمجھ دار ہو (انفال ۳) خدا کی امانت تو نعماے الہیہ ہین۔ اور رسول کی امانت قرآن مجید ہے جو وہ دے گئے ہین۔ اور آپس کی امانت کو ہر کوئی جانتا ہے۔ تو ان امانتون مین خیانت نکرو۔ خدا کی امانت کی خیانت یہہ ہے کہ نعماے الہیہ کو بے جگہ صرف کرو اور امانت رسول کی خیانت یہہ ہے کہ قرآن مجید کی خلاف ورزی کرو۔ اے لوگو! ایسی خیانتون سے بچو اور اصول اخلاق (اتقا) کی نگہداشت کرو۔

اس اصول کو یاد رکھنا چاہیے اور خدائی نعمتونکو خیال کرنا چاہیے کہ کون کونسی قوتین ملی ہین اور کن کن اغراض کیلئے ہر کام مین یہہ اصول مد نظر رکھنا چاہیے کہ یہہ اصول نصب العین ہو جائے اور ابتغاء مرضات اللہ خدا کی رضا جوئی روش زندگی ہو جائے۔ ریاضت و مجاہدہ یہہ ہے کہ کسی قوت کو بے جگہ نہ ہونے دو ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خدا کے نزدیک پرہیزگار بزرگ تر ہے۔

تفصیلاً قرآن مجید کی آیتین تو آیندہ دی جائینگی۔ جہان اسکی تقسیم کی گئی ہے۔ مگر یہان پر ایک بات اور خیال کرنے کی ہے۔ کہ ایک قوت کو کام مین لانے کے لئے اور قوتین درکار ہوتی ہین۔ خدا نے ان قوتون اور ان صفتون کا بھی عجب سلسلہ قایم کر دیا ہے۔ جو ظاہر سمجھ مین نہین آتا۔ اوس خدا نے جس نے ستارون مین سلسلہ اور تعلقات قایم کئے ہین۔ جو انسانی سمجھ سے برے ہے۔ اوس خدا نے

Marfat.com

جس نے وہی سلسلہ قرآن کی آیتون مین قایم کیا ہے. دونون سلسلہ ایک ہین۔ اور خدائی سلسلہ ہے۔ جو انسانی سلسلہ سے مختلف ہے. اوسی خدا نے انسانی قوتون اور انسانی صفات مین بھی اک خاص سلسلہ قایم کردیا ہے. تو جہان تک اس سلسلہ کی بافت ہوسکے ایسا کرو کہ وہ سلسلہ ٹوٹنے پائے. ورنہ یہہ عروۃ الوثقیٰ ٹوٹ جائے گا۔ اور تم زمین پر اٹکتے رہوگے۔

مثلاً خدا نے خواہش کی قوت دی. قوت فہم اسکی محرک ہوئی تو یہہ ہوس ہوئی۔ ہوس تیز رفتار ہوکر طلب ہوئی. طلب رسا ہو اس لئے اوس نے قوت محنت دی. طلب و محبت کی معتدل آمیزش سے طلب مودت ہوجاتی ہے. مودت تھکے نہین اس لئے اوس نے ہمت دی یہہ ہمت ہمت نہ ہارے اس لئے مودت مین اک حرارت پنہان رکھی. یہہ حرارت جب بھڑکتی ہے تو مودت محبت ہوجاتی ہے. ان صفات کی حفاظت اور استغنامت سے محبت رسا ہوکر خلت ہوجاتی ہے. مگر محبت خدا جلد باز ہے. اس لئے اوس نے صبر دیا. صبر سکوں بخش ہے اس لئے اوس نے مادہ شکر دیا. شکر امیدوار بنا کر باعث تو ہوتا ہے. ازدیاد نعمت کا. مگر شکر خنک رفتار ہے اس لئے ہمت توکل کے ساتھ ملی اس حال مین پہونچکر خلت عبودیت ہوجاتی ہے. اور انسان رضا کے مقام مین پہونچکر خدا کی جیتی جاگتی کل بن جاتا ہے جس سے اعمال حسنہ ڈھلنے لگتے ہین. یہ سلسلہ اک عجیب خدائی سلسلہ ہے۔ وما یتذکر الا اولوا الالباب یہ سلسلۂ صفات تو ایک علم علحدہ ہونا چاہیے. اسکی وسعت مزید تفصیل کی اجازت نہین دیتی۔ قصے بھی ہمارے فکر کرنے کے لئے خدا نے بیان کئے ہین فاقصص القصص لعلہم یتفکرون قصون مین بھی بزبان دیگر ہماری ہدایت و نصیحت ہی کی گئی ہے خدا نے فرمایا وابتغ فیما اتٰک اللہ الدار الاٰخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین (قصص) جو کچھ خدا نے تمکو دیا ہے (یہہ بہت علم ہے. قوتون کو بھی شامل ہے. اور مال و خزانہ کو بھی تاآخر مال و زر بھی تو ایک قوت ہی ہے۔) اوس سے دین کے فوائد ڈھونڈھو. اور دنیا کے فوائد کو نظر انداز نکرو (نہ دین کو

بھولو نہ دنیا کو۔ نہ تم دین سے نکل سکتے ہو نہ دنیا سے۔) تو جیسے اوس نے تم پر احسان کیا اور نعمتیں دی ہیں تم بھی احسان کی راہ چلو۔ اور دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ (کہ لگو قوتوں کو بیجا صرف کرنے) خدا فسادی کو پسند نہیں کرتا۔ ساری قوتیں ہمیں کس کام کو ملی ہیں۔ اور کن کن خدمتوں میں ان سے کام لینا چاہیئے۔ اور کس حد تک قرآن مجید میں خدا نے تعلیم فرمایا ہے۔ ربنا الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدی خدا ہی نے ہر شے کو اوسکی فطرت پر پیدا کیا ہے، اور اوسکی فطرت کے مطابق اوسکے فرائض کی ہدایت کر دی ہے۔

جب مینے اصول اخلاق کو بیان کیا کہ یہہ نعمائے الہیہ کا استعمال صحیح ہے۔ تو مجھے کسی قدر نعمائے الہیہ کو بھی بیان کر دینا چاہیئے۔

نعمائے الہیہ

ہم جہانتک غور و فکر کرتے اور ڈھونڈتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ذرہ وجود قیام و نظام وجود کا ایک جزو ہے اس لئے سارے موجودات کے تعلقات ایک دوسرے کے ساتھ ظاہر یا پوشیدہ براہ راست یا کچھ سلسلے طے کر کے وابستہ ہیں۔ ہر جزو وجود ہر موجود کے لئے اک نعمت ہے۔ کیا آسمان و کیا زمین اور جو کچھ بھی ان دونوں میں ہے۔ ہم آگاہ ہوں یا نہوں۔ مگر وہ ہمارے لئے نعمت ہے۔ اسی لئے ان پر بواسطہ یا بلاواسطہ ہماری دسترسی بھی دی گئی ہے۔ یا ہم کو ان سے فوائد بھی پہونچ رہے ہیں ھو الذی خلق لکم ما فی السموٰت وما فی الارض مگر کون ہے جو ان سب بے بہا نعمتوں کی فہرست کر سکے و ان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا

لیکن میں اس وقت اون نعمائے الہیہ کی طرف توجہ کرنی چاہتا ہوں جن پر ہمکو دسترسی دی گئی ہے۔ اور جنکے بننے بگڑنے سے براہ راست ہم بنتے بگڑتے ہیں یعنی میں اس وقت دو گھونٹ اوس نہر سے پینا چاہتا ہوں جو روحانیات اور ملکوت عالم میں بہایا گیا ہے جسکا پانی خوشگوار شیریں اور آب حیات ہے۔ وہ صفات کے جھرنے ہیں جو اخلاق کی سرزمین میں بہتے ہیں۔

اسے تجزی نما ہستی جیسے ہر کوئی ہم کہتا ہے جسکی صورت و سیرت جسم و روح سے مشترک ہے۔ اور ہوا ان

دونون سے بالاتر ہے۔ اگر اس دنیا مین معرکہ مارنے ائی ہے۔ کہ انسانیت کے زرخیز و شاداب خطہ ممالک مین بادشاہ بن کر خلیفۃ اللہی کا تاج سر پر رکھے تو جسم کے جنگی جہاز کو سامان جنگ سے اراستہ کر روحانی برقی قوت کو حرکت دے۔ کہ جہاز پوری رفتار سے روان ہو۔ دیکھہ وہ نفس و شیطان کا جہاز مقابلہ مین بھریرا اوڑاتے چلا آرہا ہے۔ ہوشیار ہو۔ ہوش وحواس کے سرچ لائٹ سے دیکھہ۔ صفات کے لشکر کو آراستگی کا حکم دے۔ عقل و خیال کے توپچیون کو ہدایت کر۔ کہ ہمت مردانہ کے ساتھہ طلب و محبت کی مشین گن کا نشانہ ٹھیک کرین۔ اور ذکر و فکر کے گولون کی ضربون سے دشمن کا جہاز ڈبودین اور برائیون کی آبادی کو خاک سیاہ کردین۔ صفات کے افواج کو دشمن کے ساحلون پر اوتار دے۔ اور اطمینان و سکون ابدی کے خزانون پر جو دشمنون سے گھرا ہوا ہے قبضہ کر۔ دیکھہ دشمن کا جہاز تیری پر ہے اور اوس کی انبوہ فوج چست و چالاک بھی ہے۔ مگر تو پرواہ نکر۔ تیرے صدق کی آبدوز کشتی اور تیرے اخلاص کا تار پیڈو اوسے آن کے آن مین تباہ کردیگا۔

اخلاق کے متعلق جو صفات با قوتین ہمین عنایت ہوئی ہین وہ منتشر نظر آتی ہین۔ اس لئے ان منتشر موتیون کو مین علمی لڑیون مین گوندہنا چاہتا ہون کہ انتشار دور ہو اور سلسلۂ اصلاح کے قایم کرنے مین سہولت پیدا ہو۔ مینے ان موتیون کی چار لڑیان بنائی ہین یعنی اصول اخلاق کے چار رکن ہین جن سے بہتیرے صفات نکلتے یا جن مین بہتیرے صفات منسلک ہین۔

(۱) قوت خیال وادراک (۲) قوت شہوت و خواہش (۳) قوت غضب و جلال (۴) قوت انضباط و اتقا۔ باقی صفات انہین صفتون کے افراط و تفریط بڑہنے گھٹنے ترکیب و آمیزش معتدل و غیر معتدل ہونے سے پیدا ہوتے ہین۔ ان قوتون کی اصلاح اصلاح نفس ہے قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو دبا دیا۔ (والشمس) اسی لیے اصلاح نفس کو خدا نے فرض و لازم کیا ہے یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم اے ایمان والو اپنے

نفس کی اصلاح اپنے اوپر لازم کر لو۔

(۱) قوت خیال وادراک کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے۔ تو اسکا جائزہ بھی وہ ضرور لیگا کہ یہہ روبراہ رہی۔ یا بدراہ ہوئی۔ یہہ اک عجیب نعمت ہے۔ بجلی سے تیز۔ روح سی لطیف۔ ساری قوتون سے قوی تر۔ اور وسیع تر ایسی کہ سارا وجود ہی خیال نظر آتا ہے۔ سارے افعال وحرکات کی کنجی یہ خیال ہے تو اس قوت کو خدا کی تعلیم کے مطابق راہ پر لگاؤ۔ افراط وتفریط سے بچاؤ۔ اور نافرمانیون مین بے راہ ہونے مت دو بالیا نہین ہے کہ یہ قوت مطلق العنان کر دی گئی ہے۔ بلکہ قوت خیال وادراک کی روک تھام کے لئے قوت انضباط وقوت انعا بھی خدا نے دی ہے۔

اگر قوت خیال وادراک کی رفتار صراط مستقیم پر ہوگی تو اوسکو اولاً اپنی ہستی کا علم ہوگا۔ کہ مین ہون۔ پھر اپنے بنانے والے کا۔ پھر اوسکی قدرتون یعنی قانون قدرت کا۔ پھر اوسکے قیام وجود کے نظم وانتظام یعنی قانون فطرت کا اس سے ضرورت محسوس ہوگی۔ رسالت اور کتب الہیہ کی۔ پھر کتاب الٰہی پر عمل موجب ہوگا۔ انسانیت کے کمال ترقی کا۔ اس سے ہوش آئیگا تحفظ نفس کا جسمین داخل ہے تحفظ ایمان۔ تحفظ جسم وجان۔ تحفظ آبرو تحفظ آزادی رائے واطوار یعنی ساری قوتون کا تحفظ جسے تحفظ نفس کہو وما یتعلق بالنفس۔ پھر اس تصحیح خیال سے حاصل ہوگی جودت۔ رائے صائب۔ جمعیت خاطر۔ بلند ہمتی۔ حکمت وفراست۔ اور عصمت۔ یہ کڑیان صفات محمودہ کی ہین۔ اور اگر یہہ قوت ادہر۔ اودہر افراط وتفریط کے گڑھے مین گری تو پل صراط کے دونون ہی جانب جہنم ہے۔

اگر قوت خیال افراط کی راہ چل کر بدراہ ہوئی تو غرور۔ ہمہ دانی زنانیت رہبانیت۔ دہریت ولا مذہبیت تک پہونچکر صفات انسانی کی بیخ کن۔ زمرۂ حیوانات مین داخل کرنے والی اور انسانیت کی منہ بولی مدعی ہوگی اور اگر یہہ قوت تفریط کی راہ چلکر بدراہ ہوئی تو ابلہی۔ حماقت۔ تنزل رائے۔ بد باطنی۔ غفلت وگمراہی بلکہ مجلبے اطمینانی تک پہونچکر صفات انسانی کی بیخ کن زمرۂ حیوانات مین داخل کرنے والی۔ اور اولئک کالانعام

Marfat.com

بل ہم اضل کی مصداق ہوگی۔ یہہ کڑیان ہین صفات مذموم کی پل صراط کے دونون ہی جانب جہنم ہے۔ مبارک وہ جو صراط مستقیم کے اس پل صراط پر پار اوتر جائے۔

(۲) قوت شہوت وخواہش کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے۔ تو اسکا جائزہ بھی وہ لیگا کہ یہہ قوت کیا کچھ حاصل کر کے لائی ہے۔ یا خیالی دوڑ مین بدراہ ہوکر آئی ہے۔

اگر اسکی رفتار صراط مستقیم پر ہوگی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً ایفائے عہد۔ امانت۔ دیانت محبت۔ رحم۔ ایثار و کرم۔ جود و سخا۔ صبر و قناعت۔ حیا و بردباری۔ توکل و رضا۔

اس قوت کو بھی اعتدال اور صراط مستقیم پر قایم رکھنے کے لئے ضرورت ہے۔ قوت انضباط و قوت اتقا کی۔

اگر یہہ قوت شہوت وخواہش افراط کی راہ پر چل کر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے مثلاً حب دنیا بخل۔ خیانت حرص و طمع۔ حسد و بہتان فخر و اسراف۔ کبر و غرور۔

اور اگر یہہ تفریط کی راہ چلکر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہونگے۔ مثلاً سستی۔ نامردی پست ہمتی شکوہ و شکایا جزع و فزع وغیرہ۔ پل صراط کے دونون ہی جانب جہنم ہے۔ مبارک وہ جو صراط مستقیم کے اس پل صراط پر اوتر جائے۔

(۳) قوت غضب جلال کو لو۔ خدا نے جب یہہ قوت اور نعمت تمہین دی ہے تو اسکا جائزہ بھی وہ ضرور لیگا کہ یہہ قوت کیا کچھ حاصل کر کے لائی ہے یا بدراہ ہوکر آئی ہے۔

اس قوت کو بھی صراط مستقیم پر قایم رکھنے کے لئے قوت انضباط و قوت اتقا کی ضرورت ہے۔

اگر یہہ قوت غضبی صراط مستقیم پر ہوگی۔ تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً حفظ اللسان۔ عجز و انکسار۔ تواضع و ملنساری خوش و نرمی عفو و درگذر حلم و تحمل صدق و راستی صبر و شکر علو ہمت شجاعت استقلال استقامت اور شجاعت وغیرہ

اور اگر یہہ قوت غضبی افراط کی راہ چل کر بدراہ ہوئی تو اس سے اور صفات پیدا ہون گے۔ مثلاً تمسخر آوازے کسنا۔ ترک ملاقات۔ صلہ رحمی کو توڑ دینا۔ مار پیٹ۔ گالی گلوج سخت دلی و درشت مزاجی۔ کینہ۔ تعصب عداوت بغض تہور قتل و ظلم وغیرہ۔

Marfat.com

اور اگر یہ قوت تفریط کی راہ چل کر بدراہ ہوئی۔ تو اس سے اور صفات پیدا ہوں گے۔ مثلاً بزدلی۔ سخن چینی۔ دوروئی۔ چغلخوری۔ غیبت اور نفاق وغیرہ۔

صراط مستقیم پل صراط ہے۔ اسکے دونوں جانب افراط و تفریط کا جہنم ہے۔ مرد میدان وہ ہے جو اس پل صراط کو پار اوتر جائے۔

(۴) اخلاق کے چوتھے رکن قوت انضباط و اتقا کو لو۔ یہ تینوں ارکان اخلاق جو اوپر بیان ہوئے۔ ان سب کو جادۂ اعتدال پر رکھنے کے لئے قوت اتقا کی ضرورت ہے۔ وہ ساری قوتیں بے قوت اتقا کے صراط مستقیم پر رہ سکتی ہی نہیں۔ اسی لئے اس قوت کی بڑی منزلت ہے۔ خود خدا نے فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم۔ جو متقی تر وہ عند اللہ بزرگ تر۔ قوت اتقا کا فرض ہے کہ وہ ساری قوتوں کو افراط و تفریط کی راہ سے بچائے۔ کیونکہ یہی افراط و تفریط ظلم ہے۔ جو خدا کو پسند نہیں۔

اگر یہ قوتیں قوت اتقا کی قوت سے نہ ڈگیں تو یہ نعمائے الہیہ کا صحیح استعمال ہوگا۔ ایسی صورت میں یہ قوتیں مع اپنی فروع قوتوں کے اخلاقی دائرہ کو جن کا بیان اسی کے ساتھ آتا ہے۔ بہ احسن وجوہ سے طے کریں گی۔ اور انسان کو اوسکے فرائض سے سبکدوش کرکے کامل انسان بنائینگی۔ جو مرکب القوائے انسان کی پیدائش کی غرض و غایت ہے۔ ورنہ حفظ نفس کا قلعہ ٹوٹ جائے گا۔ اور نامرادی کی فوج لوٹ لیگی۔ اور نفس و شیطان مصائب و آلام سے بھرے جہنم کے جیل میں قید کرلینگے۔

خدا نے فرمایا ہے انا ھدینہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔ اے لوگو! خدا نے جنت و جہنم کی راہ بتادی۔ اور جسطرح تمکو قوتوں اور نعمتوں سے مالا مال کیا اوسی طرح اوس نے خفیف سا اختیار بھی دیدیا کہ جدہر چاہو جاؤ تمہیں اختیار ہے۔ پھر اگر جہنم کی راہ لو تو تم آپ گئے۔ آپ مصیبتیں جھیلیں خدا کو ظالم کیوں کہو اپنا کیا پانے آگے

تقسیم اصول اخلاق

اصول اخلاق کے دو عملی دائرے ہیں۔ اللہ کا حق اور ماسوائے اللہ کا حق۔ اور مرکز دائرہ خود نفس انسانی ہے۔

۱

Marfat.com

(۱) اللہ کا حق ایسا وسیع دائرہ ہے۔ جو سارے دوائر کو محیط ہے۔ اور اوس سے منسلک دو دائرے باریک ہین۔ ایمان وعمل کمان کی طرح۔

(۲) ماسوی اللہ کا حق بھی اک علحدہ دائرہ ہے جس سے منسلک دو باریک دائرے ہین۔ حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان۔

جبکا نصب العین یہہ دائرہ محیط رہے گا۔ اوسکی نظر موحدانہ توحید کی ہو گی۔ اور وہ ان سارے دوائر کو اپنے احاطہ مین پائیگا۔ اور لپیٹے ہین۔ اور جبکا نصب العین دائرہ محاط ہو گا۔ اوسکی نظر مشرکانہ ہو گی تو دوائر کی چکیان اوسے پیس ڈالین گی۔ کیونکہ محافظ سارے دوائر کا دائرہ محیط ہی ہے۔

دائرہ کے لئے مرکز ضرور ہے۔ اس لئے پہلے مین مرکز کو بیان کرون گا۔ پھر دوائر کو بیان کرون گا۔ پہلے بیان کیا ہے کہ مرکز دوائر خود نفس انسانی ہے۔ نفس انسانی ہی نہو تو تعلقات کس سے اور حقوق کس کی

مرکز اخلاق

مرکز اخلاق نفس انسانی ہے۔ پہلا خیال تو یہہ کہ ہم ہین اس لئے پہلا حق اپنا آپ اپنے اوپر ہے۔ وہ حق یہی اصول اخلاق کا برتنا ہے۔ جو نعمتین خدا نے ہمکو دی ہین اونکا صحیح استعمال کرنا۔ اور جن خدمات و فرائض کے لئے وہ ہمین ملی ہین۔ اونہین مین لگانا انسانیت اتم اور یہی کامل انسان بننا ہے۔ اور یہی اپنا حق آپ اپنے اوپر ہے لتسئلن یومئذ عن النعیم ساری نعمتون کی نسبت بازپرس ہو گی کہ انہین تم کسطرح کام مین لائے۔ یہہ اصول اخلاق اوس نے بتایا ہے۔ تو یہہ بھی بتا دیا ہے یاایھا الذین امنو علیکم انفسکم۔ یہی مرکز اخلاق ہے۔ ایمان والو اپنے نفس کی اصلاح اپنے اوپر لازم کر لو (مائدہ ع ۱۴) ہمارے نفس کی اصلاح اسی مین ہے کہ ہماری ساری قوتین ظاہری ہون یا باطنی سب اپنی اپنی جگہ پر صرف ہون کوئی قوت بے جگہ ہوئی تو فساد ہوا۔ ان قوتون کا اپنی جگہ پر صرف ہونا ہی حدود اللہ ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا۔ اوس نے اپنے نفس پر ظلم کیا (طلاق ع ۱)۔

Marfat.com

اے لوگو! خدا کے باغ کے پھولے پھلے درخت بنو۔ انسان ہو تو انسانیت سیکھو۔ یہہ نہ سمجھو کہ ساری نعمتوں کو اپنی جگہ پر صرف کرنا محالات سے ہے۔ ہمارے رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے تو بھیجے گئے کہ آپ نمونہ بنیں۔ اور ہدایات ربانی کو برت کر دکھا دیں کہ یہہ ہدایتیں انسان ہی کے لئے تو ہیں۔ دیکھ لو سارے متضاد صفات بیک وقت اپنے اپنے درجہ کمال پر آپ کی ذات سے ظاہر ہوئے جتنی ہدایتیں قرآن مجید میں ہیں۔ اونکی عملی صورت آپ کے افعال مقدس تھے۔ دو نو اتم۔ دو نوں کامل کسی دشمن خدا و رسول نے بھی یہہ زبان سے نہ نکالا کہ آپ قرآن میں کچھ فرماتے ہیں۔ اور کرتے کچھ ہیں۔ جو قول وہ فعل میدان کارزار انکی جگہ ہے کہ جوش و غضب اپنے کمال درجہ پر پہنچا وسوقت بھی آپکے رحم و عفو کا درجا اوس سے گھٹا ہوا نہ تھا وہ دشمن خون کا پیاسا تائب ہو اسلمان ہو امستحق کرامت ہوا گلے سے لگا لیا گیا۔ جود و سخا نے خزانے لٹائے اوس پر بھی کفایت شعاری کا خزانہ بھر بھرا ہی رہا ایسے ہی سارے صفات جو قوت جس مصرف کیلئے ملی وہ بے جگہ نہوئی بدراہ نہ ہوئی اور کسی دوسری قوت سے دبا دی گئی یہ دو متضاد قوتوں کے جھرنے اسطرح جاری ہوئے جیسے مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان (الرحمٰن) خدا نے دو سمندر چلا دئے کہ دو نوں آپسمیں ملتے ہیں اور بیچ میں اک پردہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملتے نہیں دیتا یہہ ہے کمال انسانیت اور یہہ ہے شان عبودیت جو آپ سے ظاہر ہوئی۔

اسی کو خدا نے فرمایا واقصد فی مشیک (لقمٰن ع۲) اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو کہ ساری قوتیں کمال اعتدال پر رہیں۔

اپنی حفاظت کے لئے خدا نے فطرتاً دو قوتیں ہمیں دیں۔ قوت انتقام بھی اور قوت معاف بھی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ برائی کا بدلہ تو اوسی درجہ تک برائی ہے۔ ہاں جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اوسکے اجر کا ذمہ دار خدا ہے (شوریٰ ع۴) یہہ انتقام کوئی کم درجہ کی بات نہیں۔ بلکہ یہہ تو قوت انتقام کی خوراک دی گئی ہے کیونکہ مسلمانوں کی تعریف میں خدا نے فرمایا والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون مسلمان وہ ہیں کہ جب اون پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلا لیتے ہیں۔ بہت سی جگہ معاف کرنا ظلم اور

Marfat.com

بدلا لینا موجب اصلاح ہے. خدائی قانون دوسرا گال پیش کرنا نہین ہے. کیونکہ یہہ خلاف فطرت ہے جیسے ظالم کو پیار کرنا کہ خدا بھی تو ظالم کو پیار نہین کرتا. غرض انتقام اور عفو دونون قوتون کو اپنی اپنی جگہ پر کام مین لانا سیانہ روی ہے. یہہ تو ظاہری حفاظت ہوئی.

باطنی حفاظت کی نسبت جو حقیقی اصلاح ہے خدا نے فرمایا. یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا. ایمان والو! اپنے کو اور اپنے گھر والون کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (تحریم ع۱) یعنی گھر والون کے لئے نمونہ بنو. تم بنے تو تمہارا گھر بنا. تم بگڑے تو گھر بگڑا. اپنی اصلاح کرو کہ جہنم سے بچو. اور یہی گھر والون کو بھی جہنم سے بچانا ہے.

جنگ کے وقت بھی جاہلانہ بہادری اخلاق کے خلاف ہے. مارنے مرنے کو بھی جاؤ اوسوقت بھی اپنی حفاظت اور بچاؤ سے غفلت نکرو یا ایھا الذین اٰمنوا خذوا حذرکم یعنی مومنو! اپنی حفاظت کا سامان کرلیا کرو (النساء ع۱۰) بمقابلہ بد دشمن اپنی حفاظت ضرور ہے. دشمن ظاہر ہو تو پوشیدہ ہو تو اسی اصول پر شیر کے غار سے سانپ کی بانبی سے. یا جہان عارضہ فصلی یا طاعون کے زہریلے کیڑے پھیل جائین وہان رہنے یا وہان جانے سے احتراز لازم ہے. اسوجہ سے بھی کہ یہہ بیماریان عذاب ہین اور جہان خدا نے عذاب بھیجا ہے وہان سے پیغمبرون کو نکل جانے کا حکم دیا ہے. اور اون کے ساتھہ مومنون کو بھی حضرت نوح علیہ السلام سے کشتی بنوائی حضرت لوط علیہ السلام کو شباشب شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ پیچھے پھیر کر دیکھو تک نہین یہہ قصون مین ہماری تعلیم ہے کہ اپنی حفاظت کرو. جیسا کہ اس آیت مین حکم دیا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اپنے ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو. ایسی بلاؤن کی جگہ مین بغیر قوت مقاومت کے رہنا یا جانا شیر کے منہ مین جانا اور اپنے کو ہلاکت مین ڈالنا ہے. یہہ انسانی فرض ہے کہ انسان عطیات الٰہی کو یعنی اون قوتون کو جو اوسکو ملی ہین کام مین لائے. اور ضایع و برباد نہ کرے. اسی لئے رہبانیت ممنوع ہوئی خلوتون مین بند ہو جانا. یا شترِبے مہار مارے مارے پھرنا آسان ہے. مگر متضاد قوتون کو

پرورش کرنی اور اونکو بے جگہ ہونے دینا یہی انسانیت ہے جسکا انجام حیوانی فطرت سے ناممکن ہے۔ بجائے اسکے کہ نفس کو مارو نفس کا تزکیہ کرو۔ اور بجائے اسکے کہ اک اک صفت پر قدم راست کرو۔ کہ صفات سے بھرے اور زندگی تھوڑی ہی تم کو چاہیئے کہ رضائے مولا پر قدم راست کرو۔ اور رضائے مولا وہی اصول اخلاق ہے۔ یعنی عطیات الہی کا صحیح استعمال۔ اور یہہ حاصل ہوتا ہے دوام حضور سے۔ اور دوام حضور خدا کی پاک اور خالص محبت سے۔ اور یہہ محبت حاصل ہوتی ہے پاس حواس اور پاس انفاس سے۔ اور پاس حواس اور پاس انفاس حاصل ہوتے ہین۔ ذکر و فکر کے صحیح اوترنے سے۔ اور ذکر و فکر کا صحیح انجام پاجانا موقوف ہے۔ طلب و انابت کے پیدا ہونے پر ذٰلِكَ فضل اللّٰه یوتیه من یشاء من عباده۔

مرکز اخلاق یعنی اپنی اصلاح کی آیتین جسکو تصفیہ و تزکیہ نفس کہو۔ قرآن مجید مین بہتیری ہین۔ قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرو۔ اتنا کچھ جو لکھا گیا یہہ بہت کافی ہے۔ المختصر اصول اخلاق کو مد نظر رکھ کر اپنی ان چارون قوتون کی نگہداشت رکھو جو اوپر بیان ہوئین کہ یہہ افراط و تفریط مین نہ پڑنے پائین یہی اپنی اصلاح ہے۔

دوائر اخلاق

سب سے جلی اور دائرہ محیط اللہ کا حق ہے۔ اور اسی کے ساتھ منسلک دو دائرے ایمان و عمل کے ہین۔ چاہتا تو تھا کہ مین ان تینون دائرون کو ساتھ ساتھ بیان کرون مگر مزید وضاحت کے خیال سے مین ان تینون کو الگ الگ سرخیون مین بیان کرتا ہون۔

اللہ کا حق

اللہ کا حق انسان پر یہی ہے کہ اسکی رضا کی تعمیل کی جائے۔ اور وہ اصول اخلاق یعنی عطیات الہی کا صحیح استعمال ہے اوسکی مرضی ہے کہ جتنی قوتین اور نعمتین اوس نے دی ہین۔ ظاہری ہون تو باطنی ہون تو اونکو اونہین خدمات مین لگانا جن اغراض کے لئے وہ ملی ہین اور اونہین حدود کے اندر جو اوس نے رسول بھیجکر کتاب بھیجکر اور عقل دیکر باندہے ہین۔ یہہ خدا کا حق انسان پر ہے۔

Marfat.com

رسول و کتاب بھیجکر جو کچھ اوس نے مکلف کیا تو اوس نے تکلیف مالا یطاق نہین دی لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا وہ تکلیف مالا یطاق دیتا ہی نہین (الطلاق ع ۱) اوس نے اوڑ نے کو نہین کہا کہ پر نہین دئے نہ اندہون کو دیکھنے نہ بہرون کو سننے کو کہا کہ آنکھ کان نہین دئے۔ اور جسکو دیا ہے۔ وہ جواب طلب بھی ہے ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا آنکھ کان اور دل سب سے پوچھا جائیگا (بنی اسرائیل ع ۴)

خدا نے انسان کو قوتین دین۔ کمانے کہانے کی بھی۔ نفع حاصل کرنے اور نفع پہونچانیکی بھی۔ عبادات کے لئے بھی۔ معاملات کے لئے بھی فاذکروا نعمۃ اللہ اور وشکروا نعمۃ اللہ اوسکی نعمتون کو یاد کرو۔ کہ اون کو تفصیل مین سمجھو اور اون کا شکر کرو کہ وہ اونہین مقاصد مین صرف ہون جن کے لئے وہ ملی ہین۔

جو کوئی کسی نعمت سے محروم رہا۔ اوس پر اوسکی تعمیل نہ رہی۔ دیکھ لو اوس نے عقل دی تو عقل کے فرائض ٹھیرا دئے عقل لے لی تو دیوانہ کو غیر مکلف بھی بنا دیا جسکو ہوش نہین اوس پر کوئی حکم نہین۔ اور جسکو سب کچھ ہے اوس پر سب کچھ ہے۔

اللہ کا حق تو کہنے کو ہوا۔ مگر ساری قوتون سے تم اپنا ہی کام لیتے اور اپنا ہی بگاڑتے بناتے ہو۔ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلہا اگر بھلائی کی تو بھی اپنی اور برائی کی تو بھی اپنی۔ (بنی اسرائیل ع ۱)۔

ایمان

اس مین داخل ہے ایمان باللہ ۱ ایمان بالرسل ۲ ایمان بالکتب ۳ ایمان بالملئکۃ ۴ ایمان بالیوم الآخرۃ ۵

قوت خیال و ادراک کی صحیح رفتاری سے قوت ایمانیہ پیدا ہوتی ہے۔ ایمان بھی گویا اک فطرتی قوت ہے جس سے کوئی انسان خالی نہین۔ علما نے علم سے عقلا نے عقل سے حکما نے فہم و فراست سے۔ جہلا نے اپنی مجبوریون سے ضرور کسی نہ کسی کو معبود مانا اور اوسکے آگے گردن جھکائی ہے جنگلیون کو دیکھو مادی فطرت بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے عجز و مجبوریون کو محسوس کرے۔ اور اک وجود اعلیٰ کے آگے جس پر اوسکی سمجھ قناعت کرے گردن جھکائے فطرت مختلف ہونے لوگون کو لائی اور کسی نہ کسی شکل و صورت مین پرستش کراکے رہی۔ تو کسی نے آفتاب و

ستارون کو پوجا کسی نے انسان کو جسمین کوئی قوت یا حیرت انگیز چیز پائی اوسی کو پوجنے لگے۔ جھنڈے کے شیر کو ہوا نے حرکت دی سمجھے کہ یہہ شیر کا حملہ ہے سمجھ پہلی ہی منزل مین تھکی تو لگے سلاطین اولیاؤن ورپیغمبرون کو پوجنے حیوانون کو پوجنے۔ درخت یا پہاڑون کو پوجنے۔ غرض یہہ اک فطرتی قوت انسان کو عنایت ہوئی ہے۔ انسانی فرض یہہ ہے کہ وہ قوت ایمانیہ کو بے جگہ ہونے سے روکے اور اپنی جگہ پر صرف کرے بے جگہ ہونا خلق و ماسوا پر ایمان لانا ہے اور جگہ پر صرف ہونا خالق ور خدا پر ایمان لانا ہے۔

یہی قوت ایمانیہ کا اپنی جگہ پر صرف ہونا اور خدا پر ایمان لانا ساری نیکیون کی جڑ ہے۔ اور یہہ بدیہی ہے۔
مثلاً اگر کسی کے کان میری باتین سن رہے ہون اور آنکھ تماشہ دیکھنے مین مصروف ہو۔ اور دل کسی کی محبت کا گرفتار ہو اور دماغ کوئی مسئلہ ریاضی کا حل کر رہا ہو تو بتاؤ اس تشتت احوال مین اوسکا کونسا کام صحیح اور بامراد ہوگا۔ اور وہ کیون مخبوط الحال نہ سمجھا جائیگا۔ ہر کام کے لئے مواجہہ صحیح ضروری و لازمی ہے اور اسی کا نام نیت ہے۔ اس لئے اپنے حواس ظاہری اور باطنی اور اپنے اعمال کی نیتون کو یکسو کرو۔ اس یکسوئی کا صحیح ہونا ایمان باللہ ہے اور یہی ساری کامیابیون کی جڑ ہے۔ اس جہان مین بھی۔ اوس جہان مین بھی۔ جسطرح خدا کی صفت قدرت کو مظاہر کے ہر جزو مین دخل و تصرف ہے اوسی طرح قوت ایمانیہ کو انسان کے ہر عمل مین دخل و تصرف ہے۔
انسان کو یہہ کون بتائے کہ قوت ایمانیہ بلکہ ساری قوتین کس طرح راہ پر لگائی جائین کہ بامراد ہون۔ تو خدا کی مہربانی دیکھو کہ اوس نے اپنی کتاب بھیجی اور اپنے برگزیدہ رسول بھیجے۔ تاکہ کتاب اللہ سے لوگ واقف ہو جائین کہ قوتین کسطرح کام مین لگائی جائین کہ کامیاب ہون۔ کتاب نے تعلیم دیدی مگر تعلیم بے تربیت باثمر نہین ہوتی۔ رسول اسی لئے آئے کہ وہ برت کر دکھادین اور تربیت کرین۔ تعلیم و تربیت سے منہ موڑنے والا جہالت کے گڑھے مین نہ گرے تو کیا کرے اس لئے خدا پر ایمان کے ساتھہ ساتھہ رسول پر جو خدا کی کتاب لائے اور کتاب پر جو رسول لائے اور فرشتے پر جو کتاب لایا ایمان لانا ضرور ہوا۔ مگر دار الجزا ہی نہو تو اعمال بے جزا کون کریگا۔ کس نتیجہ کی امید پر اس لئے یوم آخرت پر بھی ایمان لانا ضرور ہوا۔ اگر کتاب اللہ پر ایمان نہو تو عقل نا تمام کے پاس کونسی چیز ہوگی جو یہہ

Marfat.com

بتائے کہ قوت ایمانیہ اور نعماء الہیہ اپنی اپنی جگہ پر کام میں آئے۔ یا بے جگہ ہو کر رہے۔ اسی طرح آخرت پر ایمان نہو تو عقل بدراہ ہو جائے گی۔ صفات حسنہ ذمایم سے بدل جائینگے۔ تمدن کا قانون درہم برہم ہو جائے گا۔ اور انسانی زندگی اک بے باک حیوانی زندگی ہو جائے گی اس لئے خدا اور رسول و کتب و ملئکہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی وجہ نہین کہ انسان اپنی کل قوتون کو اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی حد پر صرف کرے۔ اور نفس و خواہشات پر غلبہ حاصل کر کے خدا کی نعمتون سے فیض یاب ہو۔

یون قرآن مجید مین آیتین تو بہتیری ہین جن مین خدا اور رسول و کتب و ملائکہ و یوم آخرت پانچون پر ایمان لانا ضرور اور مامور ہے کیون کہ ان سب پر ایمان لانا ایمان باللہ مین گویا داخل ہے۔ مگر یہان پر دو آیتین دینی کافی ہین

۱ لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین الخ (بقرہ ۲۲)

۲ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علٰی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیدا۔

حضرت رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہر عقیدہ اور ہر خیالات کے لوگ تھے کافر تھے مشرک تھے تثلیث کے ماننے والے اہل کتاب تھے۔ دہریئے تھے بعض خدا کے سوا سب کے منکر بعض سب رسولوں کے بعض بعض رسولون کے منکر تھے بعض کتابون کے منکر بعض یوم آخرت کے منکر۔

خداوند عالم نے وہرے کہ مقابلہ مین جو کسی کو نہ مانتے تھے حکم دیا کہ اللہ و رسولون کتابون ملائکون اور قیامت پر ایمان لاؤ۔ جیسا کہ مثالاً دو آیتین اوپر دی گئین۔

اہل کتاب تثلیث کے ماننے والے خدا کے مشرک تھے اونکو فرمایا یا اھل الکتاب تعالوا الٰی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ (اٰل عمران ۷) اے اہل کتاب آؤ اوس کلمہ کی طرف جسمین ہم تم متفق ہین کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرین گے۔

Marfat.com

جو اور سب پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر ماسوا کی عبودیت کرنے لگے تھے۔ یا کسی طرح صرف خدا کے منکر تھے۔ اونکو فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (احقاف ع۲) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور وہ اس پر آخر دم تک سیدھے رہے تو اونکو نہ خوف ہوگا۔ نہ وہ محزون ہوں گے۔ اور بات بھی یہی ہے کہ اس دنیا مین بغیر توحید تسلیم کئے ہوے خوف و غم سے نجات نہین۔ وہ توحید ہی ہے۔ جس سے چھٹنے سے خوف و غم سے نجات ہوتی ہے۔

یہہ منکرین خدا کو توحید تبلیغ کی گئی ہے اسکے یہہ معنی نہین کہ صرف خدا ہی کو ماننا کافی ہوگیا اور موجب نجات۔

جو خدا اور رسول دونون کے منکر تھے۔ وہ مخاطب ہوے کہ خدا ور رسول دونون پر ایمان لاؤ۔ امنوا باللہ ورسولہ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ اون پانچون مین خدا اور رسول ہی پر ایمان لانا کافی ہوگیا۔ اور موجب نجات۔

جو منکر رسالت تھے اونکے مقابلہ مین ایمان بالرسول خصوصیت کے ساتھہ بھی موکد ہوا۔ یایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ ایمان کے دعوے کرنے والو خدا سے ڈرو اور رسول پر ایمان لاؤ۔ (حدید ع۴)

دہریون یا تثلیثیون کو خدا نے جو توحید کی دعوت دی تو اس سے کچھہ لوگ یہہ خیال کرنے لگے کہ صرف خدا ہی پر ایمان لانا ضروری اور باعث نجات ہے۔ اور رسالت کی غایت بھی یہی ہر رسول توحید ہی کو منوانے آئے تھے نہ اپنے کو منوانے۔ مجھے اس خیال والون کی تردید کرنی ہے۔ اور یہہ دکھانا ہے کہ ایمان کے پانچون ارکان جو اوپر بیان ہوے یعنی خدا۔ رسول۔ کتاب۔ ملائکہ۔ اور روز آخرت ایمان لانے کے لیے سب کو یکجائی بھی خدا نے فرمایا ہے۔ اور الگ الگ بھی۔ الگ الگ بیان کرنے کی وہی وجہ ہے جو بیان ہوئی کہ جسکا منکر وہ اوسکا مخاطب ورنہ جہان صرف ایمان بالملئکہ یا ایمان بالاخرت کو فرمایا تو کیا اسکے یہہ معنی ہون گے کہ توحید و رسالت کی ضرورت نہین۔ ان پانچون مین سے کسی ایک پر ایمان لانا کافی ہے۔ رسول تو اپنے کو منوانے نہین آئے مگر خدا تو رسول کو منوا رہا ہے۔ کہ سبب اسکے وہ اپنے کو کیونکر منوائے۔ اسلئے ایمان بالرسالت کو کسطرح خدا فرما رہا ہے۔ کہ کسی ایک رسول کا منکر حقیقی کافر ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ

Marfat.com

ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا ۔
جو خدا اور اوسکے رسولون کا انکار کرتے ہین ۔ اور کہتے ہین کہ ہم بعض کو مانتے اور بعض کو نہین ۔ اور وہ کفر و ایمان کے بین بین اک راہ نکالنی چاہتے ہین تو یقیناً ایسے ہی لوگ کافر ہین (مائدہ) قانون خداوندی تو ایک اسلام ہے ۔ اس لئے کسی ایک رسول کا منکر قانون الہی کا منکر ہوگا ۔ اور وہ باغی و سرکش سمجھا جائیگا ۔
یہہ خدائی حق ہے ۔ کہ خدا اور اوسکے سارے رسولون پر بلا تفرقہ ایمان لاؤ اور قوت ایمانیہ کو صحیح راہ پر چلاؤ ۔
اسی طرح ایمان بالکتب سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ۔ مثلاً ایک آیت کافی ہوگی ۔ خدا نے قرآن کی نسبت فرمایا امنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ قرآن پر ایمان لاؤ جو کتب ماسبق کا مصدق ہے اور سب سے پہلے تمہین اوسکے کافر نہ ہو (البقرہ) صرف قرآن کے منکر کو خدا نے کافر فرمایا ۔
آخرت پر ایمان نہو تو کتاب اللہ پر عمل ہی نہو ۔ یہہ تو ایمان کی کڑیان ہین ۔ ساری برائیون کی جڑ تو آخرت پر ایمان نہین لانا ہے ۔ ان الذین لا یومنون بالآخرۃ مثل السوء بری بری باتین تو اونہین کے مناسب حال ہین جو آخرت پر ایمان نہین لاتے (نحل) ان الذین لا یومنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون ۔ جو آخرت پر ایمان نہین لاتے وہ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہین (مومنون) صراط مستقیم تو اسلام ہی کو کہتے ہین اور اسلام سے ہٹنے کے معنی کفر کے ہوئے ۔ یا ضلالت کے فماذا بعد الحق الا الضلال ۔ خدا نے فرمایا من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین بعض لوگ کہتے ہین کہ ہم خدا ۔ اور روز آخرت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہین ۔ خدا کے ساتھہ آخرت پر ایمان لانا بھی کافی نہین ۔ غرض پانچون پر ایمان لانا ضرور ہے ۔ اور یہی قرآن مین مامور ہے ۔ ورنہ ۔ تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض ۔

عمل

اسمین داخل ہین اعمال ظاہری اور باطنی دونون ہی ۔ جسم تو جائے سکونت ہے ۔ اور روح اسمین مقیم اس لئے اصل باطنی اعمال ہین ۔ اور ظاہری اوسی درجہ پر جس درجہ روح کا تعلق جسم کے ساتھہ ہے ۔

Marfat.com

خدا نے جسطرح ایمان کی تاکید فرمائی۔ اوسی کے ساتھہ ساتھہ عمل صالح کی بھی اور عمل غیر صالح کا امتناع۔ اس سے سمجھو کہ جو قوتین ہمکو ملی ہین وہ اعمال صالحہ کے لئے ہین۔ اعمال غیر صالحہ کے لئے نہین۔

امنوا و عملوا الصلحت سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ سارے رسولون کو خدا نے حکم دیا یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اے رسولو! پاک چیزین کھاؤ اور عمل صالح کرتے رہو (مومنون ۴) رسول سنتے پوری تعمیل کی اسی لئے رسولون کی تعریف خدا نے صالحین سے کی ہے۔ اور سب کو صلحا مین شمار کیا ہے یہہ ازلی حکم ہے جو مٹنے کا نہین۔

اعمال صالحہ وہ اعمال ہین جو مطابق رضائے مولا کئے جائین اور یہی تو اصول اخلاق ہے۔ نعمائے الہیہ کا صحیح استعمال یہی ہے جو مطابق ہدایات ربانی ہو۔ اسی کا شرعی نام عمل صالح ہے۔ اسلام نے یہی تو کیا ہے کہ ساری قوتون اور نعمتون کے طریقہ استعمال کو بتایا۔ اور اون کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے۔

اعمال صالحہ کے یہہ معنی نہین کہ بظاہر اچھے نظر آئین بلکہ اعمال صالحہ وہ اچھے کام ہین جو خالصاً لوجہ اللہ کئے جائین۔ اور یہی دینی اعمال ہین ورنہ وہ اچھے کام بھی جو لغیر اللہ کئے جائین نماز و روزہ ہی کیون نہو وہ اعمال صالحہ نہین۔ اصل چیز نیت ہے انما الاعمال بالنیات۔ بیٹا مواخذہ نیت پر ہے من یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا ومن یرد ثواب الاخرۃ نوتہ منہا جیسا تخم ویسا پھل جیسی نیت ویسی برکت۔

ایمان ایک روحانی دعوے ہے۔ اور دعوے بے دلیل باطل۔ اس لئے دلیل درکار ہے۔ دعویٰ ایمان کی دلیل اعمال صالحہ کے سوا اور کوئی ہو نہین سکتی۔ اگر دلیل صحیح پیش ہوئی تو دعوے سچا۔ ورنہ منافقون کا سا دعوے ہوگا محض جھوٹا ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمؤمنین (بقرہ ۲) مین داخل ہو کر بولا ایمان۔ دعوے بے دلیل بیجے قابل اعتبار نہین۔

ہمنے دائرہ محیط اللہ کا حق۔ اور اوس کے دونون دائرے ایمان عمل کو بیان کیا۔ اب حقوق ماسوے اللہ کو بیان کرنا ہے۔

Marfat.com

ماسوی اللہ کا حق

دوسرا دائرہ جلی ماسوی اللہ کا حق ہے اور اوسکے ساتھہ منسلک دو دائرے حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان کے ہین ان کو بھی مین الگ الگ بیان کرونگا۔

جتنی قوتین اور نعمتین خدا نے ہمکو دین۔ اون کے کچھ تعلقات تو بینی و بین اللہ ہین۔ اور کچھ تعلقات بینی و بین غیر اللہ ہین۔ اللہ اور غیر اللہ سے میری مراد تنزیہہ و ظہور سے ہے تعلقات بینی و بین اللہ کو مینے بیان کیا۔ اب تعلقات بینی و بین غیر اللہ بیان کرنا ہے جسطرح تنزیہہ کا حق ہے ظہور کا بھی حق ہے۔ گرچہ تنزیہہ ظہور کو محیط ہے۔ مجھے کیفیات حقیقت بیان کرنا جایز نہین۔ چونکہ یہہ روش شریعت کے جو عین طریقت و حقیقت ہے خلاف ہے۔ شریعت کو بیان کیفیات سے احتراز ہے۔ یہہ مینے صرف ماسوے اللہ کی تشریح کردی کہ اس اصطلاح سے میری غرض کیا ہے۔

المختصر جس عالم مین خدا نے ہمکو پیدا کیا تو ہمارے تعلقات بھی اوسکے ساتھہ وابستہ کر دیئے۔ اور اون کی مناسبت سے قوتین بھی دین بس جتنے تعلقات جسکے ساتھہ ہمارے ہون اوتنے اوسکے حقوق ہم پر ہین اور جب قوتین ان خدمات کے لئے ملی ہین۔ تو خدا کی مرضی صاف کھل گئی کہ وہ حقوق ادا کئے جائین۔

جتنی قوتین اور نعمتین خدا نے ہم کو عنایت کین ان مین سے بعض کو کام مین لانے کے لئے ہم دوسرونکے محتاج نہین ہین جنگل اور کوٹھریون مین بند ہو کر بھی ہم اون قوتون کو کام مین لا سکتے ہین اون کو کام مین لانا اللہ کا حق ہے جسکا بیان ہو چکا۔ اور بعض قوتون اور نعمتون کو کام مین لانے کے لئے ہم دوسرون کے محتاج ہین۔ گرچہ وہ بھی اللہ ہی کا حق ہے۔ کیونکہ حق اللہ کا دائرہ سب کو محیط ہے۔ مگر چونکہ اونکی ادائیگی مین ہم دوسرونکے محتاج ہین اس لئے اسکو ماسوے اللہ کا حق مین لکھتا ہون۔ مثلاً حقوق انسان اور حقوق ماسوائے انسان ان حقوق کی ادائیگی مین ہمکو انکی طرف توجہ کرنا ہے۔

Marfat.com

حقوق انسان

اصول اخلاق اور اوسکے چارون ارکان کو اچھی طرح دہیان مین رکہو اوسکے ساتہہ حقوق پر توجہ کرو جوتم پر اوسی خدا کی طرف سے ہین جس نے تمہین توفیق اور نعمتین دی ہین ۔

حقوق انسان مین داخل ہین ۔ اولاً والدین[١] ۔ پہر اقربا[٢] یعنی اولاد ۔ زن وشو ۔ بہائی بہن ۔ پہر قرابتمند[٣] ۔ قرابت[٤] والے ہمسائے ۔ غیر قرابت[٥] والے ہمسائے ۔ ہمنشین[٦] ۔ یتامے[٧] ۔ مساکین[٨] ۔ مسافر[٩] ۔ مملوک[١٠] ۔ سائل[١١] ۔ تنگدست[١٢] جو سوال نہ کرین ہمیبت نہ دے[١٣] ۔ حقوق قوم[١٤] ۔ حقوق عامہ عباد[١٥] ۔

خدا نے جسکو جتنا قریب تم سے کیا ہے اوس کا اوسی درجہ تم پر حق ہے ۔ الاقرب فالاقرب ۔ اقربا مین اولاد ۔ زن وشو ۔ اور بہائی بہن کو اس لئے مین نے داخل کیا ہے کہ خدا نے ترکہ اقربون کو دلایا ہے وہی ہین جنکو خدا نے قطعاً وارث بنایا ہے ۔ اقربون کا ترجمہ مینے اقربا کیا ۔ اور دور کے قرابتمند کو خدا نے اولوالقربی فرمایا ۔ اسلئے اوسکا ترجمہ مین نے قرابتمند کیا ۔

سرخی تو اتنی بڑی اب اگر ہر ایک حقدار کے حق مفصل بیان کرون ۔ کہ کیون اونکے حقوق قایم کئے گئے اور ہر کے حدود کیا کیا ہین تو اسکی گنجائش اس کتاب مین تو نہین اس لئے محض اختصار کے ساتہہ کچہہ کچہہ بیان کرونگا ۔ کیونکہ کتاب ضخیم ہوتی جارہی ہے ۔ اور ابہی ریاضات ومجاہدات باقی ہی ہین ۔

[١] حقوق والدین ۔ خدا فرماتا ہے وقضیٰ ربک ان لاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولاً کریما ہ واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا ہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا ہ

خدا نے قطعی حکم کیا کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نکرو ۔ اور والدین کے ساتہہ باحسان ونیکی پیش آو ۔ اگر والدین مین سے کوئی تمہارے سامنے بوڑہے ہو جائین تو اونکے آگے اُف تک نکرو ۔ اون کو جہڑکو تک نہین اور

Marfat.com

اون کے آگے باتین ایسی کرو جو اون کی بزرگی کے شایان ہون۔ اون کے آگے نیاز سے عاجزی کا بازو جھکائے رہو۔ اور اون کے لئے دعا کرتے رہو۔ کہ اے خدا ان دونون پر مہربانی اور رحم کر جیسا کہ ان دونون نے ہمارے بچپنے مین ہماری پرورش کی۔ خدا تمہارے دلون کا دانائے حال ہے۔ اگر تم سعادتمند ہوگے تو جو خدا کی طرف رجوع کرتے ہین (یعنی حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہین) خدا اونہین بخشدیتا ہے اس زمانہ مین ان احکام کا جو خون خرابہ ہو رہا ہے وہ روز روشن کی طرح روشن ہے۔

دوسری جگہ خدا نے فرمایا۔ ان اشکرلی ولوالدیک میرا اور والدین کا شکر کیا کرو۔ یہ حقیقت کبھو نہ بجا رکو۔ الحمد للہ یہ احسان اور شکر ایسے وسیع الفاظ ہین کہ کوئی بھی بھلائیان اوٹھہ رہین۔ جو ان دو لفظون مین نہ آگئی ہون۔ والدین کے ساتھ نیکیون اور بھلائیون کے ساتھ پیش آنا احسان ہے اور اپنی ساری قوتون سے اونکی خدمت کرنی شکر۔ اس مین تکلیف پہونچے تو برداشت کرو اُف تک نکرو مختصر یہ کہ خدا کے بعد والدین کا حق سمجھا جائے یعنی بہ نگہداشت اصول اخلاق اوسکے چارون ارکان کو ان کی خدمت مین لگاؤ۔ مع اون کے صدہات فروعی کے۔ تو والدین کے شکر کے لئے بہتیری قوتین درکار ہونگی۔ مثلاً اطاعت۔ فرمانبرداری قوت خدمت گزاری آرام دہی۔ ہمدردی۔ دلسوزی۔ قوت برداشت خوش کرنا۔ اون کے سامنے خوش رہنا۔ نرم زبانی۔ بردباری۔ انکسار۔ حسن و ایثار۔ غمخواری۔ قوت مالی۔ قوت دماغی۔ قوت جسمانی وغیرہ وغیرہ یعنی نعماء الٰہیہ کا صحیح استعمال جب والدین کی آنکھون کی ٹھنڈک بن سکوگے۔ ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین۔ اے خدا ہماری بیبیون اور ہماری اولاد کی طرف سے ہمکو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک عنایت فرما۔ (فرقان ع ۶)۔

حقوق اقربا۔ مینے بیان کیا ہے کہ اس مین داخل ہین۔ نزدیک کے قرابتمند یعنی اولاد زن وشوہر۔ اور بھائی بہن۔ اور علی ہذا فروع واصول۔ خدا نے فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ اے پیغمبر کہدو مین تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی مزد نہین مانگتا۔ مگر محبت اقربا دیکھو محبت اقربا مین کہانتک ڈالنا کہ یہ تمدن کی سے یہی صلہ رحم ہے۔ اسی کی تاکید طرح طرح سے خدا نے کی ہے۔ اور اوسکا توڑنے والا مردود و ملعون ہے

فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم کچھ بعید نہین کہ اگر تم صاحب حکومت بن جاؤ تو
لگو دنیا مین فساد کرنے اور قطع قرابت کرنے (محمد ۳) جو کہا گیا تھا وہ ہو کر رہا۔ جو صاحب حکومت بنے
اونہون نے پہلے صلہ رحم کو ذبح کر لیا تو چین سے سلطنت کرنے لگے۔ ایسے لوگون کی شان مین دس نے
فرمایا ہے اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم۔ یہی لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اونکو
بہرا بنا دیا ہے اور اندھا بنا دیا ہے۔ (محمد ۳)

قطع صلہ رحمی کا تو یہہ استناع کہ وہ ملعون ہو اگر اسکے نافرمان ہوئے بھی تو مسلمان ہی۔ بیٹے بیٹیون کو
مان باپ کو۔ بھائی بھائی کو۔ اور زن وشو کو۔ یا تو رجسٹری مین تمسک پر اقرار کرتے۔ یا تھانے مین اطلاع
لکھواتے۔ یا وکلا کے اوفس مین عرضی دعوے درست کرلتے یا مختاردن کے یہان جھوٹ گواہ تعلیم کرتے
یا جج کے اجلاس پر یاد گے یا اور مختلف عنوانون سے ایک دوسرے کی ذک مین لگے ہوئے۔ صلہ رحم ٹوٹ
گیا۔ خون قرابت سفید ہو گیا۔ والدین اور بیٹے۔ بھائی اور بھائی۔ شوہر اور بیوی اور عدالت اور کچہری۔ مقدما
اور جھوٹ۔ ایک دوسرے کا اس درجہ بدخواہ۔ زمین کیون نہین پھٹ جاتی۔ آسمان کیون نہین ٹوٹ پڑتا
ایسے حال مین مسلمان جس حال کو تہ پہونچین وہ تھوڑا ہے۔ اے لوگو! جس کشتی پر سوار ہو اوس کشتی کی خیر مناؤ
کشتی ڈوبی تو دریا اور دریا کے تگر۔ تمہاری حکومت تمہاری دولت وثروت۔ اور تمہاری حکام رسی اور بے
وقعت خلعت وخطاب سے نہ ڈرینگے تمہاری تعلیون کے فسانے دریا برد ہو جائینگے۔ اور تمہارا انشان صفحہ ہستی سے
مٹ جائیگا ہوش کرو خدا نے فرمایا الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ذوی عقل وہ ہین جو صلہ رحم کو جوڑتے
ہین جنکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (رعد ۳) جو صلہ رحم توڑتے ہین جنکے جوڑنے کا خدا نے
حکم دیا ہے۔ اور دنیا مین فساد پھیلاتے ہین تو یہی ہین جن پر خدا کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔
ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار
(رعد ۳)
قطع رحم دنیا مین فساد پھیلانا ہے۔ اور قطع رحم کرنے والے ملعون ہین۔ کہان ہین ذرہ سی باتون پر

یا طمع اور خواہشات نفسانی کے جھپیٹ میں آکر یا چالاک اور ہوشیار بنکر اقربا سے مقدمہ بازی کرنے والے اور حقوق قرابت کو فرو گذاشت کرنے والے۔ اور جھوٹ مقدمہ بنا کر اپنے بھائی کو جیل بھیجنے کی کوشش کرنے والے اپنی سوچیں اور اپنے جہنم کے گھر کو جو جیل سے زیادہ بدتر ہے وخیال کریں جو خدا کے ملعونوں کا گھر ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ خدا سے ڈرتے رہو جسکا تم باہم واسطہ دیا کرتے ہو اور صلہ رحم کا خیال رکھو (نساء ۱)۔

اقربا کے ساتھ مالی قوت صرف کرنے پر زیادہ توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ جسکے ساتھ انسان اپنا پسینا گرا کر جمع کیا ہوا مال خرچ کریگا۔ اوسکے ساتھ لازماً ہر طرح کی ہمدردی پر متوجہ ہوگا۔ اس لئے خدا نے فرمایا یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمساکین وابن السبیل وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم۔ تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو اونہیں تم بتادو کہ والدین۔ اقربا۔ یتیم ومسکین ومسافر کے لئے خرچ کرو اور جو کچھ تم انکے ساتھ بھلائی کروگے (بظاہر یا پوشیدہ) تو خدا اوسکا خوب داناسے حال ہے۔ (بقرہ ۲۶)

تو اقربا کے حق میں نعمائے الہیہ کو کام میں لانے سے دریغ نکرو۔ اور اصول اخلاق کو نہ بھولو۔ کہ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔

والدین[۱]۔ اقربا[۲]۔ قرابتمند یتیموں[۳]۔ محتاجوں[۴]۔ قرابت[۵] والے پڑوسیوں۔ غیر قرابت[۶] والے پڑوسیوں ہمنشینوں[۷] مسافروں[۸]۔ اور مملوکوں[۹]۔ کے حقوق کی نسبت خدا فرماتا ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتیھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔

اے لوگو! خدا کی عبادت کرتے رہو۔ اور کسی چیز کو اوسکا شریک نہ ٹھیراؤ۔ اور والدین اور صاحب قرابت

اور یتیم و مسکین۔ قرابت والے پڑوسی اور غیر قرابت والے پڑوسی اور ہمنشین۔ اور مسافر۔ اور مملوک سب کے ساتھہ بہ احسان و سلوک پیش آو۔ بے شک اللہ اترانے والون اور بڑائی مارنے والون کو جو آپ بھی بخل کرین۔ اور دوسرون کو بھی بخل کی ہدایت کرین۔ اور افضال الٰہیہ جو اونکو ملے ہین اونکو چھپائین پسند نہین کرتا اور کفران نعمت کرنے والون کے لئے عذاب دردناک مہیا کیا ہے۔ (النساء ع۶) سب کے ساتھہ بہ احسان پیش آنا اور بخل نہ کرنا یعنی بہ سلوک پیش آنا اور افضال و نعمائے الٰہیہ جو اون کو ملے ہین اونکو نہ چھپانا۔ اور اونکو کام مین لانے سے دریغ نہ کرنا۔ خدا کا فرض کردہ ہے اور اوسکا نافرمان ایک طرح کا کافر ہے۔ کافر نعمت جسکے لئے عذاب دردناک ہے۔

بقرہ کے بائیسوین رکوع مین لیس البر کی آیت ہے وسمین بھی انہین اہل حقوق کی فہرست دی گئی ہے وہ قرآن مجید مین دیکھہ لو مجھے اختصار مقصود ہے۔ تو اوس آیت مین دو باتین زیادہ ہین۔ ۱ ایک تو یہہ کہ ان اہل حقوق مین جو مال خرچ کرو۔ وہ بلا سعاوضہ للنفس علی حبہ ہونا چاہئے۔ خدا کی محبت و رضا مین ۲ دوسرے اس آیت مین وفی الرقاب ایک اہل حق زیادہ ہے یعنی مصیبت زدون کو مصیبت سے چھوڑانا۔

خدا نے فرمایا وفی اموالھم حق للسائل والمحروم اون کے مال مین سائل کا اور ایسے تنگدست کا جو سوال نہ کرے حق ہے (الذٰریٰت) حقوق یتیم کی نسبت خدا فرماتا ہے یسئلونک عن الیتٰمیٰ قل اصلاح لھم خیر وان تخالطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح یتیم کے بارے مین تم سے لوگ پوچھتے ہین تو اونہین تم سمجھا دو کہ اصلاح کرنا اون کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم اون کے ساتھہ مل جل کے رہو تو یہہ تمہارے بہائی ہین۔ اور اللہ بگاڑنے والے اور سنوارنے والے کو خوب جانتا ہے۔ (بقرہ ع۲۷) اصلاح بہت وسیع اور بہت عام لفظ ہے۔ یتیمون کی تعلیم و تربیت اون کے قوے کی شگفتگی اون کے جان و مال اونکے اخلاق و اطوار سب کی نگہداشت لفظ اصلاح مین داخل ہے بلکہ کونسی بہلائی ہے۔ جو اس لفظ مین

Marfat.com

داخل نہین۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل قوم نے اصلاح کے معنی حجامت کے سمجھ لیا ہے۔ اور یتیمون کا مال ہضم کرنا ہوشیاری سمجھی گئی ہے۔ واصلات سمجھا دینے کو نظر کرلیا اور سب ہضم۔ مگر یہہ ہضم ہونیکا نہین ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا۔ جو لوگ یتیم کا مال روا کہاتے ہین وہ آگ ہی کہاتے ہین اور وہ جہنم مین جاوینگے اس لیئے ولا تقربوا مال الیتمیٰ الا بالتی ھی احسن مال یتیم کے نزدیک نہ جاؤ مگر بہ نیت استحسان۔ المختصر اصول اخلاق کی نگہداشت بہولو نہین اگر خداوند عالم ہمکو اس قسم کے قوے اور قدرتین عطیات اور نعمتین عنایت ہی نہ کرتا کہ ان حقوق کو ادا کر سکین۔ تو یہہ حقوق ہمارے ذمہ بھی نہ کرتا اور جب اوس نے ہمکو ہر طرح کی قوتون اور نعمتون سے مالا مال کر لیا ہے۔ تو اتنے سارے حقوق بھی جنکی ادائیگی کے لیئے ہمکو یہہ نعمتین ملی ہین۔ ہمارے ذمہ لگا دیئے ہین۔

مینے زن وشو کو آپس مین قرابت مین داخل کر کے اقربا مین داخل کیا ہے۔ چونکہ خدا نے وراثت مین ایسا ہی کیا ہے۔ اور اقربا کے حقوق بیان ہو چکے۔ گرچہ زن وشو مین خونی قرابت نہین مگر خدائی قرابت ہے۔ خدا کی قایم کردہ جسکو اقتضائے فطری نے جوڑا ہے۔ وہ کسی طرح کسی قرابت سے کمزور نہین چونکہ اس قرابت کے حقوق کمزور ہوگئے اور افراط و تفریط کے درجہ پر پہونچ گئے ہین اسلئے خصوصیت کے ساتھہ مجھے ان حقوق کی نسبت کچھہ بیان کرنا ضرور ہے۔

خدا نے فرمایا ومن ایٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ خدا کی نشانیون مین سے یہہ بھی ہے کہ اوس نے تمہارے لیئے تمہارے ہی جنس سے جوڑا پیدا کیا ہے۔ تاکہ تم اوس سے تسکین دلی حاصل کرو اور تم دونون مین محبت و مہربانی ڈالدی (روم ۳) اقتضائے فطری اور نعمائے فطری کو بیان کردیا تو محبت و مہربانی اور سکون دلی کے جو حقوق ہون ادا کرو اور ان قوتون اور نعمتون کو ایک دوسرے کے ساتھہ بہلائی اور خوبی سے صرف کرتے رہو۔

بہمین شک نہین کہ از روئے بد یہیات بھی مردون کا درجہ عورتون سے بڑا ہے وللرجال علیھن درجۃ

Marfat.com

مگر اسکے یہہ معنی نہین کہ مرد مسجود کیئے جانیکا یا پرستش کیئے جانیکا مستحق ہو۔ کیونکہ حقوق مین مساوات ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف جو حقوق عورتون پر ہین ویسے ہی حقوق عورتون کے ہین کہین ایک کو ترجیح ہے تو کہین دوسرے کو۔ کمانا کھجانا اور بیرونی کل انتظام مردون کے متعلق۔ اور پرورش اولاد۔ خانہ داری اور اندرونی کل نظم عورتون کے متعلق ہے یون تقسیم حقوق مین مساوات قایم کیگئی ہی۔ اسی لیئے خدا نے حکم دیا عاشروھن بالمعروف عورتون کے ساتھہ بحسن سلوک معاشرت کرو۔ اور اصول اخلاق کو ہاتھہ سے جانے نہ دو نہ اوسکے ارکان کو بے راہ ہونے دو۔

مگر فطرت تو نیرنگ ہے۔ عورتین خوبصورت بھی ہوتی ہین۔ اور بدصورت بھی آنکھین ہین کہ فطرتاً خوبصورتی پر مائل۔ پھر بدصورت عورتون کے ساتھہ بحسن سلوک معاشرت کیونکر ہو۔ اور یہہ بے قصور مخلوق جس کے اختیار سے باہر ہے کہ اپنے کو خوبصورت بنا سکے وہ کیا کرے۔ تو خدا نے اوسکا بھی خیال کیا اور فرمایا فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھو اشیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ اگر وہ تمہین بدصورت معلوم ہون تو بہت ایسا ہوتا ہے کہ تمکو ایک چیز بری معلوم ہو اور خدا نے اوسمین بہتیری بہلائیان رکھی ہون (نساء ع ۳) ضرورت ہے کہ اس آیت کو مین ذرا سمجہا دون۔

مینے اکثر دیکھا بھی ہے اور سنا بھی کہ جو لوگ بدچلن ہین اکثر اونکی بیبیان خوبصورت ہین۔ اور جو نیک چلن ہین اکثر اونکی بیبیان بدصورت۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ غور کرنے سے سمجھہ مین بھی آیا۔ جو خدا نے اس آیت مین فرمایا یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا یعنی حسن سیرت حسن صورت نا پائدار ہے۔ اور حسن سیرت پائدار۔ بچے ظاہر پر مچلتے ہین اور عقل والے باطن پر۔ حسن صورت۔ اور حسن سیرت دونون ہو۔ یہہ ناممکن۔ آدمی یہہ صفت موصوف نہین ہو سکتا بے عیب ذات خدا ہی کی۔ دوسرے تقسیم عطیات کی عجب شان ہے۔ بظاہر تو اتنا تفرقہ کہ اولٹا نظر آئے اور حقیقت مین تقسیم ساوی۔ مثلاً دولت بڑی نعمت ہے تو بے فکری در صحت اوس سے کم نہین۔ ایک کو دولت مند بنایا تو اوسے تعلقات اور روگ کا معدن بھی بنایا اوسکی احتیاج

Marfat.com

بھی بڑھا دی۔ دوسرے کو غریب بنایا تو اوسکے تعلقات بھی اوسی درجہ کم کردے۔ اور صحت و بیفکری سے اوسے مطمئن بھی کیا غرض جو ہے وہ اپنے اک حال مین مست ہے۔ سب مساوی خوش ہو لیتے ہین اور سب مساوی غم کر لیتے ہین بس اسی طرح سمجھنا چاہیئے حسن صورت دل مین۔ زخم اور زخمون مین نشتر کا کام کرتا ہے۔ اور حسن سیرت دل کے زخمون کو بے نشتر اچھا کرتا ہے۔ صورت کا حسن جب ڈھلا تو صورت پرستون نے تاک جھانک شروع کی اور حسن سیرت تو بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس لئے ایسی عورتین اپنے شوہرون کو مار رکھتی ہین اور بھٹکنے نہین دیتین۔

حقوق قوم ولقد ارسلنا موسیٰ بآیٰتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور وذکرھم بایام اللہ (ابراھیم ع۱) ہم نے موسیٰ کو کتاب دیکر بھیجا۔ اور کہا کہ اپنی قوم کو ظلمت سے نور کے طرف نکالو۔ اور اونکو اللہ کے ایام یاد دلاؤ۔ کہ ایام اللہ کن کن عبرتون سے گذرے ہین۔ یہہ قومی حق ہے کہ قوم کو ظلمت سے نور کے طرف نکالو۔ اور اونکو واقعات عالم سے عبرت دلاتے رہو۔ وعظ و نصیحت اور ہدایت کی قوت اسی لئے دی گئی ہے۔

اپنی ہی قوم سے محبت و مودت برتنا اور غیر قومون سے محبت و مودت نہ برتنا۔ بلکہ محبت کی جگہ اون کے ساتھہ نیکی اور عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا یہہ قومی حق ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المومنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا! (نساء ع۲۱) مسلمانون کے سوا کافرون کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر خدا کا صریح الزام لیا چاہتے ہو۔ خدا نے مسلمانون سے محبت کرنے اور کافرون سے محبت نہ کرنیکی ہدایت فرمائی۔ مگر کافرون کے ساتھہ عدل و انصاف کو منع نہین کیا۔ خدا کا یہہ مطلب نہین کہ کافرون کے ساتھہ لڑائی جھگڑے مین اپنے منافعات کھو یا کرو۔ اون کے ساتھہ بھی تمہین بھلائی اور انصاف کرنا چاہیئے وہ فرماتا ہے لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

جولوگ تم سے دین کے بارے مین نہ لڑے اور تم کو گھرون سے نہ نکالا تو خدا تم کو اس سے منع نہین کرتا کہ تم اونکے ساتھہ بھلائی کرو۔ اون کے حق مین انصاف کرو۔ خدا تو انصاف کرنے والون کو پسند کرتا ہے (ممتحنہ ع ۲) انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون٥ ہان جو تم سے دین کے بارے مین لڑے جنہون نے تم کو جلا وطن کیا۔ یا جلاوطنی پر مدد کی تو خدا تم کو منع کرتا ہے کہ تم اونہین دوست رکھو۔ جو اونکو دوست رکھیگا وہ ظالم ہے۔ (ممتحنہ ع ۱) بظاہر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیتین اون کافرون کی نسبت ہین جنہون نے مسلمانون سے مقابلہ کیا تھا۔ اور مظالم کیئے تھے۔ گو ایسا سارے ہی احکام کے مخاطب اوسوقت کے مسلمان تھے۔ مگر حکم قطعی ہے۔ جو کل تھا وہ آج ہے۔ ان دونون آیتون کا مطلب اسی قدر ہے کہ جو تم سے لڑے یا جنہون نے تم پر مظالم کیئے اونکے ساتھہ تمہاری دوستی ممنوع کی گئی اور جو نہ لڑے اور نہ مظالم کیئے اون کے ساتھہ عدل وانصاف اور بھلائی کرنی ممنوع نہین۔ مگر اون کے ساتھہ بھی محبت کرنیکو جائز نہین کیا کیونکہ محبت جو قومی حق ہے۔ اوسکو بے جگہ صرف کرنا ہوگا۔

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاداللہ ورسولہ ولوکانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ جو لوگ خدا اور آخرت پر یقین رکھتے ہین تم اونکو نہ پاؤگے کہ وہ مخالفین خدا ورسول کو دوست رکھین۔ گو وہ اون کے باپ بیٹے بھائی اور اقران ہی کیون نہون۔ یہی لوگ ہین جنکے دلون مین خدا نے ایمان لکھدیا ہے۔ اور فیضان غیبی سے اونکی تائید کی ہے (مجادلہ ع ۳) کیسی صاف اور صریح آیت ہے۔ غرض محبت ومودت یہہ قومی حق ہے۔ مخالفین خدا ورسول اسکے حصہ دار نہین ہو سکتے۔

اگر تم یہہ سمجھو کہ تم اون سے ملجاؤگے تو وہ مخالف نہ رہینگے۔ تو سمجھ لو۔ ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداءً ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء وودوا لو تکفرون٥ اگر کفار تکو پالین تو تمہارے دشمن ہو جائین اور تم پر برائی کے ساتھہ

دست درازیان۔ اور زبان درازیان کرنے لگین۔ اور چاہنے لگین کہ تم کافر ہوجاؤ (ممتحنہ پ ۲۸ ع ۱) اگر تم اس خیال سے اون سے محبت کرو کہ تم اونکو راضی کرلوگے تو یاد رکہو۔ ولن ترضی عنک الیہود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتہم یہود ہون یا نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہون گے جب تک کہ تم اونکی ملت مین نہ آجاؤ۔ (بقرہ ع ۱۴) عدل وانصاف مین تو اپنے پرائے سب مساوی۔ مگر محبت و مودت تو قومی حق ہے اسے بے جگہ نکرو۔ محبت ہر کسی سے ہونا فطرت مین بھی نہین۔ محبت کا بازار مختلف جلبونکا نہین محبت کے لئے وحدت خیالی اور یک جہتی ضروری ہے۔ دینی دشمن کے ساتھہ محبت تو جہوٹ ہے۔ اور دشمن کو پیار کرنا فطرت کے خلاف۔ خلاق فطرت نے دشمن کے پیار کرنیکو کہان حکم دیا ہے۔ وہ خود بھی دشمنان خدا ورسول کو پیار نہین کرتا۔ ایسی محبت تو نفاق ہے۔ اور منافقون کی شان مین خدا نے فرمایا بشر المنفقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین منافقون کو عذاب دردناک کی بشارت دو۔ منافقین وہ ہین جو مومنون کو چہوڑ کافرون کو دوست رکھتے ہین۔

یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الکفرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم تقٰیۃ۔ ایمان والو! مومنون کے سوا کافرون کو دوست نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ اللہ کا کوئی نہین۔ مگر اس صورت مین کہ تم اونکے شر سے بچنا چاہو (ال عمران ع ۳) مطلب ہے محبت کے برتاؤ سے کیونکہ شر سے بچنے کے لئے محبت کے برتاؤ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ دلی محبت کی۔ اسکے بعد ہی خدا نے فرمایا ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اللہ اپنی ذات سے تمکو ڈراتا ہے۔ تو اور ون سے نہ ڈرو کہ انکو اپنے وہمی نقصان کے خوف سے قوم کو ذبح کرنے اور اغیار کی الفت کا دم بہرنے۔ ایسا کروگے تو تم کو خدا سے کوئی واسطہ نہین اور ایسا کرنا قومی شیرازہ کو بکہیر دیگا۔ اور اغیار کے اطوار وخصائل مذموم بھی تم کو بھلے معلوم ہونے لگینگے۔ اور دلون مین چہد اور رہزنون کے لئے سیکڑون رخنے پڑجائینگے۔ شہنشاہ اکبر نے یہی کانٹا تو بویا۔ اور روحانی اسلام کو نفسانی اسلام بناکر رسوماتی اور بدعتی

Marfat.com

اسلام بنادیا اس نے اخوت اسلامی کا شیرازہ منتشر کر دیا مسلمانون مین اوسوقت سے تباہی شروع ہوئی خدا نے ترقی اور غلبہ قومی کا اصول بتایا تھا ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ○ جو خدا اور رسول اور مومنون کو دوست رکھے گا۔ تو وہ اللہ کی جماعت مین ہوگا۔ اور اللہ ہی کی جماعت غالب ہوگی۔ یہہ پہل ہے محبت کو اصول اخلاق پر برتنے کا۔ جب محبت بے جگہ صرف ہوئی تو اوسکا نتیجہ آج مسلمان بھگت رہے ہین کہ ان کا تمدن بگڑ گیا۔ شادی و غمی کی تباہ کن رسمون نے تباہ کر چھوڑا۔ سب رسومات آئے اغیار سے اور اسی غلط محبت کی بدولت جیسے آج بھی یورپ کی تباہ کن معاشرتے اور تباہی پر تباہی کا سامان ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوًا و لعبًا من الذین اوتو الکتٰب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین یومنو! جن لوگون نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے۔ اگلے اہل کتاب ہون یا کفار اونکو دوست نہ بناؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم کو ایمان ہے (مائدہ ع ۹) کہتیری آیتین ہین۔ کہان تک دی جائین۔ غرض محبت اک بیش بہا نعمت ہے اور یہہ خدا ورسول اور قوم کا حق ہے اسکو بے جگہ نہ کرو یہہ خدا کی رضا اور اخلاق کے خلاف ہوگا۔

من تشبہ بقوم فھو منھم صحیح حدیث نہو نہ سہی۔ اس پر قوم بہت جھگڑا ہی تو جھگڑا کرے۔ مگر خدا کی اس آیت کا کیا جواب ہے۔ اوس نے فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصارٰے اولیاء بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین ○ فترے الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشٰی ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم ندمین ○ مومنو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ تو آپس مین ایک دوسرے کے دوست بنے ہوئے ہین۔ اور جو کوئی تم مین سے اون کو دوست بنائیگا۔ وہ اونہین مین کا ایک ہے (المرء من احب) بے شک اللہ ظالمون کو راہ راست نہین دکھاتا۔ جن دلون مین مرض نفاق ہے

اونکو دیکھوگے کہ وہ اونکی دوستی مین بڑی جلدی کرتے ہین کہتے ہین کہ ہم کو تو اس بات کا خوف ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہ آپڑے (کم سے کم تو یہہ کہ خطاب نہ ملے) تو قریب ہے کہ اللہ فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے بھیجے تو اوسوقت وہ اپنی بدگمانی پر جو اپنے دلون مین چھپاتے تھے پشیمان ہون گے۔ (مائدہ ۸) زمانہ حال اس آیت کا پورہ ترجمہ ہے۔

تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لہم انفسہم ان سخط اللہ علیہم وفی العذاب ھم خلدون ٭ ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منہم فسقون ٭

اے رسول تم ان مین سے بہتیرون کو دیکھوگے کہ کافرون سے دوستی کرتے ہین۔ البتہ اونہون نے اپنے لئے برا سامان بھیجا۔ کہ اللہ کا اون پر غضب ہو۔ اور وہ جہنم مین ہمیشہ رہینگے۔ اگر وہ خدا و رسول و قرآن پر ایمان رکھتے تو کافرون کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان مین بہتیرے فاسق ہین (مائدہ ۱۱ ع) ایسے لوگ پہلے بھی دیکھے جاتے تھے۔ اب بھی دیکھے جاتے ہین۔ پہلے کم تھے اب بہت ہین۔ ا دہ زمانہ ہے کہ مسلمانون نے کتنی آیتون کا حق فراموش کردیا۔ وجہ یہی کہ اصول اخلاق سے منہ موڑ لیا اور خدا کی نعمتون کو بے جگہہ صرف کیا جسکے لئے وہ ملین نہ تھین۔

حقوق قومی کی نسبت خدا نے فرمایا تھا فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم خدا سے ڈرتے رہو۔ اور آپس مین صلح کراتے رہو۔ (انفال ۱) یہہ اتفاق قومی کی تعلیم تھی۔ علی ہذا۔ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم ایمان والے آپس مین بھائی ہین۔ تو بھائیون مین صلح کراتے رہو۔ (حجرات ۱) اتفاق قومی کی تعلیم تھی کہ آپس مین جھگڑا بھی پڑین تو صلح کرادو۔ علی ہذا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین خدا و رسول کی اطاعت کرو اور آپس مین جھگڑو نہین۔ آپس کے جھگڑے مین پڑوگے تو ہمت ہاروگے اور تمہاری ہوا اوکھڑ جائیگی۔ اگر تمہین تکلیف پہونچے تو صبر کرتے رہو۔ خدا صبر والون کے ساتھہ ہے (انفال ۶) ان آیتون کی تعمیل مسلمانون نے یہی کی کہ بجائے

Marfat.com

صلح کرلینے کے کمزور پر ایک رتوہ اور رکھدیا۔ اور جہوٹی گواہی سے دلیرانہ مدد بہی کی۔ پہر یون ہین اسکے نت نئے تماشے روز جاکر دیکہہ لو۔ یہہ مسلمان آپس مین خدائی رشتہ کے بہائی ہین۔ اور یہہ بہائیو نکے ساتہہ کے سلوک مین چونکہ خدا کی رضا کے خلاف۔ اصول اخلاق توڑ دیا گیا۔ تو یہہ آپس مین جہگڑے بہی بہت بہی ہار بیٹہے اور اونکی ہوا بہی اوکہڑ گئی۔ خدا کی مسجد کو جہگڑ کر کوئی فرقہ اپنی مسجد بنا لے آمین یا بجہر اور رفع یدین کی تکرار پر آج جوتی پیزار کرلو۔ خلافت نبوت تیرہ سو برسون کے بعد کسی کو دو علم اور تابوت کی نسبت آج خون خرابہ کرلو۔ مگر کل خدا کے حضور مین یہہ آستین اپنا خون بہا ضرور لیکر رہین گی۔ اور نہ دینے پر حبس دوام کا جیل ضرور جہیلنا پڑے گا۔ اس مین سنی شیعہ۔ اہل حدیث کوئی ہون۔ اس مین مشائخین و مجتہدین یا علما اہل حدیث کوئی ہون۔ ان جہگڑون مین جب مسلمانون کی ہوا اوکہڑ چکی تو مخالف ہوا مین کشتی پار لگے تو کیونکر۔ کہا گیا تہا کہ اتفاق قومی مین تکلیف ہو۔ پنچے تو صبر کرو۔ نہ کیا۔ تو اب اپنے ادبار پر صبر کرنا پڑا۔

صرف اتفاق قومی کو کہا نہ گیا تہا۔ بلکہ حکم تہا۔ واخفض جناحک للمومنین ہ مسلمانون کے لئے اپنے بازؤن کو جہکائے رہو۔ (حجر ع۶) اسکے یہہ معنی نہین کہ مسلمانون کو دیکہہ کر لیٹ جاؤ۔ اسکے معنی یہی تہے کہ جلتی نعمتین اور قوتین خدا نے تمہین دین جو اس دنیا مین گذران کے لئے بمنزلہ بازو کے ہین جنکے بل بوتے پر تم اوڑ سکتے ہو وہ قومی خدمات مین صرف کرو۔ وہ سارے صفات جو محبت کے اقتضا سے ہین۔ اون سارے حقوق مین جو برادرانہ اور قومی اقتضا سے ہین صرف کئے جائین۔

اب آخر مین مین قوم کے مفہوم کو جو مختلف فیہ ہو رہا ہے۔ صاف کردینا چاہتا ہون بعض مسلمان نیم ہندو ہو کے اور غلطی مین پڑکر قوم کے معنی اک ملک کے باشندون کے سمجہا ہے۔ اور منطق یہہ بنائی ہے کہ ہندوستان کے باشندے ہندو ہین اور ہم ہندوستان کے باشندے ہین۔ تو ہم بہی ہندو ہین اونکو ہندو ہونا مبارک۔ مگر وہ زبان اور ادب نہ جاننے کے سبب ہندو ہوے ہین ہندی یا

ہندوستانی ہونا اور ہے اور ہندو ہونا اور ہے۔ اصطلاحاً ہندو بمقابلہ انگلش نہین ہے۔ بمقابلہ عیسائی ہے
جیسے انڈین یعنی ہندوستانی بمقابلہ محمدن نہین ہے۔ انڈین کے معنی ہندو کے نہین ہندوستانی کے ہین۔
یورپین کے معنی عیسائی کے نہین بلکہ باشندہ یورپ کے ہین مسلمان عیسائی یا ہندو ستانی ہین مگر ہندو
نہین ہین۔ ہندو مسلمان اصطلاحاً مذہب کے پیرؤن کو بولا جاتا ہے۔ خدا نے قوم کی تقسیم مذہب
پر کی ہے جتنی قومین ہوئین وہ اپنے پیغمبرون کے نام کے ساتھہ منسوب ہوتی رہین۔ اب لوگون نے قوم کی
تقسیم ملک پر کرنا چاہا ہے۔ مگر یہہ بولنے ہی کا ہے۔ عملاً ہوتا تو ترکون کے ساتھہ جو سلوک ہوا کیا وہ ہونا تھا اور
کوئی ہندوستانی اگر عیسائی ہوجائے تو اوسکو جو حقوق ملجاتے ہین وہ نہ ملتے اور مذہب بدلنے پر بھی وہ
ہندوستانی ہی سمجھا جاتا اور ستیارینا نہو سکتا اسی کے ساتھہ بادشاہ کے لئے پروٹسٹنٹ ہونے کی
قید اور حلف لینا اوٹھا دیا جاتا۔ غرض عملاً یہی ہے کہ قومیت کی تقسیم مذہب پر ہے۔ اور یہہ بہی صحیح ہے کہ
اگر ساری دنیا ایک مذہب پر آجائے تو ساری دنیا اک قوم ہو سکتی ہے۔ ملکی تقسیم سے تو تفرقے مٹ ہی
نہین سکتے اور یہہ تقسیم ہمیشہ خون خرابہ ہی کا باعث ہوگی۔ عملاً وہی خدائی تقسیم ہے جو نہ کسی کے مٹائے
مٹی ہے۔ نہ مٹے گی اور قوم سے میری مراد بھی یہی ہے۔

حقوق عامہ عباد۔ عامہ عباد یعنی انسان ہین سارے ہی انسان انسانی حقوق کے حصہ دار ہین اور اپنے
پرائے سب داخل۔ وہ بھی جنکے حقوق بیان ہوچکے اور وہ بھی جنکے حقوق بیان نہین ہوئے۔
یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اے لوگو!
ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تم کو کنبون اور قبیلون مین تقسیم کیا تاکہ تم اچھی
طرح پہچانو کہ خدا کے نزدیک جو پرہیزگار تر ہے وہ معزز تر ہے (حجرات ع ۲) سارے انسان ایک
مرد و عورت سے پیدا ہوئے سب کی حیثیت ایک خلقت ایک طرح کی۔ پہر مغائرت کیون ہو۔ تو ہم جنسی کا حق
بھی کوئی معمولی حق نہین۔ اگر حق ہم جنسی تم اپنا دوسرون پر سمجھتے ہو تو دوسرون کا بھی اپنے اوپر سمجھو۔ اسلئے

جو اپنے لئے چاہو وہی دوسرون کے لئے بھی. انسانی ہمدردی انسانی اخوت کا انسانی حق ہے جو ہر کسی کا ہر کسی پر ہے۔

خدا نے فرمایا انا خلقنکم سارے انسان کا خلاق خدائے واحد ہے. اوس نے سب پر ہی رحم وکرم کی نظر رکھی. انسان کو جماعتون اور امتون مین تقسیم کیا تو ہر امت کے پاس الگ الگ رسول بھیجا. ولکل امة رسول مگر سب امتون نے ایک دوسرے کی تصدیق نہ کی بلکہ مخالفت پیدا کی اس لئے آخر مین سب کے لئے ایک ہی خاتم المرسلین کو بھیجا یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم (نساء ۲۳) اور سارے انسانون کے پاس برحق احکام اور برحق ہدایتین بھی آئین یا ایھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم (نساء ۲۴) اور قد جاءکم الحق من ربکم (یونس ۱۱) اور قد جاءتکم موعظة من ربکم (یونس ۶) سب کی غرض یہی رہی لتخرج الناس من الظلمت الی النور تاکہ لوگون کو تاریکی سے روشنی کی طرف لائے۔ (ابراھیم ۱) غرض انسان کو تاریکی سے نکالنا اور کتاب اللہ تبلیغ کرنی انسانی فرض ہے۔ اور امتون نے کتاب اللہ ضایع کی. مگر مسلمانون کے پاس کتاب اللہ جون کی تون موجود ہے جسکا ثبوت شرعتہ الحق مین دیکھو. اس لئے ہم مسلمانون پر تبلیغ کتاب اللہ فرض ہے. اور یہہ ہم مسلمانون پر انسانی حق ہے جو افسوس ہے کہ ایک مدت سے متروک ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نیکیوان اور پرہیزگاریون مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وسرکشی مین ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (مائدہ ۱) یہہ انسان پر انسانی حق ہے. انسان اگر اس پر عمل ہو تو دنیا سے برائیان اوٹھ جائین اور دنیا بہشت ہو جائے۔

لا تجعلوا اللہ عرضة لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس اپنی قسمون کے باعث خدا کو اسکا مانع نہ بناؤ کہ لوگون کے ساتھہ سلوک کرو. پرہیزگاری برتو. اور اصلاح کرو (بقرہ ۲۸) یہہ سارے انسانی حق ہین. ان باتون کے کرنے کی قسم بھی کہالو تو ایسی قسم کو توڑ دو۔

قولوا للناس حسنا. لوگون سے اچھی باتین کہا کرو (بقرہ ۱۰) زبان کو کوسنے گالیان دینے. اور

دل دکھانیکو نہین دی گئی بلکہ قول حسن کے لئے ملی ہے تو اس نعمت کو بے جگہ نکرو۔ یہہ انسانی حق ہے۔

لا یسخر قوم من قوم ایک قوم دوسری قوم پر ٹھٹھا نہ کرے۔ (حجرات ع ۲) اس سے دل دکھتا ہے۔ اور کوئی قوت دل دکھانیکی غرض سے نہین دی گئی۔

لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان نہ ایک دوسرے پر عیب لگاؤ نہ کسی کو برا لقب دو۔ ایمان کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے (حجرات ع ۲) ان آیتون پر غور کرو اور سمجھو کہ از روے اصول اخلاق کن کن قوتون کی روک تھام کی گئی ہے۔

اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا بہت گمان کرنے سے بچو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ ہے۔ نہ جاسوسی کرو نہ غیبت کرو (حجرات ع ۲) عباد اللہ کا ہم پر یہہ حق ہے کہ ان پر نہ بدگمانی کی جائے نہ اونکی جاسوسی کی جائے نہ اونکی غیبت کی جائے۔ ہم کو کوئی قوت بھی ان برائیون کے لئے نہین ملی۔ یہہ نعماے الہیہ کا بیجا صرف کرنا ہوگا جو ظلم ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل جب لوگون مین حاکم بنو تو حکم انصاف سے دو (نساء ع ۸) انصاف کی وضاحت دوسری جگہ کردی فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ خواہش نفسانی کے پیچھے نہ ہو لو بلکہ جو حق ہو وہ لوگون مین حکم دیدو (ص ع ۲) حاکم سے انصاف طلبی عباد اللہ کا حق ہے۔ یوہین سے حکم دینا انصاف نہین ہے دیکھو قوت عدل کو بیجا جگہ نہ ہونے دو۔

لوگون کے ساتھہ احسان کرنا عباد اللہ کا حق ہے لا تنسوا الفضل بینکم آپس مین احسان کرنا نہ بہولو۔ مگر اس نیت سے احسان کرنا کہ زیادہ معاوضہ اوس کا ملے ناجائز ہے ولا تمنن تستکثر (مدثر) پھر اونیت دیکر اور احسان جتا کر احسان کو باطل نکرو لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی (بقرہ ع ۳۶)

عباد اللہ کا یہہ حق ہے کہ ہم اپنے کو ایسا بنائین کہ وہ ہم سے نفرت نہ کرین بلکہ اون کے دل مائل ہون اس کے لئے ظاہری اور باطنی صفا درکار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی فاجعل افئدۃ من الناس

Marfat.com

تقوی الیهم اے خدا لوگون کے دلون کو اونکی طرف (یعنی میری اولاد کے طرف) مائل کر دے۔ (ابراہیم ۳۷) یہہ کوئی تسخیر کی دعا نہ تھی بلکہ یہہ تسخیر سے اعلیٰ درجہ کی دعا تھی۔ اس کے معنی یہہ تھے کہ اونکو ایسا اور ایسے اطوار کا بنا کہ لوگون کے قلوب اودہر مائل ہو جائین۔ خدانے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کیا فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ یہہ تو خدا کی طرف سے رحمت تھی کہ تم اونکو نرم دل ملے۔ اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو لوگ جو تم کو گھیرے ہوے ہین تتر بتر ہو جاتے تو اون کو معاف دیا کرو۔ اون کے لئے مغفرت مانگا کرو۔ اور کامون مین اون سے مشورہ لیا کرو (ال عمران ۱۵۹) نرم دل ہونا۔ معاف دینا۔ مشورہ کرنا۔ یہہ انسانی حقوق ہین اور کل وہ باتین جو دل کو مائل کرین۔ خوش لباس ہونا۔ خوش کلام ہونا۔ خوش بیان ہونا خوش مزاج ہونا۔ خوش کردار ہونا۔ خوش خلق ہونا یہہ سارے انسانی حقوق ہین۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حکم سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس لئے اچھی باتون کا حکم کرنا اور بری باتون سے روکنا یہہ انسانی حق ہے۔ مگر اس کے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے جو خدا نے فرمایا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون وہ کیون کہو جو خود نکرو۔ ایسا کہنا جو خود نہ کرو۔ خدا کے نزدیک تو نہایت ناپسندیدہ بات ہے (صف ۲-۳) اس لئے یہہ انسانی حق ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرو اوسکے بعد امر معروف اور نہی منکر کی خدمت انجام دو۔

خلاق فطرت نے جب ان سارے احکام کی ادائگی کی توفیق تم کو دے لی ہین جب اون احکام کا نام ہوگیا ہے تو اپنی قوتون پر نگاہ کرو۔ اونکی اصلاح کرو اونکو سیدہی راہ پر چلاؤ۔ اونکو بے راہ کرکے ظالم نہ بنو۔ هذا بلاغ للناس یہہ لوگون کے لئے تبلیغ ہے اور اسوقت اتنی تبلیغ بہت کافی ہے۔

حقوق ماسوائے انسان

جس طرح انسان سے تمہارے متعلقات ہین اوسی طرح ماسوائے انسان سے بھی اور جس درجہ کے

Marfat.com

تعلقات ہین اوسی درجہ اونکا تم پر حق ہے ماسوا ے انسان ہین زمین و آسمان اور اون دونون کی جاندار مخلوق اور غیر جاندار مخلوق سب شامل ہین ہو الذی خلق لکم ما فی السموات وما فی الارض وہ خدا ہی ہے جسنے زمین و آسمان کی کل چیزین تمہارے ہی لئے بنائی ہین۔ تو یہہ خدا کی نعمتین ہین جو تم کو ملی ہین جنکے تم کو دست رسی دی گئی ہے اونکو اونہین کامون ہین لاؤ جن کامون کے لئے وہ تم کو ملی ہین یہی اون کا تم پر حق ہے یہی رضا ے مولے ہے اور یہی اصول اخلاق ہے۔ اور جو قوتین تم کو ملی ہین اون کو ان نعماالہیہ کے ساتھہ بے جگہ نہ صرف کرو کہ یہہ رضا ے مولی اور اصول اخلاق کے خلاف ہوگا۔

زمین منہا خلقنکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا پھر مٹی ہین ملادینگے اور پھر مٹی ہی سے تم کو دوبارہ جی اوٹھا ئینگے (طہ ۳) تم زمین کی مخلوق ہو۔ زمین پر رہتے سہتے اور زمین ہی کی قوت پر گذران کرنے والے ہو ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش ہم نے تمکو زمین ہین بسایا اور اوس ہین تمہارے لئے سامان زندگی مہیا کر دیا (اعراف ۱) ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ اور زمین ہین تمہارے لئے ایک مدت تک تمہاری قرارگاہ اور کام چلاؤ سامان ہین (بقرہ ۴) تو زمین کا حق تم پر یہہ ہے کہ تم اوسے آباد کرو۔ پر رونق کرو۔ اوسکو گلزار بناؤ۔ اوسی کی پیداوار سے تم زندگی کرتے۔ اوسی کی آب و ہوا سے تم زندہ ہو اور اوس سے ہر طرح کے فائدے اوٹھاتے ہو تو کیا یہہ ناشکری نہو گی اگر تم اوسکا حق نہ پہچانو اور اوسکی فطرتی رونق کو بے رونق۔ اوسکی آبادی کو اوجاڑ اور سنسان بناؤ۔ اوسکی بے ضرر مخلوق پر ظلم و ستم روا رکھو۔ بے ضرر جانورون کو ناحق مار ڈالو۔ پھل دار اور سایہ دار درختون کو بے وجہ کاٹ دو۔ زمین کا یہہ تم پر پہلا حق ہے۔ کہ تم زمین کی آغوش ہین رہکر اوسکی انکہون ہین انگلیان نہ گاڑو۔ اوسکی مخلوق پر ظلم و زیادتی نکرو۔ اوسکی آراستگی کو ویران اور اوجاڑ نہ کرو۔ اوسکو اپنی برائیون اور گناہون سے آلودہ نکرو۔ ہان اوس سے فائدے اوٹھاؤ اسکا تم کو فطرتاً حق حاصل ہے یجعلکم خلفاء الارض خدا نے تم کو زمین ہین اپنا خلیفہ بنایا ہے (نمل ۵)

یہہ خدا کا دیا ہوا حق ہے جو بدیہی ہے تو اس حق و اختیار کو بے راہ روی میں نہ صرف کرو۔ خلیفہ کا کام نہیں کہ سلطنت کو تباہ کرے۔ بلکہ خدا کی خلافت کا اقتضا یہہ ہے کہ جو برتاؤ مخلوق کے ساتھہ خدا نے کیا ہے وہ تم کرو اور ہر مخلوق کو اونہیں آنکھوں سے دیکھو جن آنکھوں سے اوس نے دیکھا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔

اسے تفصیل میں دیکھو۔ خدا نے فرمایا ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا جو کچھ زمین میں ہے۔ خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے (بقرہ ۳ ع) تو تمہارے تعلقات مخلوق ارضی کے ساتھ طرح طرح کے ہیں بعض چیزیں تمہاری مدار زندگی ہیں جیسے آب و دانہ بعض تمہاری محافظ ہیں جیسے کپڑے مکان اور سواری کی چیزیں۔ بعض تمہاری قوت ہیں۔ تلوار گڑاسے اور لٹھ وغیرہ بعض جانور تمہاری میونسپلٹی صاف کرتے ہیں جیسے سور چیل اور گدہ وغیرہ۔ درندے تمہیں کاٹتے کہاتے ہیں اور حشرات الارض تمہاری جان کے گاہک ہیں۔ تو جو تمہارے لئے دشمن اور زہر ہیں۔ وہ تمہارے دشمن کے لئے بھی دشمن اور تمہارے دوسرے زہروں کے لئے تریاق ہیں۔ شیر کے کل اجزا اور سانپ بچھو کے زہر کیسے کیسے صعب امراض میں کام آتے ہیں۔ تو یہہ احسان فراموشی ہوگی۔ اگر تم ان نعمتوں کو اون کاموں میں لاؤ جن کاموں کے لئے یہہ نہیں ملی ہیں۔ یا اپنی دیگر قوتوں کو ان نعمتوں کے برباد کرنے میں لگاؤ۔ اور ظلم کرو۔ خلیفۃ اللہ بن کے رہو۔ اور اوسکی مملکت میں اخلاق الہی کا برتاؤ کرو۔

جمادات مٹی اور پتہروں سے تم مکان بناتے عمارتیں اوٹھاتے اور سو طرح کے کام لیتے ہو۔ جواہرات موتی۔ یاقوت۔ زمرد۔ زبرجد۔ ہیرے ان کی تو تم نے پوری ہی قدر کی کہ ان کی قیمت ہماری عزیز جانوں سے بھی بالاتر ہے۔ یہہ تمہاری زینتوں کے لئے خدا نے بنائے ہیں۔ اسی لئے زینت کو حرام بھی نہیں کیا من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ کس نے زینت کو حرام کیا جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے بنائی سونا چاندی سکوں میں کام آتے اور لوازمہ حیات ہو گئے ہیں۔ یہاں ظاہر یہہ تم کو

بیکار معلوم ہوتے ہین. مگر والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھراً وسبلا لعلکم تھتدون وعلمت
زمین پر خدا نے پہاڑ ڈالدئے کہ زمین تم کو لیکر جھک نہ پڑے۔ اور ندیان نکالین رستے بنائے
تاکہ تم راہ پاؤ اور بہتیری نشانیان (نحل ۲) پہاڑ بھی بیکار نہین پتھر کی کتنی چیزین تمہاری
ضروریات زندگی سے ہین۔ پھر گرمیون مین ذرا پہاڑ پر جاؤ تو بہشت ہی معلوم ہوگا۔ پھر پہاڑ سے ڑلنے
نہین آتے جھرنے اور ندیون نالون نے نہ انسان و حیوان ہی کو سیراب کیا بلکہ زمینون کو بھی۔ باہمہ ناہموار ہی
اوس مین رستے بنائے جس سے آدمی پہاڑون کو بھی پھاند جاتا ہے۔ یہہ سب خدا نے تمہارے
فائدون ہی کے لئے بنایا ہے. تو اوس سے تمتع حاصل کرو مگر حد سے نہ بڑہو۔

نباتات یعنی پہلون اور زراعتون کی بنسبت خدا نے فرمایا کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا جب وہ
پہل لائین تو پہلون کو کھاؤ اور اوسکا حق دروہی کے دن نکال دیا کرو (انعام) ینبت لکم بہ الزرع والزیتون
والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات تمہارے واسطے زراعت. زیتون کہجورین۔ انگور۔ اور ہر قسم کے پہل خدا نے تمہارے
لئے اوگائے ہین۔ تو انہین کہاؤ اور خدا کا شکر کرو نہ یہہ کہ ناحق پہلون کو توڑ کے پھینکدو۔ یا درختون
کو کاٹ کر بیکار بھی ضایع کردو۔ اور ناشکری کرو. غرض نعمائے الہیہ کو انہین کامون مین لاؤ جن کامون کے
لئے وہ ملے ہین یہی رضائے مولا اور یہی اصول اخلاق ہے۔

حیوانات اسکے متعلق قرآن مجید مین بہتیری آیتین ہین. ان کے حقوق سے تم فطرتاً آگاہ بھی ہو. اور
عمل بھی پرند چرند چوپائے تم سب کو پکڑاتے پالتے شکار کرتے اور کھاتے ہو۔ پالتے ہو تو اون کے
آب ودانہ اور آرام وہی کا خیال کرتے ہو. شکار کرتے ہو تو بچہ دینے کے زمانے مین اون کے بچون پر
رحم کھا کر شکار سے باز رہتے ہو۔ یہہ سارے اخلاقی برتاؤ ہین جنکو تم برتتے ہی ہو۔ پھر تفصیل سے کتاب کو
طول کیون دیا جائے ہان جانورون کو لڑانا یہہ تمہارا ظلم ہوگا یہہ ساری مخلوق اور بے زبان مخلوق
لڑانے کو پیدا نہین کی گئی۔

Marfat.com

یہہ چوپایون کی نسبت قرآن مجید مین بہتیری آیتین ہین بلکہ رکوع کا رکوع جنکا بیان کرنا طوالت طلب ہے۔ مگر خدا نے یہہ کہین نہین فرمایا کہ اونٹ جو دودہ دیتا ہے۔ گہی دیتا ہے۔ اور ایسی ریتلی زمین پر جہان اور جانور سواری کے کام نہ آسکین۔ یہہ غریب کم کہانے والا اونٹ کام دیتا ہے۔ یہی جانور ہے کم کہانے والا۔ اور زیادہ کام دینے والا۔ یا۔ بیل جو کہیت جوتنے کے کام آتا ہے جسکی محنت پر ہندوستانی زراعت کا دار و مدار ہے یا بوجہ لادنے یا گاڑیون کے کام مین۔ یا گائے جو دودہ دیتی ہے۔ ان جانورن کو باہمہ ان کی مجبوریون ان کی جسمانی پلیدیون کے کہ یہہ مخلوق اپنی ناپاکی دہونے کی بہی قدرت نہین رکہتی۔ پرند کے مقابلہ مین بہی نہین۔ پوجو انکی پرستش کرو۔ یہہ کونسی ناانصافی ہے کہ زراعت کو پہلون کو کہ یہہ بہی نباتاتی جان رکہتے ہین۔ پرند اور چرند کو اور یہہ چہوٹی چہوٹی مخلوق پانی کے کیڑون ہوا کے کیڑون کو کہاؤ اور ہضم کرو۔ اور اونکو کہانا بے رحمی اور جان مارنا نہ سمجہو۔ اور اون چوپایون کے کہانے کو جو تمہارے کہانیکی چیز ہے۔ بیرحمی اور جان مارنا سمجہو اور اس جہالت کی سمجہہ پر انسانون کا خون ناحق کرو ظلم اور سراسر ظلم ہے۔ مارنا تو کسی کی جان کا ہو ظلم ہے۔ اور حق پر مارنا کسی کی جان کا بہی ظلم نہین بلکہ کہانیکی چیز جو خدا نے دی ہے اوسکو ذبح کرنا اور کہانا عبادت ہے اور نعمت کی شکرگزاری ہے۔ اون جانورون کو کہانا جو کہانے کے ہین۔ اور اون جانورون کو نہ کہانا جو نہ کہانے کے ہین۔ رضاے مولیٰ اصول اخلاق۔ اور نعماے الہیہ کا صحیح استعمال ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو ولاضلنہم ولا منینہم ولامرنہم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنہم فلیغیرن خلق اللہ ومن یتخذ الشیطن ولیا من دون اللہ فقد خسر خسرانا مبینا شیطان نے خدا سے کہا تیرے بندون کو بالضرور میں بہکاؤن گا یا بالضرور اونکو امیدین دلاؤن گا۔ یا بالضرور اون کو سمجہاؤن گا تو وہ جانورون کے کان کاٹینگے۔ اونکو سمجہاؤن گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلا کرینگے۔ تو جو کوئی خدا کو چہوڑکر شیطان کو دوست بنائیگا وہ صریح گہاٹا اوٹہائیگا۔ (نساء ۱۸ع) مین اپنے بچپنے مین جب عیسائیون کے کتون کو

انکی دم کٹی ہوئی اور کان کٹے ہوئے یا گھوڑون کو اونکی دم کٹی ہوئی دیکھتا تھا تو خیال ہوتا تھا کہ یہہ کس جرم کی سزا ہے۔ کہ گھوڑا مکھیون کے ظلم سے پریشان ہے۔ اور اوسکا خدا کا دیا ہوا مورچھل بے قصور چھین لیا گیا ہے۔ یا اب اس پیری مین مردون کو ڈاڑہی مونچھہ منڈاکر زنانہ صورت بننے اور خلقت کو متغیر کرنے کا شوق دیکھکر متعجب ہوتا تھا کہ آخر اس کی بنیاد کیا ہے۔ مگر اس آیت نے تشفی کردی کہ یہہ شیطانی کام ہے اور شیطان کی مانگی مراد۔ تو اے لوگو! یہہ کتون یا گھوڑون کی دم کاٹنی جو خدا نے اوس بے زبان اور بے بس مخلوق کو ہاتہہ کی جگہ مکھیون اور پتنگون سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے دی ہے کوئی نئی تہذیب اور علمی انکشاف نہین ہے۔ بلکہ یہہ پرانی ممنوع خداوندی رسم ہے۔ جب تو خدا نے منع کیا کہ یہہ شیطانی کام ہے۔ اور اون حیوانون پر صریح ظلم۔ اسی طرح ڈاڑہی مونچھہ منڈانے کا گھاٹا بھی دیکھہ لو۔ وہ بھی کھلا کھلا ہے کہ وہ قومی شناخت سے نکل جاتا ہے۔ قوم جسوقت قومی حقوق کی ادائیگی پر مائل ہو تو وہ عدم شناخت کی وجہ سے اوس حق کی ادائیگی سے مجبور ہو جائیگی کیا یہہ گھاٹا نہین۔ اس سے آدمی ہندو یا عیسائی تو ہو جائیگا مگر زنانہ صورت بناکر تغییر خلق اللہ مین کیون نہ داخل ہوگا۔ ایسے سارے افعال رضاے مولیٰ اور اصول اخلاق کے خلاف ہین۔

چوپایون کی طرح پرندون کا بھی تم پر حق ہے وہ بھی تمہاری ہی طرح کی مخلوق ہے وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم سارے چوپائے جو زمین پر ہین اور سارے پرند جو اپنے بازون پر اوڑتے ہین وہ بھی تمہاری ہی طرح کی اُمتین ہین (انعام ع۴) اونکا نظم و انتظام۔ اون کا تمدن۔ اون کی گفتگو اونکی ہمدردی۔ علی ہذا بعتیری باتین اگر تم فکر کرو تو سمجھو گے۔ اور عجائبات قدرت تم کو دکھائی دینگے تو اونکو کھانے کے لئے شکار کرو تو کرو مگر مشق شکار کے لئے تو اون پر ظلم نہ کرو بس اتنا یاد رکھو کہ نعماء الٰہیہ کا استعمال غلط اور بے راہ نہو جائے۔ کیونکہ یہہ اصول اخلاق اور رضاے مولے کے خلاف ہوگا

آسمان سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض خدا نے آسمان وزمین کی کل چیزون کو تمہارے کام مین

لگادیا۔ (جاثیہ ع۲) یہہ ساری چیزین تمہاری خدمت مین لگی ہین۔ تو ایسے بیوقوف تم کیون بنو کہ انہین پوجو تم انکی خدمت مین لگو۔ مگر جیطرح زمین کی چیزین ہمارے کام مین لگی ہین اوس طرح آسمانی چیزین ہمارے کام مین نہین لگی ہین زمین آسمان کا فرق ہے۔ خود زمین اور اوسکی آب وہوا کو چھوڑکر باقی چیزون سے ہم کام لیتے ہین اور دنیا کی ساری چیزون پر ہماری دست رسی ہے۔ مگر آسمانی چیزین ہمارے کام مین بغیر ہماری دست رسی کے لگی ہوئی ہین۔ مثلاً جیسا کہ چوپایون کی نسبت خدا نے فرمایا۔ انتم لہا مالکون تم اون کے مالک ہو اون پر اختیار تصرف رکھتے ہو۔ لیکن آسمانی چیزون کی نسبت اوس نے فرمایا وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ اوس نے رات دن۔ آفتاب ومہتاب اور ستارون کو تمہارے کام مین لگادئیے جو تمہارے کام مین خدا کے حکم سے لگے ہوے ہین۔ (نحل ع۲)۔

آسمانی نعماے الہیہ کچھ تھوڑے نہین۔ یہہ بے تہاہ وسعت بیجان نہین بیکار نہین۔ خدا جانے کتنے راز اسکے اندر ہین ان مین سے یہہ۔ روشنی آفتاب ماہتاب۔ رفتار سیارے قیام ثوابت۔ بجلی کی رو۔ اور علی ہذا جو چیزین کسی قدر احاطہ علم کے اندر ہین وہ کیا کم ہین۔ اون کے متعلق ہم صرف برقی رو دریافت کرسکے ہین اور ہوائی جہاز چلانا سیکھا ہے باقی ودیعتین ہنوز راز سربستہ ہی ہین جو ترقی کی آیندہ دور کے لئیے ہین یہہ بھی معلوم نہین کہ یہہ کس قوم کے علمی اور عملی خزانہ کے راس المال ہونگے۔

آسمانی نعماے الہیہ جو مشاہدات انسانی سے پرے ہین وہ انسانی دست رسی سے باہر ہین نہ ہمارا اختیار اون پر نہ ہمارے حقوق اون پر۔ نہ اونکا اختیار ہم پر نہ اون کے حقوق ہم پر وہ ہمین کچھہ فائدہ پہونچاتے نہین مگر یہہ تو خدا کی مہربانی ہے کہ ہم کو اون سے فوائد پہونچتے ہین تو خدا نے جسکو راز سربستہ کی طرح رکھا ہے اوسے راز سربستہ ہی رہنے دو۔ کہ کس نکشود ونکشاید بحکمت این معمارا۔

ہمنے اصول اخلاق بیان کیا۔ اور اسکے چار ارکان یا چار قوتین بھی جن قوتون پر اصول اخلاق کی بنیاد قایم ہے پھر یہہ اصول اخلاق کن کن کے ساتھہ کس کس طرح برتا جائیگا۔ اسکے دائرے بھی بیان کئیے ہی ہے۔

Marfat.com

توشۂ آخرت۔ اور زراعت آخرت۔ تو یہہ زراعت کہان کی جائے اوسے اب بیان کرنا ہے۔

دنیا

یہہ دنیا کیا ہے جس پر دنیا والے ریجھے بھی۔ اور اوسے ملعون بھی کہا۔ اور اوسکا نام مزرعۃ الاخرۃ بھی کہا۔ یہی دنیا ہے کہ تماشا گاہ قدرت ہے۔ یہی دنیا ہے کہ تماشگاہ فطرت ہے۔ اسی کے تماشے دیدنی ہین۔ اسی کے افسانے شنیدنی ہین۔ اسکی شراب تیز و تند اور خواب آور ہے جنہون نے پی وہ غفلت کی نیند سو گئے مبارک وہ جو بیدار رہے اور تماشہ بینی مین حقیقت بین رہے۔ اونہون نے دیکھا کہ دنیا کا ہر ایک ذرہ اک کتاب ہے۔ اور ہر ایک کتاب اپنی عبارت جدا معنی جدا۔ مگر مفہوم ایک ہی رکھتی ہے۔ ہر ایک کتاب اپنا باب جدا فصل جدا مگر موضوع ایک ہی رکھتی ہے۔ جیسے لیمپ کے شعلون پر چمنیان اور چمنیون پر غبارے اس لئے یہہ مصحف عالم پڑھنے کا اور غور و فکر کرنے کا ہے۔ اسکے عجیب و غریب اسرار کھلتے بھی جاتے ہین۔ پھر بھی راز ہی ہین۔

دنیا کی یہہ نیرنگیان ہین کہ گلستان کے ساتھہ خارستان بھی۔ راحت کے ساتھہ مصیبت بھی۔ رنج کے ساتھہ خوشی بھی تلخی کے ساتھہ شیرینی بھی۔ بھلائی برائی توام یعنی یہہ متضاد مجمع البحرین عالم ہے۔ اسکے باشندے بھی جیسے صورت مین مختلف سیرت مین مختلف ویسے ہی مذہب اور خیال مین مختلف ہین۔ تو ایک گروہ یہہ کھنے لگا ہوا کہ ہم دنیا کے لئے پیدا کئے گئے۔ ہمارا کام ہے دنیا مین عیش و عشرت منانا اور مر جانا ہے۔ اور دوسرا گروہ یہہ کھنے لگا ہوا کہ دنیا ہمارے لئے پیدا کی گئی۔ ہمارا کام ہے اس مزرعۃ الاخرۃ مین زراعت کرنا۔ اور دوسرے عالم کے لئے ذخیرہ کرنا۔ تو پہلا گروہ دنیا کا ہو رہا چند دنون کی بات تھی۔ ادھر مرا ادھر دنیا دوسرے کی ہو گئی دوسرا گروہ دو جماعتون مین منقسم ہوا۔ ایک جماعت نے دنیا کو چھوڑا۔ مگر دنیا نے اوسے نچوڑا۔ دوسری جماعت نے اس مزرعۃ الاخرۃ مین زراعت کی محنت کی۔ اور محاصل کاٹ کر بامراد گھر کو لے گیا۔

تو دنیا کیا بری ہو گی۔ اور کیون بری ہونے لگی۔ غریب زمین نے کیا بگاڑا۔ یہہ نیلے آسمان نے کیا گولے برسا

Marfat.com

یہہ زمین و آسمان کی مخلوق نے کیا پہاڑ توڑے۔ یہہ دنیا تو انسان کے لئے ہے جسکے ساتھہ اسکے فوائد اور اوسکی حیات و موت وابستہ ہے۔ اس لئے یہہ دنیا بری نہین حیات دنیاوی ہی کو بری کہو بہلی کہو۔ اگر حیات دنیاوی تمہارے درستی اخلاق سے دین ہوگئی ہے تو تمہاری دنیا دین ہے۔ اور اگر حیات دنیاوی پر ماسوے اللہ اور دنیاوی چیزون نے غلبہ اور سطوت حاصل کرلی ہے نہ اوسمین دینی ہدایات بہی ڈہک گئے تو تمہارا دین بہی دنیا ہے۔ اسی لئے خدا نے بہی اس دنیا کی مذمت نہین کی۔ نہ اسکو چہوڑ دینے کو کہا۔ نہ کوئی دنیاوی مخلوق دنیا کو چہوڑ کر باہر جا بہی سکی۔ ہان حیات دنیاوی کی نسبت اوسکی واضح ہدایتین ہین۔ مختصر یہہ کہ حیات دنیاوی ہی دنیا یا دین ہے اب اسکو جیسی بناؤ۔

خدا فرماتا ہے زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا کافرون کو حیات دنیاوی بہلی دکہائی گئی (بقرہ ع ۲۶) دنیاوی زندگانی پر ریجہنا کافرون کی شان ہے۔ مگر فی زماننا مسلمانون کا بہی یہی حال ہو رہا ہے دولت اور دنیاوی ہی بہڑک کو اونہون نے اپنے کمال ترقی کی معراج سمجہا ہے۔ اور اس مین منہمک ہو کر مذہب اور عزت سب کو خیرباد کہنے کو ہم کہڑے ہو گئے ہین۔ پہر بہی دنیا انکی نہ ہوئی۔ دنیا کے چلتے دین بہی گیا۔ خسر الدنیا والاخرہ (حج ع ۲) یہہ دنیا کے ہو گئے تو دنیا ان پر حکمران ہوگئی اگر یہہ دنیا اور خواہشات پر حکمران ہوتے تو یہہ دنیا انکی ہوتی اور محکوم ہو کر۔

حیات دنیاوی کا دوسرا نام حب الشہوات ہے۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث، ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہٗ حسن المآب۔ حب الشہوات انسان کو بہلی دکہائی گئی یعنی محبت عورتون بیٹون سونے چاندی کے خزانون نشان کئے ہوئے گہوڑون مویشیون اور کہیتی کی۔ یہہ تو حیات دنیاوی کے فوائد ہین۔ اور بہتر ٹہکانا خدا کے قرب مین ہے (ال عمران ع ۳) پناہ خدا ہی کے قرب مین ملتی ہے۔ یہہ چیزین پناہ دینے والی نہین بلکہ ان کی محبت تباہ کن اور پریشان حال کرنے والی ہے۔ نہ اس مین سکون

ہے نہ اطمینان جس نے ان سے دل لگایا وہ بے پناہ ہوا۔ دیکھ لو دنیا اسی مین ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے۔

خدا نے حب النساء والبنین نہین فرمایا بلکہ حب الشہوات من النساء والبنین۔ فرمایا کیونکہ نہ بیبیان اور بیٹے دشمن نہ انکی محبت جو محدود و بحدود اللہ ہو۔ وہ مضر اور تباہ کن۔ کیونکہ بیبیان کرنی اقتضائے فطرت سے ہے خدا ہی نے فرمایا عورتین اس لئے پیدا کی گئین لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ مروت تو فطرتاً خدا ہی نے ڈالدی پھر وہ اسکو مذموم کیون قرار دیتا۔ اسی طرح اولاد کی محبت۔ اسی لئے خدا نے فرمایا بیٹون اور بیبیون کے ساتھہ خواہشات نفسانی کی محبت بھلی دکھائی گئی یعنی وہ محبت نہین جو فطرتی ہو بلکہ حد سے تجاوز کی ہوئی اور شہوات کے درجہ پر پہونچی ہوئی محبت کو مذموم فرمایا کہ یہہ بھلی ہے نہین مگر بھلی دکھائی گئی ہے کہ اسی پر دنیا مری مٹی ہوئی ہے۔

دنیاوی چیزون سے دل لگانا تو سراب کے پیچھے دہوکا کہانا ہے وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور حیات دنیا تو غرور کی پونجی ہے (حدید پ ۳) اور غرور کا موجد شیطان ہے پہلے اوسی نے غرور کیا اور غرور کا تخم بویا۔ اسی غرور سے ملعون بھی ہوا۔ اور غرور ہی تائب ہونے دیتا نہین۔ اب تک وہ تائب بھی نہوا۔ دنیا کو دیکھو تو یا غرور کرنے یا غرور کے مواد حاصل کرنے مین پڑی ہے۔ اور دنیا مین بہت زیادہ فساد اسی کا ہے حیات دنیاوی اسی کے ہاتھون مذبوح ہے۔

خدا نے فرمایا ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ان لوگون کے بعد ہم نے تم کو دنیا مین خلیفہ بنایا تاکہ دیکھین کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو (یونس پ ۲) یہہ دنیا تو دار الامتحان ہے اس امتحان سے کون بچا۔ پھر ہم کیون بچتے تو بطور آزمایش اوس نے ہم کو اونچا بھی کیا۔ اور نیچا بھی۔ اونچے ہوے تو دنیاوی عیش و عشرت پر لوٹے اور نیچے ہوے تو سب کچھ کھونے کے ساتھہ دینی دولتون کو بھی کھو بیٹھے۔ خدا نے ہوشیار کر دیا تھا۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ ا لا

کیا تم یہہ گمان کئے ہوئے ہو کہ تم جنت مین داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اونکی حالتین جو تم سے پہلے گذر چکے ہین تم کو پیش نہین آئین۔ اونکو سختیان پہونچین تکلیفین پہونچین وہ جھڑ جھڑا بھی گئے یہان تک کہ رسول اور اون کے ساتھی مومنین پکار اوٹھے کہ مدد کب آئیگی تو خدا نے جواب دیا کہ سنو اللہ کی مدد قریب ہے۔ (بقرہ ع ۲۶) غرض اس دار الامتحان مین عبودیت اور محبت کا امتحان ہے اور کامیاب ہوئے کا نمبر اور معیار تم کو بتا دیا گیا ہے کہ تمہارا حال ہو جانا چاہئے انت ولیی فی الدنیا والاخرہ دین و دنیا مین تو ہی ہمارا دوست ہے۔ (یوسف ع ۱۱)

خدا نے فرمایا اعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا لعب و لھو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد آگاہ ہو کہ حیات دنیاوی کھیل اور تماشا ہے۔ زینت ہے۔ اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد مین بڑھوتی چاہنا (حدید ع ۳) دنیا والون کو دیکھو تو اونکی زندگانی اونہین باتون مین منہمک ہے لیکن ع ۱ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرہ ع ۲ من یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا و من یرد ثواب الاخرۃ نوتہ منہا ع ۳ من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ و من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منہا و مالہ فی الاخرۃ من نصیب بعض تم مین دنیا کے طالب ہین اور بعض آخرت کے ع ۲ جو کوئی دنیاوی بھلائی کی نیت کرے تو اوسے ہم دیہی دینگے۔ اور جو کوئی آخرت کی بھلائی کی نیت کرے تو اوسے بھی ہم وہی دینگے جو وہ چاہتا ہے ع ۳ جسکی نیت آخرت کی کھیتی کی ہو گی تو اوسکی کھیتی مین ہم بڑھوتی دینگے یعنی آخرت کے ساتھہ دنیا بھی اور جسکی نیت دنیا کی کھیتی کی ہو گی تو اوسے ہم دنیا تو دینگے۔ مگر آخرت مین اوسکا کچھہ حصہ نہوگا (ع ۱ ال عمران ع ۱۶ ع ۲ ال عمران ع ۱۵ ع ۳ شوریٰ ع ۳) ... اصل مین نیت ہے۔ تو چاہیے قرون اولیٰ کی روش اختیار کرو کہ تم کو دین و دنیا دونون ملین چاہے یورپین ترقی کی روش کہ دنیا مین تمہاری کامیابی ہو مگر آخرت مین تمہارا کوئی حصہ نہو۔ چند روزہ کامیابی کو کامیابی کہو یا ناکامی۔ تدبر کرو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مطلب ہمت یکسوئی۔ فراغ قلبی استقلال اور

Marfat.com

حسن اخلاق۔ یہہ صفات ہین کہ کامیابی انہین پر منحصر ہے۔ مگر اس روشن زمانہ کی رفتار ترقی پر چلو تو طلب کر سکتے ہو۔ ہمت کر سکتے ہو۔ اس مین کلام نہین مگر ذرسی ناکامی مین بھی دونون کھو سکتے ہو۔ کیونکہ گوئی اور فراغ قلبی جو اوسکی حفاظت کرنے والی ہے۔ وہ یورپین رفتار ترقی مین نہین۔ استقلال ہے مگر حسن اخلاق منافقانہ۔ اور بغیر ان صفات کے ترقی۔ ترقی نہین ہے۔ اک فوق السٹرک نمائش ہے دولت و ثروت تو بنیوون کو ہے۔ مگر انسانی صفات مین وہ کورے۔ ایسے حال مین کامیابی جو ہوگی وہ بھی نمائشی ہوگی۔ گرچہ غلغلہ آمیز ہو۔ مگر جہوٹی قلعی چند دنون کی۔ اسکی تصدیق آنیوالی نسلین کرینگی اگر اسلامی رفتار سے ترقی کرنی چاہو تو تمہین تصفیہ و تزکیہ حاصل ہوگا اور خدائی محبت اور رضائے مولے جو اصول اخلاق ہے۔ تمہارے ہر کام کا مرجع ہوگی جس سے تمہارے روحانی صفات چمک اوٹھینگے۔ اور نہ تھکنے والی طلب نہ ٹوٹنے والی ہمت۔ ایمانی فراغ قلبی اور اخلاص سند انہ حسن اخلاق تمہین ایسا کامیاب بنائینگے جو ظاہری بھی ہو۔ اور باطنی بھی۔ اور وہ ماگزیر ہوگی بیلے ارادہ۔ یہہ دور ایک دن آنے والا ہے۔ جو اگر رہے گا۔ اور اگر دنیا کی طلب دنیا کے محکوم بنکر۔ دنیا کے قیدی بنکر کروگے۔ تو تمہاری دنیا تو جہل پریشان کن۔ خانہ جنگیون کا میدان۔ ناشدنی ہوسون کا خارزار ہوگی گرچہ ظاہر مین اطمینان و سکون نظر آئے۔ جیسے آج کل کا حال ہے تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی بینہم تو یہہ تمہاری پیٹھ مین ایسا سرطانی زخم ہوگا کہ نہ تم اوسے دیکھہ سکو نہ اپنے ہاتہون مرہم پٹی کر سکو۔ نہ اوس مین سنہ ہو۔ نہ وہ پہوٹے نہ بھٹے۔ یا تو وہ پہیلا جائے یا اندر ہی اندر بڑھ کر تم کو لے مرے۔ اور دیکھہ لینا موجودہ ترقی اسی زہریلے زخم سے مرنے والی ہے۔

میری یہہ غرض نہین کہ دنیا چھوڑ دو۔ دنیا کی مخلوق ہو دنیا چھوڑ کر کہان جا سکتے ہو۔ آبادی بسا دیا جنگل دو تون اسی دنیا مین۔ مگر دنیا اور دین مین نہین۔ دنیا تو تم مین ہے۔ بس اس دنیا کو دین بنا ڈالو کہ سب کچھ اگرچہ جو دنیا والے کرتے ہین۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر۔ مگر اعمال کا قبلہ ایک ہی رہے۔ کہ دنیا تمہارے

Marfat.com

نئے ہو اور تم خدا کے لئے۔ ہ

نمی گویم کہ در گلشن گل و باغ و بہار از من — بہار از یار و باغ از یار و گل از یار و یار از من

دل بیار و دست بکار۔ مگر بجائے اسکے تمہارا حال تو یہہ ہو رہا ہے۔ تریدون عرض الدنیا واللہ
یرید الاخرۃ تم چاہتے ہو مال و متاع دنیاوی اور خدا چاہتا ہے تمہاری آخرت کی بہبودی
(انفال ع۹) تم خدا کے ہو رہو کہ خدا تمہارا ہو جائے تو اوسکی دنیا بھی تمہاری۔ اور دنیا کے
ہو رہو گے تو دنیا کی بساط کیا چند ہی دن قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقیٰ اے رسول
کہدو کہ دنیا کا فائدہ تو محض قلیل ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت بہتر ہے۔ (نساء ع۱۱)
آخرت کو گھر سمجھو اور دنیا کو تجارت کی منڈی۔ تجارت کرنے آئے ہو تو اس منڈی مین تم بھی اپنی
دوکان لگاؤ۔ مگر دوکان اس لئے کرو کہ گھر بھرے۔ اس لئے نہین کہ گھر تمہاری غفلتون سے اوجڑ جائے
اور دوکان پر رونق ہو جو تمہاری قیام گاہ نہین قرارگاہ نہین۔ اگر تم ایسا ہی کرو تو کیا۔ ارضیتم بالحیوۃ
الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل کیا تم آخرت کے بدلے دنیاوی
زندگی پر راضی ہو بیٹھے تو حیات دنیاوی کی پونجی آخرت کے مقابلہ مین تھوڑی ہی ہے (توبہ ع۶)
افسوس کہ تمہارا تو یہی حال ہو رہا ہے کہ تم دنیاوی ہی زندگی پر راضی ہو بیٹھے۔ اور دین کو اولٹا کھیل
تماشا بنا لیا ہے۔ کیونکہ تم کو دنیاوی زندگی کی کامیابون نے مغرور کر دیا ہے۔ تو خدا فرماتا ہے۔
وذر الذین اتخذوا دینھم ھزوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا۔ جنہون نے اپنا دین کھیل تماشا
بنا لیا ہے اور اون کو دنیاوی زندگی نے دہوکے مین ڈال رکھا ہے ان کو چھوڑ دو یعنی اون سے
قطع تعلق کر لو (انعام ع۸) دنیا نے تمکو اس درجہ مغرور کر رکھا ہے کہ فرمان الٰہی سنکر بھی تم
ٹس سے مس نہین ہوتے۔ نامراد دنیا کی جھوٹی قلعی پر مرے مٹے ہوئے ہو اور اپنے کو اہل دنیا اور
طالب دنیا کہنا فخر بھی جانتے ہو۔ گرچہ ایک دن دنیا مین نہ رہو گے تم سے سب کچھ چھین لیا جائیگا

Marfat.com

سارا پول بالا پست ہوجائیگا ہوش آئیگا اوس وقت جب ہوش آ ناکام نہ دیگا نہ ناجائز حاصل کیے ہوے پرامسری نوٹ کام آئینگے۔ نہ کوئی انشورنس کمپنی۔ نہ فرنشڈ بلڈنگ۔ نہ کونسل کی ممبری نہ پولٹیکل کنیٹیون کی چیر مینی۔ نہ لیڈرانہ جہوٹ واسپچیں نہ واعظین کا ریاکارانہ وعظ۔ نہ مشایخون کا عرس در قص۔ طالب ماسوا طالب دنیا ہین انکے لئے فلاح ہہین وغرتھم الحیوٰۃ الدنیا۔ یہہ غور و فکر کا محل ہے۔ حیات دنیا دی کی محبت ہی مغرور بنا دیتی اور سدطرح اولجھا کر مار رکھتی ہے۔ اسی کا ترجمہ سمجھو حب الدنیا راس کل خطیئۃ دنیا کی محبت ساری برائیون کی جڑ ہے۔ پہلے یہہ ہے ہیا بناتی ابھرا ہیون سے لگاؤ ن سے خدا و رسول سے چہوڑا دیتی اور تنہا چہوڑ دیتی اور کنوین ہی ہمکا چہوڑتی ہے۔

شوہر کو بیوی سے بیٹے کو ماں باپ سے۔ بہائی کو بہائی سے دوست کو دوست سے لڑا کے والی چہوڑانے والی اور ہر طرح کے فساد کا تخم ڈالنے والی غور سے دیکہو تو دنیا کی محبت ہی ہے یہہ دنیاوی زندگی دنیا ہہین دنیا کی محبت دنیا ہے۔ اسکی مثال یہہ ہے۔ انما مثل الحیوٰۃ الدنیا کماءٍ انزلنٰہ من السماءِ فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتیٰ اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتٰھا امرنا لیلًا اونھارًا فجعلنٰھا حصیدًا کان لم تغن بالامس کذٰلک نفصل الاٰیات لقوم یتفکرون دنیاوی زندگی کی مثال تو ویسی ہی ہے جیسے ہم نے بدلی سے پانی برسایا اوس سے نباتات اوگے۔ جسے آدمی اور چوپائے کھاتے ہین۔ یہان تک کہ زمین جب اپنے بناؤ سنگار پر آئی اور مالک نے سمجہا کہ اب کھیتی اوسکے ہاتھہ لگ گئی تو ہمارا حکم ظاہر یا پوشیدہ آپہونچا اور ہم نے اوسے کاٹ کر ڈھیر کر دیا گویا کل یہان کھیتی تہی ہی نہین۔ ایسا ہی ہم غور کرنے والون کو کھول کہول کر بتے دیتے ہین (یونس ۳ ع) بس حیات دنیاوی جسپر لوگ مرے مٹے ہوے ہین یہی ہے ہوس ون

Marfat.com

کے سراب دار در پا پر طمطراق کا قلعہ اوٹھایا۔ اوسے موہوم امیدون کی آرایشون سے سجا سجایا سمجھے کہ یہی جنت ابدی ہے۔ بڑے بڑے بول اور تعلیون کا بازار گرم کیا اور اپنے کو دہوکا دیکر سمجھنے لگے کہ ہماکو حالانکہ دنیا بہت الیسون کو نگل گئی اور ہضم بھی کر گئی موت آنے دیر نہین کہ حرف غلط کی طرح مٹ گئے گویا پیدا ہی نہوئے تھے تو اس محبت اور انہماک دنیاوی کا نقصان خدا کو کچھ تھوڑے ہوتا ہے لپنے گھر مین آگ تم لگاؤ۔ ہادیان مذہب کی ہمیہ کی کمپنی آگ بجھانے آئے تو بجھانے نہ دو۔ نہ گھر سے نکلو تو پڑے اوس آگ مین آپ جلا کرو۔

یا ایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم تعلمون۔ لوگو! تمہاری سرکشیون کا وبال تمہاری ہی جانون پر ہے۔ دنیاوی زندگی کا فائدہ اوٹھالو۔ پھر ہماری ہی طرف تم کو لوٹنا ہے ہم تم کو تمہارے اعمال جتادینگے (یونس ع ۳) سرکشی کی تو بھگتنا پڑے گا۔ یہ چندروزہ دنیاوی فوائد نے تم کو دہوکے مین رکھا۔ اور سفر در پیش ہے۔ تو یہہ کئے دن آخر مرنا ہے۔ اور حضوری مین حاضر ہونا ہے۔ یہہ سارے نتیجے غفلت کے ہین۔ خدا غفلت سے اپنی پناہ دے۔

ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمأنوا بھا والذین ھم عن اٰیٰتنا غٰفلون ۝ اولٰئک ماوٰھم النار بما کانوا یکسبون ۝ وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی اُمید نہین رکھتے۔ اور دنیاوی زندگی پر راضی ہوگئے اور اسی کے ساتھ اطمینان حاصل کیا اور وہ بھی جو ہماری نشانیون سے غافل ہین۔ یہی لوگ ہین جن کا ٹھکانا اونکی کرتوتون کے سبب جہنم ہے (یونس ع ۱) لا یرجون لقاءنا۔ **قرآن مجید** مین بہتیری جگہ آیا ہے۔ اس سے لوگون نے آخرت کی ملاقات سمجھا ہے۔ مگر قرآن مجید کا کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسا پایا نہین جاتا۔ پھر اپنی رائے سے قرآن مجید کو مقید کرنیکی کیا ضرورت۔ اسکی تعمیم کی تخصیص صحیح نہین۔ خدا کی ملاقات کی اُمید نہین رکھنے کے صاف معنی یہی ہین کہ جو طالب خدا نہین ہین۔ جو طالب خدا ہین وہ کب ملنے کی اُمید رکھتے ہین۔ یہہ بحث لغو ہے کہ وہ دیکھہ نہین سکتے اور اس دنیا مین

Marfat.com

دیکھینگے کیونکہ نہ وہ اس دنیامین دیکھ سکتے نہ اوس دنیامین۔ مگر وہ قادر ہے کہ وہ اپنے کو جیسے اوس عالم مین دکھا سکتا ہے۔ اس عالم مین بھی دکھائے۔ طالبین خدا اپنی قدرت کو دیکھ کر نا اُمید ہوتے ہین۔ اور اوسکی قدرت کو دیکھ کر اُمیدوار انکا ایمان بین الخوف والرجا ہوتا ہے۔ آیت کا مطلب یہہ ہے کہ جو لوگ یہان خدا سے ملنے اور اوسکی حضوری کے اُمیدوار نہین ہین۔ طلب نہین آئی۔ اور وہ حیات دنیاوی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے۔ اور اوسکی نشانیون سے بھی غفلت کی یعنی نہ ذکر کیا نہ فکر کیا اونکو دنیاوی مشاغل نے ادہر متوجہ ہونے نہ دیا۔ اونکو اوس سے ملنے کی بیچینی نہ ہوتی۔ وہ دنیاوی ہی فارغ البالی پر راضی ہو گئے اور خدا کی نشانیون سے جن سے اونکو طلب اور تڑپ ملنے کی پیدا ہوتی غافل ہو گئے تو وہ ایسی کرتوت کے سبب جہنمی ہین۔ ایسون پر افسوس ہے۔ اونکی نادانی دیکھو فرحوا بالحیوٰۃ الدنیا وما الحیوٰۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا متاع ٥ وہ دنیاوی ہی زندگی پر خوش ہو گئے۔ اور دنیاوی زندگی تو عاقبت کے مقابلہ مین بے حقیقت چیز ہے (رعد ع ۳) خدا کا یہہ مطلب نہین کہ بے حقیقت ہے تو اوسے چھوڑ دو بلکہ مطلب یہہ ہے کہ حیات دنیاوی بے حقیقت ہے۔ تو اوس سے دل نہ لگاؤ۔ خدا کی دنیامین رہو خدا والے ہوکر۔ کہ دنیا چھوٹے نہین بلکہ دنیا دین ہو جائے۔

ورنہ یاد رکھو من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وھم فیہا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الاٰخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیہا وبٰطل ما کانوا یعملون ٥ جو کوئی دنیاوی زندگانی اور دنیاوی زینت کی نیت کرتا ہے تو ہم اوسکے اعمال کا بدلہ دنیاہی مین پورا بھر دیتے ہین وہ یہان گھاٹے مین نہین رہتا۔ مگر یہی لوگ ہین جن کے لئے آخرت مین جہنم کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ اونکا دنیامین سارا کچھ کیا دہرا سٹ گیا۔ اور اون کے اعمال نیست و نابود ہو گئے (ھود ع ۲) کمانا کچانا ہو تو کام درود ہو تو۔ دنیا کی نیت ہو گی تو دنیا ہے۔ اور دین کی نیت ہو گی تو دین۔ فلا تغرنکم الحیوٰۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور ٥ تو تم کو دنیاوی زندگی دہوکا نہ دے۔ اور تم کو اللہ کے بارے مین شیطان دغاباز فریب دے

(فاطر ع۱) اگر تم اب نہ چیتے تو ایک دن چیتو گے جس دن تم کو کھا جائیگا۔ اذہبتم طیبٰتکم فی الحیوٰۃ الدنیا واستمتعتم بہا الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون تم دنیا کی زندگی مین مزے اوڑا چکے اور اون سے فائدے اوٹھا چکے تو آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دیجاے گی کہ تم دنیا مین ناجائز تکبر کیا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ تم بدکاریان کرتے تھے۔ (احقاف ع۲) خدا کا ہر لفظ قابل توجہ اور قابل غور و فکر ہے۔ اسی آیت کی غیرت نے بعض فقرا کو دنیاوی تمتع سے روکا اور رہبانیت کی راہ دکھائی۔ یا صحرا اور جنگل مین دیوانہ وار پھرایا۔ یا خلوت کے کونون مین بٹھا دیا۔ مگر وہ غلطی مین پڑے کیونکہ دنیاوی لطف و تمتع جرم نہ تہا۔ بلکہ اسکا تکبر اور دنیاوی فوائد سے بدکاریان۔ بما کنتم تستکبرون اور بما کنتم تفسقون فرمایا ہے۔ دوسرے ان جرمون سے بچنے کی راہ جو رہبانیت کی اختیار کی گئی یہہ خود رضاے مولے کے خلاف ہے اور اہل کتاب کی قایم کردہ بدعت تو دیکھو۔ دنیا مین ہو دنیاوی تمتع حاصل کرو۔ مگر دنیاوی تمتع سے دل نہ لگاؤ۔ وماھذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ۝ یہہ دنیاوی زندگانی تو بس لہو لعب ہے حقیقت مین دار آخرت کی زندگی ہے۔ کاش لوگ سمجھتے (عنکبوت ع۷) کیونکہ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق جو تمہارے پاس ہے وہ تو بنڑ جائیگا۔ اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہیگا۔ (نحل ع۱۳) مبارک وہ جو حضوری کے طلبگار رہین۔ اور افسوس اون پر جو غفلت کی نیند سوتے ہین۔ فانی سے دل لگاؤ گے تو فنا ہو جاؤ گے۔ اور یہی روحانی موت ہے۔ اور باقی سے دل لگاؤ گے تو نہ فنا ہونیوالی حیات تم کو ملے گی فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ہم اونہین زندگی بخشینگے۔ پاک زندگی یہہ حیات طیبہ ایک ایسی زندگی ہے جسکا جسم نورانی۔ جسکی سماعت بی یسمع اور جسکی بصارت۔ بی یبصر اور جسکا سواجہہ اسلم وجہہ للہ اور جسکا وجود محیای ومماتی للہ رب العلمین ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اسے لوگو! جو لوگ دنیاوی چمک دمک پر مرمٹے۔ اور روحانیت سے غافل ہو گئے۔ وہ جسم ہین بے جان

لفظ ہین بے معنی - اونہون نے اون نعمتون کو جو روحانیت کے لیے ملی ہین ضایع کر دیا برباد کر دیا تو اون سے
بڑہ کر ناشکرا کفران نعمت کرنے والا کون - ایسے کافرون کی شان مین خدا فرماتا ہے وویل للکفرین من
عذاب شدید الذین یستحبون الحیواة الدنیا علی الاٰخرة ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا اولئک
فی ضلل بعید ٥ - افسوس ہے کافرون کے سخت عذاب پر - یہہ وہ ہین جو بمقابلہ آخرت دنیاوی زندگی کو
زیادہ پسند کرتے ہین - (یعنی دنیا کو دین پر مقدم کئے ہوے ہین -) اور لوگون کو خدا کی راہ سے روکتے ہین
اس طرح کہ اوس مین کجی ڈہونڈہتے ہین یہی لوگ پرلے درجہ کی گمراہی مین ہین (ابراہیم ع۱) افسوس
فی زمانناہی حال مسلمانون کا ہو رہا ہے کہ اونکی کائنات دنیا ہو گئی ہے جس مین خدا کا نام نہ آئے اور مذہب
اون کے کورانہ عقلی اور گمراہانہ فلسفی اعتراضون کا نشانہ گاہ ہے - اونکا کام ہے - دہریون کے اعتراضونکا
دہرانا - اور قرآن اور قرآن کے ماننے والون پر اعتراض جمانا تشفی سے مطلب نہ غور و فکر سے واسطہ
صرف باپ اور اقران کو خوش کرنا کہ ہم فلسفی تعلیم یافتہ اور آزاد خیال ہو گئے - ان پر خداہی رحم کرے
یہہ دنیاوی خفیف کامیابیون پر مغرور ہو گئے ہین اور غرور حق طلبی کی آنکہین پہوڑ دیتا ہے - تو مغرور نہ توبہ
کرتا ہے نہ اوسکی توبہ قبول - فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیواة الدنیا ذلک
مبلغہم من العلم - تو جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے اور حیات دنیاوی ہی کا طالب ہو اوس سے
اعراض کرو - یہہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ اون کے علم کی رسائی یہین تک ہے (النجم ع۲) تو وہ
اس کا کچہہ بہلا نتیجہ نہ پائینگے - فاما من طغی واثر الحیواة الدنیا فان الجحیم ہی الماوی جس نے سرکشی
کی اور دنیاوی ہی زندگی کو بہتر سمجھا تو بے شبہ وہ گیا جہنم مین (النزعت) اتنا کچہہ جان بوجہ کر
بہی لوگ دنیا اتنا کیون گرویدہ ہین - جہلا تو جہلا بلکہ بہتیرے فقرا بہی اس مرض کے مریض ہین - آخر اسکی وجہ
کیا ؟ تو خدا فرماتا ہے - یعلمون ظاہرا من الحیوة الدنیا وہم عن الاخرة غفلون ٥ وہ حیات دنیا کے
ظاہر کو جانتے ہین اور آخرت سے تو وہ غافل ہین (روم ع۱) اور غفلت ہی ام الجرائم ہے -

Marfat.com

مسلمانو اب سمجھتے ہو کہ دریا مین رہین اور مگرمچھ سے بیر۔ دنیا مین رہین اور محبت دنیا سے پرہیز ہان ہان تمہین ایسا ہی ہونا چاہئے کہ دریا مین رہو اور مگرمچھ سے بیر رکھو اوس سے آمیزش کرو گے تو وہ تمہین نگل جائیگا اسی طرح دنیا مین رہو اور اوسکی محبت سے پرہیز کرو دل لگاؤ گے تو وہ کھاجائیگی کتنون کو کھاچکی مگر تمہاری سمجھ مین نہین آتا کہ یہہ کیونکر ممکن ہے۔ ممکن نہوتا تو خدا اسکی ہدایت ہی کیون کرتا۔ فقہاے ربانی یعنی واعظین کی جماعت اسی لئے تو خدا نے قایم کردی ہے کہ تم خدا کی باتین سنو خدا سے ڈرو۔ اور خدا طلبی کی راہین ڈھونڈھو۔

فقہاے ربانی یا واعظین

تفقہ کے معنی دین مین سمجھ پیدا کرنے کے ہین۔ لعلکم تفقہون اور لعلکم تعقلون سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ خدا نے بہت کچھ اپنی نشانیان اور ملکوت زمین وآسمان اور عبرت انگیز واقعات طرح طرح سے بیان فرمادیئے ہین تاکہ تم عقل کو کام مین لاؤ اور دین مین سمجھ پیدا کرو۔ مگر فطرت مختلف الکیفیت بنائی گئی ہے اس لئے یہہ ہر شخص کا کام نہین۔ بہ این لحاظ نظام روحانیات نے نظم یون کیا ہے کہ ایک جماعت ضرور بالضرور ایسی ہونی چاہئے جو دین مین تفقہ پیدا کرے۔ اور قوم کو خدا کی عظمت و جلالت اوسکی کبریائی اور بے نیازی سے ڈرائے کہ دلون مین ہیبت کبریائی پیدا ہو۔ کیونکہ یہی ہیبت کبریائی قطع ماسوا۔ صفائی باطن اور حصول قرب خداوندی کا موجب ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ۝ تو کیون اونکی جماعت مین سے کچھ لوگ نہ نکلے کہ دین مین تفقہ پیدا کرین۔ اور جب قوم کی طرف متوجہ ہون تو قوم کو ڈرائین شاید وہ بچتے رہین (توبہ ع ۱۵) یہہ انذار رسالت کی ایک خدمت ہے اس ہدایت کے بموجب کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئین جو دین مین تفقہ پیدا کرین۔ تفقہ کے یہ معنی نہین کہ سیاست مین بادشاہ کے سہیم و شریک ہون اور بیع واجارہ اجتماعی مقدمات کا فیصلہ

Marfat.com

اور فتوے دین بلکہ وہ قوم کو خدا کی عظمت و جلالت سے ڈرائین تاکہ قوم دینوی معاملات مین بھی و حد سے باہر نہ جائے اور اپنے اصلاح حال کے جانب متوجہ ہو۔

فقہائے ربانی آمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ کے مظہر ہین انکی خدمت یہ ہے۔ عظمت و جلالت کبریائی کی سطوت دلون مین بٹھاکر امر معروف اور نہی منکر کرتا۔ مگر یہہ خدمت وہ کب ادا کرسکینگے جب وہ خود حدود اللہ کے محافظ ہولینگے ورنہ وہ بجائے فقیہہ ہونیکے خود رافضیحت و دیگرے رانصیحت کے مصداق ہون گے اسی لئے خدا نے فرمایا۔ والحفظون لحدود اللہ۔

فقہا کی خدمت موعظت و نصیحت ہے تو مناسب ہی نہین بلکہ ضرور ہے کہ مین کسی قدر موعظت کے متعلق بھی ہدایات ربانی سنادون تاکہ واعظین کو اصلاح حال کا موقع ملے۔

موعظت

فقہا کی خدمت بیان کی گئی موعظت و انذار کی۔ تو خدا کا فرمان یہہ ہے یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین ۝ لوگو! خدا کی طرف سے موعظت اور امراض باطنی کی شفا اور مومنون کے لئے ہدایت و رحمت تمہارے پاس آچکی (یونس ع ۶) بس یہی خدائی موعظت سنادو۔ یعنی قرآن مجید کہ یہہ تو سراسر نصیحت ہی ہے۔ خدا نے کس طرح بقسم فرمایا ہے۔ ص والقرآن ذی الذکر قسم ہے قرآن نصیحت کرنے والے کی۔ موعظت و نصیحت اوسی نے بھیجی ہے۔ اوسی کو پہونچادینا ہے۔ مگر دین مین سمجھ پیدا کرلینے کے بعد۔ تاکہ یہہ خدمت بے جگہ نہو۔ اور بے فائدہ نہوجائے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ راہ خدا کی طرف لوگون کو عاقلانہ اور نصیحت سود مند سے بلاؤ (نحل ع ۱۶) اوس وقت نصیحت کرو جب سمجھو کہ میری نصیحت کارگر ہو گی۔ اور ذکر ان

Marfat.com

نفعت الذکری (اعلی) اور ان باتون سے نصیحت کرو جو فطرتاً موثر ہوا کرتی ہین۔ وذکرھم بایام اللہ اونکو ایام اللہ یاد دلاؤ۔ کہ ایام اللہ کس کس طرح گزرے ہین (ابراھیم ع ۱) اس مین اگر مجادلہ کی نوبت آجائے تو جادلھم بالتی ھی احسن مجادلہ بعنوان احسن کیا کرو (نحل ع ۱۶) جسکو خود خدا نے بتا بھی دیا وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر تم سے لوگ مجادلہ کرین تو کہدو کہ تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے (حج ع ۹) یعنی مجادلہ سے کنارہ کش ہو۔ اور خدا کے حوالہ کرو۔ اے فقیہو دعوت الی اللہ کئے جاؤ اور عیسائیون اور آریہ کے مجادلہ مین نہ پڑو کیونکہ تفقہ کی خدمت ہے انذار۔ اور خدا نے فرمایا۔ انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب تم تو ڈراتے ہو اوسکو جس نے قرآن کی پیروی کی۔ اور بے دیکھے خدا سے ڈرا (یس ع ۲) قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی کہدو کہ یہہ میرا راستہ ہے۔ مین اور میرے متبعین سمجھ بوجھکر دعوۃ الی اللہ کرتے ہین (یوسف ع ۱۲) اس دعوۃ الی اللہ مین جنگ وجدال اور مار دھاڑ تو ہرگز جایز نہین اوس نے فرمایا ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ برائی کا دفعیہ اچھی خصلتون سے کیا کرو (مومن ع ۶) قصے بھی بیان کرو تو قرآنی ہی۔ خدا نے فرمایا جاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکریٰ للمومنین ان قصون مین تمہارے پاس حق باتین اور موعظت ونصیحت مسلمانون کے لئے آچکی۔ (ھود ع ۱۰)۔

المختصر تبلیغ رسالت کرنی ہی نصیحت ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ یٰقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النٰصحین ۵ اے قوم مین تمکو تبلیغ رسالت کرچکا اور تمکو نصیحت کردی لیکن تم ناصحون کو پسند نہین کرتے۔ (اعراف ع ۱۰) معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم ایشیائی شاعرون سے سبق آموز تھی جنکو ناصحون پر آوازے کسنے مین خاص مزہ آتا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ ابلغکم رسٰلت ربی وانا لکم ناصح امین۔ مین تم کو تبلیغ رسالت کرتا ہون اور مین تمہارا امانت دار ناصح ہون (اعراف ع ۹) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا ابلغکم۔

Marfat.com

رسلٰت ربی والنصح لکم میں تمکو تبلیغ رسالت کرتا ہوں اور تمہارا ناصح ہوں (اعراف ۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ یٰقوم لقد ابلغتکم رسلٰت ربی ونصحت لکم فکیف اسیٰ علیٰ قوم کفرین۔ اے قوم میں تبلیغ رسالت کرچکا اور تمکو نصیحتیں کرچکا تو کس قدر افسوس ہے نہ ماننے والوں پر (اعراف ۱۱) یہی تبلیغ رسالت سب کی موعظت ونصیحت تھی اور سب نے کتاب اللہ ہی سے موعظت ونصیحت کی۔

مگر یاد رکھو جیسا کہ مینے بیان کیا ہے کہ پہلے خود اپنی اصلاح کرلو اور حدود اللہ کی حفاظت کرلو تو نفقہ کی انداز وتبلیغ کی خدمت کے لئے اوٹھو خدا فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون ۰ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ۰ وہ باتیں کیوں کہو جو خود نکرو۔ خدا کے نزدیک تو یہہ بہت ناشایستہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نکرو۔ (صف ۱)۔

واعظو! آؤ اور اس آیت کے سطابق اپنا محاسبہ کرو۔ مگر تم محاسبہ ہرگز نکروگے۔ کیونکہ داعظین ربانی اب رہے نہیں گویا اونکا سلسلہ ہی بند ہوگیا۔ اور تبلیغ اسلام کا ستارہ دہندلکے میں پڑگیا۔ آجکل کا وعظ کیا ایک قسم کا مشاعرہ نہیں تو سناٹرہ ہے۔ ادہر چوٹ اودہر چشمک زنی قرآن کی آیت تو تبرکاً پڑہی گئی۔ مگر سندات میں یورپین صاحبوں کے اقوال لائے جاتے ہیں۔ جو وحی کی جگہ قایم ہوئے ہیں۔ بہترین وعظ وہ ہے جسمیں بار بار قوم قوم کی پکار ہو جس میں کچھ اپنے پرایوں کے سفر کے فسانے بیان کرکے دلچسپی پیدا کی گئی ہو کہیں اپنے مذہب کے لاجواب ہونے پر کوئی نکتہ بیان کیا گیا ہو کہیں آریہ یا ہندو۔ عیسائی اہل حدیث۔ اہل فقہ۔ یا اہل تشیع۔ اہل تسنن پر چشمک اور حملے کئے گئے ہوں کہیں بزرگان دین کے بغیر جانچے ہوئے قصے بیان ہوں اور دو ہے اشعار مثنوی معنوی گاگر یا کسی یورپین اقوال کی سند لاکر بات مؤثر بنائی گئی ہو۔ اور بہترین واعظین وہ جو منہ بولی باتیں خوب بنائیں اور ہر کسی کے سامنے اوسکی سی کہیں موقع ومحل پہچانیں اور پولیٹکس جانتے ہوں۔ اور یہہ سارا کچھ

Marfat.com

اس لئے کہ میرے وعظ کا غلغلہ بلند ہو اور ہم آزاد طبقہ میں لیڈر اور پرانے طبقہ میں ہادی تسلیم ہوں۔ قومی ہمدردی قومی ہمدردی پکارا کرتے ہیں۔ مگر وہ اسٹیج ہی تک گھر آئے، تو وعظ کی تعریف پر کان اور اچھا ممبر ملنے پر خوشی۔ اور بعضوں کا زر موعودہ ملنے کی طرف دھیان اور بعضوں کو ہاتھ پاؤں چومے جانے کا غرور۔ نصیحت وہی کر گئے آئے جنکی نصیحت کئے جانے کے وہ خود مستحق تھے۔ اسی لئے نہ آجتک اتفاق ہوا نہ ہمدردی ہوئی وجہ کیا؟ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم وہ بولتے وہ ہیں جو انکے دلوں میں نہیں۔ یہہ کچھ قرآن تبلیغ بھی کرتے ہیں تو انکی ریاکارانہ تبلیغ قرآن پر بھی پردہ ڈال دیتی ہے۔ بات میں جب صدق اخلاص نہیں تو نتیجہ کی امید غلط۔

غرض قوم کو فقہاے ربانی کی ضرورت ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے۔ اور اوسکے دل میں خدا کی طلب پیدا ہو۔ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ بے شبہ یہہ تو نصیحت ہے۔ تو جو چاہے خدا کی طرف راہ پکڑ لے۔ (مزمل ع ۱)۔

طلب

تم نے پڑھا کہ تصوف ازلی ہے۔ یہہ بھی پڑھا کہ تصوف کی خدائی اصطلاح صراط مستقیم یا صراط اللہ ہے یعنی اپنے اور خدا کے درمیان خط کھینچو۔ یا رشتۂ محبت پیدا کرو تو سب سے چھوٹا خط صراط مستقیم یا صراط اللہ ہے۔ تم نے یہہ بھی پڑھا کہ صراط اللہ کی رفتار روش رضائے مولے یعنی اصول اخلاق کی تعمیل ہے۔ تم نے یہہ بھی پڑھا کہ اسکی تعمیل کے لئے اصولی چار قوتیں ملی ہیں۔ جو اوسکے ارکان ہیں۔ تم نے یہہ بھی پڑھا کہ یہہ قوتیں کہاں اور کن کے ساتھہ صرف کی جائیں۔ وہ اوسکے دائرہ ہیں۔ تم نے یہہ بھی پڑھا کہ اسکی تعمیل کی جگہ یہہ دنیا ہے جو مزرعۃ الآخرت ہے۔ تم نے یہہ بھی پڑھا کہ اس دنیا میں فقہائے ربانی مامور بحکم خداوندی ہیں۔ جو تمہیں برائیوں سے روکیں اور تعمیل حکم یعنی اصول اخلاق و روحانیت کی طرف توجہ دلاتے رہیں تاکہ تم میں طلب پیدا ہو۔

اب اگر تم مین طلب آئی ہے تو اوسکی حفاظت کرو۔ اسکی پرورش کرو۔ اسکا محاسبہ کیا کرو۔ اور اُسکے نگران رہو کہ یہہ تخم اوگے اور پھول پہل لائے۔ یہہ تخم تمہارے دل مین بویا گیا ہے تو ذکر و فکر اور ریاضات و مجاہدات سے اسکو پانی دیتے رہو۔ اور سینچتے رہو کہ یہہ درخت بنے اور اپنے پورے ادٹھان پر آئے۔ یہی وہ درخت ہے جسکی شاخین آسمان سے بلند ہین۔ اسکی آیتین کلمہ طیبہ کے ذکر کے بیان مین دی جائینگی۔

ہوشیار ہو کہ طلب خالص لوجہ اللہ ہو۔ خدا کی غیرت شرکت پسند ہی نہین کرتی کہ بندہ تو ہو خدا کا اور طالب ہو ما سوا کا دل کی آنکہ خیال کا سواجہہ اودہر ہی رہے۔ اور ہاتہہ پاؤن قوے اور سارے حواس اوسی کے اشارہ سے کام مین لگے رہین۔ یہی طلب خالص ہے۔ یہہ عطیہ ایزدی ہے۔ جسکو ملے جسکو ملی وہ ناکام نہین رہا۔ اسی طلب کی قوت پر منزل تک رسائی پا سکتے ہو۔ اگر طلب کہوٹی یا بدراہ ہوئی۔ اور ایمان کا دامن اسکے ہاتہہ سے چہوٹ گیا تو جہنم کے سوا کہین مقام نہین۔

ایک بزرگ کا مین ایک خواب سناؤن۔ خواب کا ہے کو اک ہدایت نامہ ہے۔ موجب عبرت ہے اور نتیجہ خیز بھی۔

ایک بزرگ نے خواب مین دیکھا کہ ایک بہت بڑا جلوس آراستہ و پیراستہ جسکے جلو مین لاکہون بلکہ کرورون آدمیون کا لشکر ہے جاہ و جلال کے ساتہہ چلا جا رہا ہے۔ ڈہول دمامے توپ بندوق سے کان پڑی آواز سنائی نہین دیتی۔ سنگین اور تیغ و تبر کی چیک دمک سے آنکہین خیرہ ہوتی ہین۔ سطوت و شوکت ہی دل و دماغ کو متحیر کئے ہوئے ہے۔ اللہ اللہ یہہ فوج کہ میدان حشر مین گویا دنیا پہیلتی جا رہی ہے۔ اتنے مین صاحب جلوس کے تخت روان پر نظر پڑی۔ اسکے کیفیات کو بیان کرنے کے لئے دل و جگر چاہئے۔ باین شان و شکوہ یہہ جلوس نکل گیا۔ اسکے بعد دوسرا جلوس آیا۔ یہہ بھی شان و شکوہ مین تو ویسا ہی۔ مگر تعداد مین پہلے سے کم تھا۔ پہر تیسرا جلوس نکلا یہہ بھی شان و شکوہ مین تو کم نہ تھا مگر

Marfat.com

تعداد مین ؛ دوسرے سے کم اسی طرح یکے بعد دیگرے بھیترے جلوس آتے گئے اور نکلتے گئے مگر تعداد مین ایک دوسرے سے کم ہوتے گئے آخری جلوس جو دیکھا تو اسکے ساتھہ نہ ڈھول نہ دمامے نہ آرائش نہ زیبائش محض بے تکلفانہ اور سادہ تھا۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموشی و سکون کا عالم رہا۔ اتنے مین ایک مریل گھوڑے پر جسکی نہ زین درست نہ لگام ٹھیک ایک بڈھا سوار اکیلا جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اکیلا دیکھ کر عجب زدہ دل نے ہمت کی تو اوس بڈھے سے پوچھا کہ تمہین اکیلے دیکھ کر مجھے اس سوال کی جرٔت ہوئی ہے مین یہہ پوچھنا چاہتا ہون کے تم کون ہو۔ اور یہہ جلوس جو جاتے گئے کس کے تھے؟ اوس بڈھے نے جواب دیا کہ تم نے پہچانا نہین مین ہی تو تم لوگون کا خدا ہون۔ اور یہہ بڑے بڑے جلوس جو نکلتے گئے۔ حضرت عیسیٰ۔ رام وستیا۔ حضرت سید الشہدا۔ حضرت مشکلکشا۔ حضرت پیر دستگیر۔ حضرت خواجہ غریب نواز۔ حضرت امام بخاری۔ حضرت امام مسلم۔ اور ہمارے اُن برگزیدہ بندون کے تھے جنکو ہمارے بندون نے ہماری جگہ خدا بنالیا ہے اور خدائی کا حصہ دار تسلیم کرلیا ہے۔ سب کے آخر مین نبی آخرالزمان کے نام کا جلوس تہا۔ اور جلوس والے احمد بے میم کا نعرہ لگانے والے تھے۔ ہمارے بندے ہمارے پیدا کئے ہوے۔ ہمارے پرورش کئے ہوے۔ ہماری روزی کھاتے ہوے۔ ہماری نعمتین پاتے ہوے۔ کوئی اوس جلوس مین گیا۔ کوئی اوس مین گیا۔ ہم ویسے ہی اکیلے کے اکیلے تھوڑے سے جو میرے پاس آئے بھی تو اونکو ہم نے اپنے خاص محل مین آرام دیا ہے۔ کہ وہ بہت تھکے ہوے اور جان پر کھیل کر پہونچے تھے۔ آج یہہ جلوس والے اپنی اپنی محفلین گرمالین۔ ہم نے ان کو آزاد کیا ہے جدہر چاہین جائین لیکن اوسدن جبکہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کی آواز عالم مین گونجیگی اوسکا جائزہ لیا جائیگا۔

یہہ خواب کیا ہے دنیا والون اور مسلمانون کے حال کا مرقع ہے اور عبرت کی تصویر۔ طلب کی بیلے راہ اور افسوس کی جگہ کیا مریدون نے پیرون کو خدا کے تخت پر نہین بٹھایا۔ پیرون کو اپنا کارساز و مددگار نہین

بنالیا۔ اوسکے ہاتہون مردہ بدست غسال نہ بنے۔ برزخی معبودون کی پرستش نہ کی۔ اون کے احکام نے قرآن مجید کی جگہ نہین لے لی۔ ؟ خدا سے زبانی جمع خرچ کے سوا واسطہ کیا رہا۔

یہہ طلب کی بے راہ روی ہے کہ چلے تو خدا کو ڈہونڈہنے۔ اور لگے زید و عمرو کی پاؤن چپی کرنے ہمہ تن لگ جانا تہا طلب محبوب مین مگر لگ گئے تماشہ بینی مین۔ جب لفوت اس حال کو پہونچا تو قابل افسوس کیون نہو۔

طلب جسمین مجاہدہ نہو وہ ہوس ہے۔ اور ہوس نامراد۔ میدان طلب مین جس نے قدم ڈالا تو اسکے راہ رو کو دو دقتین پیش آتی ہین۔ ہوسین کو یہہ دو دریا ناپید اکنار نظر آتے ہین اور سچے طالبین اسے پایاب سمجھ کر پار اوتر جاتے ہین۔ یہہ دونون دقتین یہہ ہین۔

ع۱ پہلی دقت تو یہہ ہے کہ ہم اللہ کے طالب ہین تو ہم کو صراط اللہ پر چلنا ہے۔ اور صراط اللہ کیا ہے کلام اللہ کی جسمانی اور روحانی احکام و ہدایات کی تعمیل۔ تو اتنے اوامر و نواہی اور اتنی روحانی ہدایتون کی فرمانبرداری ایک انسان ضعیف البنیان سے جسکے نفس و شیطان جیسے قوی دشمن مار آستین بنکر سوتے جاگتے ساتہہ لگے ہون۔ کیونکر انجام پائین پہلی چیز ایمان ہے تو اقرار باللسان تو آسان ہے مگر تصدیق بالقلب مشکل اور دخابہ فعل مشکل در مشکل۔ پہر عبادات تیوہار کی طرح کرنے پڑین تو آسان ہین مگر پاس دقات مشکل اور پاس آداب مشکل در مشکل۔ روحانیات مین خون لگاکر شہید ہونا تو آسان ہے۔ مگر پاس انفاس مشکل اور پاس حواس مشکل در مشکل۔ اخلاق مین حقہ پان کی یا سگرٹ اور سگار کی دعوت تو آسان ہے۔ مگر ادائے حقوق مشکل اور اوس مین عدل و اخلاص مشکل در مشکل۔ ایک انسان ایک ٹیلہ تو اوٹھا نہین سکتا یہہ پہاڑون کا سلسلہ کیونکر اوٹھائے۔

ع۲۔ دوسری دقت یہہ کہ ساری قوتین تو روح کی ماتحت بلکہ روح کے لئے اوزار ہین۔ اصل روح ہے جو بانی مبانی افعال ہے۔ اگر روح صحیح الحال ہے تو انسان فائز المرام ہے۔ اگر بیمار ہے تو ایسے

پوشیدہ بیمار کی بیماری کس درجہ پوشیدگی مین ہوگی۔ ایسی بیماری کی تشخیص مشکل اور علاج مشکل تر۔ اگر علاج ہوجائے اور روح صحیح الحال ہوجائے تو سارے مراحل طے ہین مگر یہہ ہو کیونکر۔

یہی دو مصیبتین اگلون کو بھی پیش آئین جو اول اول ہر طالب کو پیش آتی ہین۔ مگر وہ خدا کے شیدا صرا طا للہ کے طالب عندیت یعنی قرب الٰہی کے آرزومند ہوے۔ دین حنیف کے جاندادہ ہوئے۔ اپنے نفس کو بیچتے پھرے کہ خوشنودی خدا و رسول ؐ اسکی قیمت ملے تو انکو دقتون کا سامنا تو ہوا۔ مگر اونہون نے ہمت کی قیمة المرء ھمتہ وہ سمجھے کہ کرنے والے کے لئے سب آسان ہے اور نہ کرنے والے کے لئے سب ہی مشکل جس نے بسم اللہ کی اور چلا ہمت کی اور توکل کیا تو وہ آخر کار پہونچا بھی اور بامراد بھی ہوا۔ اور جو سوچتا ہی رہا وہ رہی گیا۔ وہ ہوس ہے۔ اور ہوس کسی مرض کی دوا نہین۔ اس لئے طلب کے پاؤن کو توڑو نہین۔ بلکہ مجاہدہ کے میدان مین ڈالو کہ یہی طلب مودت ہو۔ خلت ہو۔ محبت ہو۔ اور اشد حبا للّٰہ۔ تک رسا ہو کہ یہی کل امراض باطنی کا علاج ہے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما۔ اے دوا ء نخوت و ناموس ما۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما۔ یہہ کہ پیاس ہی نہو تو آب دانہ ہوتے بھی کوئی نہین کھاتا۔ محبت ہی نہو تو محبوب ہی نہوگا۔ محبوب تک رسائی کیا ہوگی۔ سمجھ رکھو کہ ہوس بری طرف جائے تو خواہش نفسانی ہے۔ اور بھلی طرف جائے تو طلب ہے۔ طلب جستجو اور مجاہدہ مین پڑکر مودت ہو جاتی ہے۔ اور مودت گرما کر محبت ہو جاتی ہے۔ اور محبت رسا ہو کر خلت ہو جاتی ہے۔ اور خلت کامل ہو کر عبودیت ہوجاتی ہے جسطرح تخم کا کمال یہہ ہے کہ پھول پھل کر پھل مین پھر تخم ہو جائے اوسی طرح طلب کا کمال یہہ ہے کہ مودت محبت اور خلت ہو کر عبودیت ہو جائے۔

طلب اک جذبۂ خداوندی ہے اور اک فضل بے علت ہے۔ یہہ میدان شوق و مجاہدہ مین مردانہ وار

Marfat.com

ریاضت سے مودت ہوجاتی ہے۔ خدا نے فرمایا ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا ۝ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے تو خدا اونہین مودت عنایت کریگا۔ (مریم ع ۶) مودت کے لئے ایمان و عمل صالح ضرور ہے۔ انکی صفت خدا نے فرمائی۔ لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۝ تم ان لوگون کو جو خدا اور آخرت پر یقین رکھتے ہین نہ پاؤ گے کہ وہ مخالفین خدا و رسول سے دوستی اور مودت کرین گو اون کے باپ بیٹے بھائی اور کنبے ہی کیون نہون یہی لوگ ہین جنکے دلون مین خدا نے ایمان لکھدیا ہے (اگر دل کی آنکھ روشن ہو تو دیکھ لو یا نقشبندیون کی شہادت پر جو اوس نقش کو دیکھتے ہین یقین کرو) اور اونکی تائید فیضان غیبی سے کی ہے۔ اونکو خدا بہشت یعنی وصال گاہ مین داخل کریگا۔ ایسے باغ جنکے نیچے نہرین بہتی ہون گی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے۔ اللہ ان سے راضی۔ اور یہہ اللہ سے راضی۔ یہی خدائی لشکر ہین۔ اور اللہ ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے (مجادلہ ع ۳) زید و عمر کا لشکر نہین۔ یہی مودت ہے جو اطاعت قرآن مجید مین لگ کر محبت ہوجاتی ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو۔ خدا بھی تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہ معاف کردیگا (اٰل عمران ع ۴) یعنی تمہین یحبھم و یحبونہ (خدا دوست رکھتا ہے اونہین اور وہ دوست رکھتے ہین خدا کو (مائدہ ع ۸) کا خلعت عطا کیا جائیگا۔ اور تمہاری شناخت کا نشان ہوگا یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم اللہ کی راہ مین مجاہدہ کرتے ہین اور ملامت کرنے والون کی ملامت سے نہین ڈرتے۔

یہہ محبت اگر مقدس صورت مین ہوگی جس مین عظمت و تقدس بے کیفی اور تنزہ کے انوار ہون

Marfat.com

اور باطل کے چھینٹون سے محفوظ تو خلت ہو جائے گی وا تخذ اللہ ابراھیم خلیلا تمہین خلت عطا کی جائے گی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا حال قرآن مجید مین پڑھ لو۔ اسی مقام مین اولاد سی پیاری چیز کا خدا پر قربان کر دینا سہل ہو جاتا اور خدا کی رضا اپنی رضا ہو جاتی ہے۔ اور آگ سی جلانے والی چیز بھی گل و گلزار ہی بنکر نمودار ہوتی ہے۔ اور ہر حال مین لا خوف علیھم ولاھم یحزنون ٥ انکا حال ہو جاتا ہے۔

پھر یہی خلت منزہ اور کامل ہو کر عبودیت ہو جاتی ہے۔ عباد الرحمن کی تعریف مین سورۂ فرقان کا آخر رکوع پڑھ جاؤ اور اس مین تدبر و تفکر کرو۔ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

اے لوگو! طلب کی پرورش کرو کہ وہ پھول پھل لائے تاکہ تم مراد کو پہونچو۔

طلب جب پیدا ہوتی ہے تو وہ صراط اللہ کی تجسس اور متلاشی ہوتی ہے۔ اور جانبازانہ میدان مجاہدہ مین کودنا چاہتی ہے تو وابتغوا الیه الوسیلة وجاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ٥ (مائدہ ع ۶) پہلے وسیلہ ڈہونڈہ لو تو مجاہدہ صراط اللہ مین قدم ڈالو تاکہ مراد کو پہونچو۔ اس فرمان نے ہدایت کی امام ربانی اور مرشد ربانی کی تلاش کی طرف۔

امام ربانی

جو ہادی برحق اور راہ رشد بتائے وہ مرشد برحق ہے۔ اور جو مرشد برحق فقیہہ ربانی بھی ہو وہ امام ہے۔ مفصلہ ذیل آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے رسولون کو امام کہا اور کتاب اللہ کو بھی۔ رسول گویا فعلی امام ہین۔ اور کتاب اللہ قولی امام۔ اور خدا کے برگزیدہ بندے بھی امام ہوتے ہین۔ دو امامون مین اختلاف نہین ہو سکتا۔ اس لئے کوئی امام کتاب اللہ کے خلاف قولاً یا فعلاً کسی طرح بھی نہین ہو سکتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام۔ اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو خدا نے امام فرمایا۔ وجعلنٰھم ائمة یھدون بامرنا ہم نے اونکو امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہین (انبیاء ع ۵)

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماما ط قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظلمین۔ اے ابراہیم ہم تم کو لوگون کا امام بناتے ہین۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔ اور میری اولاد مین سے؟ تو خدا نے فرمایا کہ ہان۔ مگر جو ظالم ہون گے وہ نہین۔ (بقرہ ۱۳۷/۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر امام ہوتے ہین۔ اور اولاد پیغمبر سے بھی جو ظالم نہ ہون۔ ومن ذریتی مین پیغمبری کی قید نہین ہے ذریت ایک قابل توجہ لفظ ہے۔ اگر اسکے معنی اولاد صلبی ہی کے ہون تو اولاد پیغمبر ہی امام ہو سکتے ہین۔ اور اگر اصطلاحاً اسکے معنی متبعین کے ہون تو متقین و پرہیزگار لوگون مین بھی امام ہو سکتے ہین۔ اس گتھی کو بھی خدا نے سلجھا دیا ہے۔ سورہ فرقان کا پانچوا رکوع عباد الرحمن کی تعریف مین ہے۔ اس مین خدا نے فرمایا۔ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اور عباد الرحمن وہ ہین جو کہتے ہین کہ اے خدا ہماری بیبیون اور ہماری اولاد کی طرف سے ہماری آنکھون کی ٹھنڈک عنایت فرما۔ اور ہم کو متقیون کا امام بنا۔ یعنی عباد الرحمن مین سے جو عبودیت مین پورا اترے۔ اور ان صفات کا ہو۔ جو صفتین اس رکوع مین بیان ہوئی ہین وہ امام ہو سکتا ہے۔ اس لئے ذریت کے معنی متبعین کامل کے بھی ہوئے۔

کتاب الٰہیہ کو خدا نے امام فرمایا۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ اور پیشتر اوسکے ہم نے موسیٰ کی کتاب اوتاری یعنی توریت جو امام و رحمت ہے (ھود ۲/۷) خدا نے توریت کو امام فرمایا

قرآن مجید کی نسبت فرمایا کل شئی احصینٰہ فی امام مبین ہر چیز ہم نے قرآن مجید مین بیان کر دی ہے۔ جو کھلا کھلا امام ہے (یٰس ۲/۷) دین کی کل باتین قرآن مجید مین موجود ہین۔ یہ بھی کہ ہم مردون کو جلائین گے۔ اور یہ بھی کہ ہمارے پاس ہر کسی کا نامہ اعمال لکھا ہوا موجود ہے۔ خدا تو

Marfat.com

علام الغیوب ہے ہی۔ پھر لوح محفوظ مین نامہ اعمال اگر لکھا رہا تو اس سے بندون کو کیا فائدہ پہونچا۔ اس لئے امام سے لوح محفوظ مراد لینے کے ساتھہ میرا اتفاق نہین۔ خدا نے قرآن مجید کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جسکی امامت کھلی کھلی روشن ہے۔

دوسرا ثبوت اسکا کہ امام مبین قرآن مجید ہی ہے۔ یہہ ہے کہ خدا نے فرمایا کل امۃ تدعیٰ الی کتابھا قیامت کے دن ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائیگی (جاثیہ ۲۸) اور یہہ بھی فرمایا یوم ندعو کل اناس بامامھم قیامت کے دن ہم لوگون کو اون کے امام کے ساتھہ بلائینگے۔ (بنی اسرائیل ۷۱) دونون آیتون کا مفہوم ایک ہے۔ ہر شخص کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے گا یا امام کے ساتھہ بلایا جائیگا۔ اور اوس سے جائزہ لیا جائیگا۔ کہ تم نے ہماری بھیجی ہوئی کتاب اللہ کی تعمیل کی یا انحراف کیا۔ اس سے صاف ہوگیا کہ کتاب اللہ امام ہے۔ نامہ اعمال احکام قرآنی پر تولا جائیگا اوسوقت خاتم الرسل شفیع المذنبین کی فریاد بارگاہ رب العزت مین ہوگی تو یہہ ہوگی۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا۔ اے خدا ہماری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ اور اسکے مخالف ہون گے۔ آجکل کے مسلمان اور دیگر انبیا کی فریاد یہہ ہوگی کہ ہماری قوم نے کتاب اللہ مین تحریف بھی کی اور بالآخر ضایع بھی کردیا جسکا واضح بیان جسے دیکھنا ہو وہ شرعۃ الحق مین دیکھے۔

پیغمبر تو اب کوئی آنے والا ہے نہین۔ اور دنیا پلٹا کھاتی ہی رہتی ہے۔ اس لئے اب ہدایت کی خدمت خدا اماموں اور مرشدون سے لیا کرتا ہے۔ کیونکہ اوس نے کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ اوٹھایا ہے کتاب اللہ موجود رہتے رسول کی ضرورت نہین ہری مجددین اور ہادیان برحق کی ضرورت بھی ہو تا مین حق کے لئے وسیلہ نہین وہ خدا کے مخلصین بندے ہین جنکی یہہ دعا ہوا کرتی ہے کہ ہم کو متقیون کا امام بنا تو خدا قبول کرکے جسکو بنادے وہ بنے گا ہی بنے بھی اور بنینگے بھی۔ مگر انکی تصدیق امامت کے سے

Marfat.com

کوئی وحی اوترنے والی نہین۔ ہان قرآن مجید کے ہادی وامام ہونے مین کوئی کلام نہین اور یہہ بھی عقلی بات ہے کہ دو اماموں مین اختلاف ہونا چاہیے نہین۔ اس لئے انکی تصدیق امامت کے لیے یہہ صریح پہچان ہے کہ وہ بالکل متبع قرآن ہون ہر حیثیت سے ظاہراً بھی باطناً بھی اور روحانیتہً بھی۔ اگر ایسا کوئی امام نہ ملے تو قرآن مجید تو ہے جو قطعی امام ہے۔ قرآن مجید کو اپنا امام پیشوا بناؤ۔ اور اوسکو معزول کر کے کسی دوسرے کے جھنڈے کے نیچے نہ جاؤ۔ قرآن مجید تمہاری امامت کرے گا جسکے وسیلہ سے تم خدا تک پہونچ سکوگے۔ مبارک وہ جسکو قولی امام کی امامت پہونچے۔ اور مبارک تر وہ جسکو قولی اور فعلی دونون اماموں کی امامت سے فیضیاب ہونے کا موقع ہاتھ آئے۔

امامت سے میری مراد وہ رشد وارشاد ہے جو بوسیلہ امام پہونچے۔

مرشد ربانی

مرشد کے معنی راہ بتانے والے یعنی ہادی صراط اللہ کے ہین۔ جو تمہین خدا کی راہ بتائے وہ تمہارا مرشد ہے ہادی حقیقی تو خدا ہے راہ اوسکی بنائی ہوئی۔ راہ یابی کی توفیق اوسکی دی ہوئی تحریک اوسکی طرف سے۔ توفیق اوسی کی طرف سے۔ اس لئے ہدایت حقیقی اوسی کا حصہ ہے۔ لکن اللہ یھدی من یشآء اللہ ہی جسکو چاہے ہدایت کرے (قصص ع ۶) عالم اسباب مین نظام مطلق نے ہدایت کا نظم بھی قائم کیا ہے اور عالم مجاز مین مجازی صورتین بھی قائم کی ہین۔ ہمارے رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہادی مجازی ہین انک لتھدی الی صراط مستقیم بے شک تم صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہو (زخرف ع ۵) اور قرآن مجید کو بھی خدا نے ھدی و نور فرمایا اور ھدی للمتقین (بقرہ ع ۱) قرآن بھی ہادی ہے۔ اور جن وانس دونون کے لئے اجنہ نے بھی اقرار کیا تھا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو رشد کی طرف ہدایت کرتا ہے تو ہم اوس پر ایمان لائے (جن ع ۱) پھر جو متبع رسول قرآن ہو۔ مجاز در مجاز وہ بھی ہادی ہے

Marfat.com

ممن خلقنا امة یهدون بالحق ہماری مخلوق مین ایسی جماعت ہے جو ہدایت حقہ کرتی ہے۔ (اعراف ع ۲۲) یہی خدائی ہدایت جن کو پہونچی وہ مسترشد۔ اور جنہون نے دوسرون کو پہونچائی وہی مرشد ہین من یهدی الله فهو المهتد ومن یضلل فلن تجد له ولیا مرشدا جسکی ہدایت خدا کرے تو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اوسکے لیے تم کوئی ولی مرشد نپاؤ گے۔ (کہف ع ۲)

یعنی خدا جسکی ہدایت کرتا ہے تو عالم اسباب مین اوسکی ہدایت بذریعہ ولی مرشد کے کرتا ہے ایسے لوگون کو ولی مرشد ملتے ہین جو ایسے گمراہ کو جسکی خدا ہدایت کرے۔ اور جسے خدا گمراہ کرے نہ ملین گے

وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون خدا کی طرف وسیلہ ڈہونڈہو اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرو۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو (مائدہ ع ۶) پہلے وسیلہ ڈہونڈہنے کو فرمایا۔ اوس کے بعد مجاہدہ کرنے کو یہی مرشد ہین جو روحانی ہادی ہین۔ اور یہی وسیلہ ہین جن کے وسیلہ سے ہم خدا کی راہ ملتی اور خدا ملتا ہے۔

مضمون دوہرانے کا کیا فائدہ ہین رشد و ارشاد ہی کو کیون نہ بیان کرون کہ اونہین آیتون سے رشد کا پتہ مرشد کا پتہ اور کسی قدر مرشد کے صفات کا بہی پتہ لگ جائیگا۔

رشد وارشاد

رشد ارشاد و مرشد کی سند تو قرآن مجید مین موجود ہے اور متعدد جگہ ہے۔ مگر پیر کی سند نہین۔ پیر عربی لفظ بھی نہین ہے۔ یہ اک بدعتی لفظ ہے۔ مرشد ہی کو پیر کہو تو کہو یہ کہہ سکتے ہو اس مین کلام نہین۔ مگر مرشد اور پیر سے فرق کر کے جو مفہوم مفہوم العوم ہے وہ مستند علی بینة رب نہین ہے۔ رشد و ارشاد کی آتین ملاحظہ ہون۔

ولقد اتینا ابراهیم رشده من قبل وکنا به علمین ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم کو راہ رشد بتائی تھی کیونکہ ہم اوسکی صلاحیت سے واقف تھے (انبیاء ع ۵) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبری

زہد خشک نہین ہے۔ بلکہ پہلے مرشد ہی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جس مین صلاحیت ہو۔ اوسی کو راہ رشد بتانی چاہیے۔ وقال الذی آمن یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد اوس شخص نے کہا جو ایمان لاچکا تہا۔ اے قوم میری پیروی کرو مین تمہین راہ رشد کی ہدایت کرونگا (مومن ۴) یہہ اوسی اصول پر ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہین پیار کریگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ رشد بتانے والے کو چاہیے کہ اپنی پیروی کی فرمایش کرے۔ مگر وہ خود متبع خدا اور رسول یعنی قرآن ہو تاکہ اتباع مین مخالفت نہ پڑے۔ اور مسترشد کو راہ رشد ملے کہ ظاہری اور باطنی احکام مولی کی تعمیل کس طرح کرنا چاہیے۔ اور ولولہ محبت اور جذبہ عشق کو کس طرح راہ پر لگانا چاہیے کہ یہہ محبت وعشق بجائے جنون پیدا کرنے کے موصل الی المطلوب ہون

لَا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین کے بارے مین کچھ زور زبردستی تو ہے نہین کیونکہ قرآن مجید مین رشد کی راہ گمراہی سے ممیز ہو چکی (بقرہ ع ۳۴) یعنی قرآن مجید مین جو زہد خشک سمجھا جاتا ہے راہ رشد تعلیم کردی گئی ہے تو اوس سے سیکھو بھی اور عملاً اور قولاً اسی سے سکہانا بھی۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ساصرف عن ایتنا الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذلک بانھم کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین۔ جو لوگ دنیا مین ناحق متکبر ہین اپنی آیتون کے سمجھنے سے باز رکہونگا۔ یہہ اگر ساری نشانیان بھی دیکھ لین۔ جب بھی ایمان نہ لائین۔ اگر راہ رشد بھی دیکھ پائین تو اوس پر نہ چلین اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لین تو اوس پر چلنے لگین۔ یہہ اس سبب سے کہ اونہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور اون سے غافل رہے (اعراف ع ۱۷) خدا متکبر کو اور جو خدا کی آیتون کو جھٹلا اور جو خدا کی آیتون سے غافل رہے اوسکو وہ اپنی آیتون کے سمجھنے سے باز رکھے گا جس مین راہ رشد

Marfat.com

کو اوس نے راہ ضلالت سے تمیز کیا ہے تو وہ راہ رشد نپائینگے۔

واذکر ربک اذا نسیت وقل عسیٰ ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا یاد کرو خدا کو اوس وقت بھی کہ بھول و اور کہو کہ امید ہے کہ ہمارا پروردگار اس سے بھی قریب تر راہ رشد کی ہدایت کرے (کہف ع ۲) اذا نسیت کا ترجمہ اوس وقت بھی کہ نہ بھولو اسکے ساتھ میرا اتفاق نہیں۔ خدا کا مطلب ہے کہ غفلت مین بھی خدا کو نہ بھولو۔ مشاغل کے وقت کہ دماغ دوسری طرف ہو یا نیند مین کہ یہ سارے بھولنے کے اوقات ہین یہان تک کہ نیند کی غائت یعنی موت مین بھی خدا کو نہ بھولو۔ ذکر ایسا ہونا چاہیے کہ اگر تمہارے حواس معطل ہو جائین تو تمہارا قلب تمہاری روح اور تمہارا وجود ذاکر رہے۔ کیا ذاکرون کا ذکر نیند مین تم نے نہین سُنا۔ کاروبار تجارت کی مشغولی مین نہین سنا۔ خیر اسکا بیان تو ذکر کے زیر سرخی آہی گیا۔ یہان پر مطلب یہ ہے کہ ایسے ذکر سے قریب تر راہ رشد کی امید کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ رشد ذکر سے ملتی ہے۔

راہ رشد ہے کیا؟۔ تو خدا نے فرمایا۔ فمن اسلم فاولئک تحروا رشدا۔ جس نے اپنے آپ کو خدا کو سونپا تو اوس نے راہ رشد کا قصد کیا۔ (جن ع ۲) راہ رشد اختیار کرنے کے معنی یہ ہین کہ آدمی وہ راہ اختیار کرے جس راہ سے آدمی اپنے کو خدا کے حوالہ کر دے۔ یعنی راہ رشد اپنے کو حوالہ بخدا کرنے کی راہ ہے۔ اپنے کو خدا کے حوالہ کرنے کے معنی یہ ہین۔ کہ جسم و روح اور اپنی ساری قوتین طلب رضائے مولیٰ مین ایسی سرگرم ہو جائین کہ وہ خدا کی جیتی جاگتی مشین ہو جسکو اخلاق کی زیر سرخی مینے بیان کیا ہے۔ اس مقام پر پہونچکر آدمی استرشاد سے نکل جاتا ہے۔ اور خدائی مرشد ہو جاتا ہے بس اس سے مرشد کی پہچان سمجھ لو۔

یہان پر بہتیرے یہ کہنے کو اوٹھ کھڑے ہو جائینگے کہ اسلم کے معنی مسلمان ہونے کے ہین کہ جو مسلمان ہوا اوس نے راہ رشد پائی۔ ایسا نہین ہے بلکہ راہ رشد مسلمان ہونے کے بعد ملتی ہے۔ جب تو حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام نے جس پیغمبر کو مرشد بنایا تھا اون سے راہ رشد طلب کی تھی۔ قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا ۔ موسیٰ نے ان سے کہا کہ آیا ہم آپ کے ساتھ رہین اس شرط پر کہ جو راہ رشد خدا نے آپ کو سکھائی ہے۔ وہ مجھے سکھا دین (کہف ۹) مینے مثنوی شریف کے بیان مین قرآن مجید ہی کی آیتون سے واضح کیا ہے کہ یہہ مرشد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت خضر نہ تھے۔ بلکہ وہ کوئی پیغمبر تھے جنکا نام بتایا گیا۔ یہہ ویسے ہی تہا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اصطباغ لینا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مسلمان تھے تو راہ رشد پاچکے تھے۔ پھر وہ راہ رشد کے طالب کیا ہوئے تھے۔ اس سے میری غرض یہہ ہے کہ اس آیت مین اسلم کے معنی اپنے کو حوالہ کرنے کے ہین جس نے اپنے کو خدا کے حوالہ کیا اور اوسکا حال ہوگیا۔ ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین اوس نے راہ رشد پائی

صفات مرشد

جنکا رشد کامل ہو چکا۔ اور جنکو بیعت خدائی نصیب ہو چکی (خدائی بیعت کا بیان آگے آئیگا) وہ مرشد ہونے کے اہل ہین۔ جنکو خدا نے بشارت دی فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ذلک ھو الفوز العظیم اپنے اس بیعت کی جو تم نے خدا کے ساتھ کی ہے خوشیان مناؤ کہ اس معاملہ مین تمہاری بڑی کامیابی ہے (توبہ ۱۴) اونکی صفت بیان فرمائی التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین ۝ توبہ کرنے والے عبادت گذار حمد و ثنا کرنے والے بے تعلق رہنے والے۔ رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے۔ بھلے کامون کی ہدایت کرنے والے۔ برے کامون سے منع کرنے والے۔ اور حدود اللہ کے محافظ۔ تو اے پیغمبر ایسے ایمان والون کو خوشخبری سنادو (توبہ ۱۴)۔

پہلی صفت ہے۔ توبہ کرنے والے۔ توبہ کا بیان آگے آئیگا۔ ابتدائی اور ظاہری توبہ تو ہے گناہون سے تائب ہونا اور انتہائی توبہ ہے۔ راہ خدا مین اپنے موجودہ حال سے تائب ہوتے رہنا یعنی ماسوے اللہ سے تائب ہونا یہہ توبہ سب کو شامل اور عام ہے۔

دوسری صفت ہے۔ عبادت گذار۔ یہہ تو کھلی آنکھون بھی دیکھ سکتے ہو۔ مگر عبادت کے معنی صرف نماز روزہ ہی کے نہین ہین۔ احکام خداوندی کی تعمیل کے ہین اس مین مجاہدات روحانی اور اداے حقوق وغیرہ سب داخل ہین مختصراً قرآن مجید کی ہدایتون کی تعمیل سب عبادت ہے اگر ریاکاری سے نہو۔ اور خالصاً لوجہ اللہ ہو۔

تیسری صفت ہے حمد وثنا کرنے والے۔ صرف زبانی ہی نہین بلکہ دلی۔ مگر دلی حمد وثنا ادسی وقت ادا ہو سکتی ہے جب صبر وشکر ورضا وتسلیم مین ثبات حاصل ہوے۔ ورنہ حمد وثناء زبانی جمع خرچ ہوگی کہ دل تو گلہ مند ہو اور زبان پر حمد۔

چوتھی صفت بے تعلق رہنے والے۔ جب تک خدا کی محبت کامل نہوگی۔ اس دنیا مین بے تعلقی نصیب نہین ہو سکتی۔ جب تک صادق اور خالص محبت سے اسلم وجہہ للہ۔ کا نور جلوہ آرا نہو دنیاوی تعلقات کے دام سے نجات ناممکن ہے۔

پانچوین صفت۔ رکوع وسجود کرنے والے یعنی پابند صلوٰۃ ہونا چاہئے۔ جو معراج المومنین ہے۔

چھٹی صفت۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی وہ کرتے رہتے ہون۔ مگر اسکا استحقاق جب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب وہ خود بھلے کامون کے عامل اور برے کامون سے محترز ہون۔ اور اس کے ساتھہ ان کے دل مین سچا درد بھی ہو کہ لوگ بھلے کام کرین اور برے کامون سے بچین جب وہ صدق سے اس خدمت کو انجام دے سکتے ہین۔

ساتوین صفت۔ حدود اللہ کے محافظ ہون یعنی عمل بالقرآن۔ اس مین سب کچھ آگیا۔ واقعی قرآن مجید

Marfat.com

جسطرح حق و باطل کی ترازو ہے۔ مرشد کی بھی ترازو ہے۔
مرشد کی ایک صفت منیب کی بھی ہونی چاہئے کہ وہ ایسا رجوع الی اللہ ہو کہ اوسکے ہر کام کا مرجع خدا ہی ہو گیا ہو جسکی نسبت فرمایا گیا۔ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ جس نے میری طرف رجوع کیا اوسکا اتباع کرو (لقمن ع ۲) رجوع کے یہہ معنی نہیں کہ ظاہر میں تو رجوع الی اللہ ہو۔ اور باطن مین رجوع الی النفس ہو یہہ تو ریا ہے اور بدترین جرم۔
مرشد کی صفت خدا نے یہہ بھی فرمائی ہے اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ ہم نے اون کو اپنے پاس سے رحمت دی اور اپنے پاس سے اک علم تعلیم کیا (کہف ع ۹) یہہ صفت اونکی ہے جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام رشد حاصل کرنے گئے تھے یعنی مرشد کامل وہ ہے۔ جو مورد رحمت خاص ہو۔ اور اوسکو علم لدنی حاصل ہو۔
مرشد کی صفتوں کے متعلق بھی قرآن مجید سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ مگر زیادہ لکھنے سے کچھ یاد نہ رہیگا۔ یہہ جتنا کچھ لکھا گیا بہت حاوی اور اقل و دل ہے کہ متلاشی وسیلہ ان چند آیتوں کو یاد رکھ سکتا اور مراد کو پاسکتا ہے۔
ایسا نہیں ہے کہ مرشد نہیں ملتے۔ خدا نے تو فرمادیا ہے ممن خلقنا امۃ یھدون بالحق ہماری مخلوق مین اک جماعت ہے جو ہدایت بحق کرتی رہتی ہے (اعراف ع ۲۲) رحمت کا دریا جاری ہے۔ گھاٹ بھی بنے ہوے ہین۔ مگر اس دریا کے پیاسے نہیں ہین۔ لوگ کنوئین سے پانی پینے کے عادی ہوگئے ہین۔

فرائض مرشد

ممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون ۵ ۔ ہماری مخلوق مین اک جماعت ہے۔ جو حق کی ہدایت کرتی رہتی ۔ اور حق پر عدل کرتی رہتی ہے (اعراف ع ۲۲) مرشد کا فرض ہے

Marfat.com

ہدایت بحق کرنا اور عدل بحق کرنا۔ عدل اک نہایت وسیع المعنیٰ اور وسیع الفرائض لفظ ہے۔ جسکا ہاتھہ ہر ایک فعل پر پہونچتا ہے ظاہری ہو یا باطنی۔

ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہٖ یعدلون قوم موسیٰ مین بھی ہدایت بحق اور عدل بحق کرنے والی ایک جماعت تھی (اعراف ع۲۰)

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر تم مین بھی ایک جماعت ہونی چاہئے۔ جو بھلائی کی طرف لوگون کو پکارے اور امر معروف اور نہی منکر کرتی رہے (آل عمران ع۱۱)

جس نے اس خدمت کو انجام دیا وہ مرشد ہے۔ اور جو مرشد ہے اوسے یہہ خدمت انجام دینی چاہئیے آجکل داعی الی اللہ کی جماعت تو ہے۔ مگر وہ امر معروف اور نہی منکر سے غافل ہے۔ اوسکو فسانہ عجائب سے فرصت نہین۔

امر معروف اور نہی منکر مرشدون کی خدمت ہے۔ انہین کا لقب ہے ربانیون۔ اللہ والے۔ انہین کا لقب یہودیون مین تھا۔ احبار اور انہین کا لقب ہم محمدیون مین ہے صوفی لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت کیون نہین اللہ والے یعنی صوفیون اور علما نے لوگونکو بری باتین بولنے اور حرام خواری سے روکا۔ (مائدہ ع۹) بہت سے گناہون کی جڑ یہی زبان ہے اور حرام خواری اگر صوفیاے کرام ان دو برائیون کی نصیحتون کی طرف بہت متوجہ ہون تو کم سے کم مقدمات کے سلسلے تو بند ہوجائین۔ مقدمات کی جڑ یہی بدزبانی اور دوسرے کا مال ناجایز کھانا ہے

وقال الذی امن یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد یقوم انما ھذہ الحیوۃ الدنیا متاع وان الاخرۃ ھی دار القرار۔ کہا اس ایمان والے نے۔ اے قوم میرے کہے پر چل مین تجھے راہ رشد کی ہدایت کرونگا۔ اے قوم یہہ دنیاوی زندگی تو چند روزہ فائدہ کی ہے اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ (مومن ع۵) مرشد کو چاہئے کہ وہ قوم کو ہدایت کرین کہ دنیا کے کام کرو تو اوس سے دل

Marfat.com

انکا کے اور اوسکو بدی جان کے نہ کرو۔ بلکہ آخرت کے دار القرار ہونیکو سونچو اور سمجھو۔

اگر مرشد اپنی آواز تمام نہ پہونچا سکے تو وہ اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرے۔ جن کو اسکا اہل سمجھے۔

قال موسیٰ لاخیہ ہٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بہائی حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ میری قوم مین میرے پیچہے مین خلافت کرو انکی اصلاح کرتے رہنا۔ اور مفسدون کی راہ نہ چلنا (اعراف ۱۷) مرشد جن کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی خلافت بذریعہ اپنے مرشد کے پہونچی ہے۔ اونکو قوم مین اصلاح کرتے رہنا چاہیئے۔ یہہ اصلاح کا لفظ بہت وسیع ہے۔ اس پر تفکر لازم ہے۔ اس مین امر معروف اور نہی منکر سب داخل ہے۔

من احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین۔ اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے۔ جو دعوت الی اللہ کرے اور عمل صالح کرتا رہے۔ اور اقرار کرے کہ مین فرمان بردار بندون مین ہون (حم السجدہ ۵) مرشد کو چاہیئے کہ خود تو عمل صالح کرتا رہے کہ اوسکے اعمال قرآن مجید سے باہر نہون اور فعلاً و قولاً دعوت الی اللہ کرتا رہے۔ کافرون کو اسلام کی طرف۔ اور مسلمون کو خدا کی طرف یہہ سب دعوۃ الی اللہ ہے۔ اور کسی نئے طریقہ کا موجد یا مدعی نہو۔ بلکہ اوس کا دعوےٰ یہہ ہو کہ ہم مسلمان ہین۔

فذکر انما انت مذکر۔ تو نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ تم تو نصیحت کرنے والے ہو۔ (غاشیہ) مرشد کا کام قولاً و فعلاً نصیحت کرنے کا ہے وہ کوئی وکیل وکارساز اور ذمہ دار نہین ہے نہ قیامت کے دن بوجہہ اوٹہانے والا۔

فذکر بالقرآن من یخاف وعید جس کے دل مین خدا کے وعدون کا خوف ہو اوسکو قرآن مجید سے نصیحت کرتے رہو (ق ۳) مرشد کو قرآن مجید سے نصیحت کرنی چاہیئے۔ قرآن تو سراسر نصیحت

Marfat.com

ہی ہے۔ ص۔ والقرآن ذی الذکر۔

وذکر فان الذکری تنفع المومنین نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت مومنون کو نفع بخش ہوگی (الذریٰت ۳)

مرشدون کو چاہئے کہ بجائے اسکے کہ معتقدون کو بے درایت قصون مین لگاکر کرامات اولیا کا معتقد

بنائین اور اون کے ریاضات شاقہ کے افسانے سناکر مجاہدہ کی راہ مین معتقدون کو پست ہمت

اور مایوس کرین اونکو چاہئے کہ معتقدون کے دل مین خدا کی محبت اور عظمت بٹھائین خدا کے کلام سے

اونکو ہدایت کرین اور خدا اور رسول سے اونکی نسبت جوڑین کہ وہ خدا اور رسول کے آگے سرخرو ہون یہی

دعوت الی اللہ ہے۔ مومنون کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی بات نفع بخش ہوسکتی ہے۔

فذکر ان نفعت الذکریٰ اوس وقت نصیحت کرو جب دیکھو کہ نصیحت کارگر ہوگی (اعلیٰ)

یعنی نصیحت کی لکڑی نہ مارو بلکہ موقع سے قابلیت سماعت کا انداز ہ کرکے نصیحت کیا کرو۔

عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکی اویذکر فتنفعہ الذکریٰ چین بجبین

ہوا۔ اور منہ موڑ بیٹھا اس بات پر کہ اوسکے پاس اندھا آیا۔ اور تم کیا جانو شاید وہ سنور جائے یا نصیحتین

سنے اور وہ سود مند ہو جائین (عبس) یہہ بھی مرشدون کے لئے ہدایت ہے کہ اونہین طالبین

حق کو کن آنکھون دیکھنا چاہئے۔ وہ اندھا ہے جب تو آیا ہے آنکہ قدح کرانے خدا قادر ہے کہ اوسکی

آنکھون کو روشن کردے یہہ ساری سورے مرشدون ہی کے لئے ہدایت ہے۔ اسمین تدبر کرو۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک

عنھم ترید زینۃ الحیوٰۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا ان

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جو لوگ صبح و شام خدا کی یاد یا اوسکا دھیان کرتے ہین اور خدا

ہی کے طالب ہین۔ اونکی صحبت و معیت کے لئے اپنے نفس کو مجبور کرو۔ اون سے تمہاری آنکھین ہٹنے

نہ پائین کہ تم زندگانی دنیا کی زینت چاہو۔ اور جسکے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا اور وہ

Marfat.com

اپنی خواہش نفسانی کا ہورہا۔ اور اوسکی دنیاداری حد سے بڑھ گئی۔ اوسکی بات نہ ماننا خدا کی طرف سے جو حق تم کو پہونچا وہ کہدو چاہے ماننے یا نہ مانے (کہف ۲/۱۷) یہہ مرشدون کو ہدایت ہے کہ طالبین خدا جو سچے اور اوسی کے طالب ہین ماسوائے کے نہین۔ اون کے ساتھہ صحبت رکھنا۔ اون کی صحبت مین تکلیف بھی پہونچے تو صبر کرنا اور اپنی آنکھین اون سے نہ ہٹانا (یہہ عام ہے ظاہری اور باطنی دونون یعنی توجہہ عینی اور توجہہ قلبی سے غافل ہونا) ایسا ہو کہ تم اون سے زینت دنیاوی اور ظاہری گرم بازاری کا خیال کرو۔ اور جو ہماری یاد سے بے پرواہ ہین اون سے تم بے پرواہ اور بے لگاؤ رہنا یعنی غافلون اور بندۂ خواہشات کی باتون پر کان نہ دینا۔ اور احقاق حق کرتے رہنا۔ یہہ سارے فرائض مرشدان اسلے اللہ اور ہادیان اسلے اللہ کے ہین۔ گرچہ مخاطب ہمارے رسول ہین۔ مگر مامور سب ہین جو اوسکے اہل ہون۔ جیسے آپ بندگی کے مامور ہین تو اوس مین سارے بندے داخل ہین۔ اگر آپ بحیثیت رشد وہدایت مامور ہین تو اوس مین بھی سارے مرشدان اسلے اللہ داخل ہین کلام باری کی یہی روش ہے۔

وعظهم وقل لهم فی انفسهم قولاً بلیغاً۔ اور اون کو نصیحت کرتے رہو۔ اور کہو اون کے نفس مین قول پہونچنے والا (النساء ۹/۵) فی انفسهم کی قید سے پتہ لگتا ہے کہ یہہ خداوند عالم نے القاء ذکر کو فرمایا ہے ورنہ فی انفسهم کی ضرورت نہ تھی۔ مرشد کی خدمت القائے ذکر بھی ہے کہ یہی راہ رشد ہے۔ ظاہری تبلیغ اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور باطنی تبلیغ القائے کلمۃ اللہ ہے۔

مرشدون کے فرائض کا زیادہ بیان تو فضول ہے۔ کیونکہ قرآن کی تلاوت اور اوسمین تدبر و تفکر تو اون کا تشخصی فرض ہے اس سے تو وہ غافل ہون گے نہین۔ پھر جبکے سامنے قرآن مجید کھلا ہو اوس سے میرا کچھ لکھنا تو سراسر لغو ہے یہ اتنا جو لکھا گیا وہ صرف متوجہ کرنے کے لئے متوجہ کرنا اس طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ تبلیغ رسالت کے کہ آپنے قرآن مجید لاکر ہمین دیا۔ آپنے

Marfat.com

رشد وامامت کی خدمت بھی بجز رسالت کے ماتحت اور رسالت کا ظل ہے۔ بکمالہ انجام دی۔ اور روحانیات قرانی کی تربیت سے قوم کو فیض یاب کیا۔ اس لئے جتنی ہدایتین رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تخاطب دی گئی ہین۔ وہ مرشدون کے لئے دستور العمل ہین۔ مرشدون کو لازم ہے کہ کہ یہ این اصول قرآن مجید سے وہ اپنا دستور العمل بنائین۔ قرآن مجید پڑہین پڑہائین۔ اوس مین خود بھی تدبر وتفکر کرین اور مسترشدون کو بھی اوسکی تاکید فرماتے رہین۔ خود بھی عامل بالقران ہو کر اس کی تبلیغ فرمائین اور مسترشدون کو بھی اسکی تاکید فرمائین کہ امر معروف اون کا فرض منصبی ہے۔

ہدایات للمسترشد

مسترشدون کی تعلیم وہدایت کے متعلق تو یہہ کتاب ہی ہے۔ مگر اس سرخی سے میرا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مرشدون کے ساتھ مسترشدون کے کیسے تعلقات ہین۔ اور مرشدون کے ساتھ کیسے برتاؤ کرنے چاہئین۔ آیا ویسا ہی جیسا کہ رہنما کے ساتھ ہوتا ہے یا فنا فی الشیخ ہو کر مردہ بدست غسال ہو کر یا اک گونہ معبود بنا کر۔

مینے بشرعۃ الحق مین قرآن مجید کی آیتون سے یہہ ثابت کیا ہے کہ قصص قرانی ہر چند بہن حیثیت تاریخ صحیح ترواقعہ ہے مگر وہ بیان کیا گیا ہے موعظت وہدایت ہی کی غرض سے قصص بھی اک طرز بیان ہے جس سے بات موثر ہو جاتی ہے۔ قرآنی قصص مین ہدایات ونصایح بھرے ہوے ہین سورہ کہف مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ آخر کے چند رکوع مین بہ تعلق رشد وارشاد ہی بیان ہوا ہے قال لہ موسیٰ ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشداo قال انک لن تستطیع معی صبراo وکیف تصبر علیٰ ما لم تحط بہ خبراo قال ستجدنی ان شاء اللہ صابراً ولا اعصی لک امرا حضرت موسیٰ نے ان سے کہا اجازت دو تو مین تمہارے ساتھ رہون بہ این شرط کہ راہ رشد جو تمہین سکہائی گئی ہے وہ مجھے

Marfat.com

سکہا دو۔ اونہوں نے جواب دیا کہ تم میرے ساتھہ ہرگز صبر نہ کرسکوگے اور کیونکر صبر کرسکتے ہو۔ اوس چیز پر جسکا سمجھنا تمہارے قابو مین نہین۔ موسیٰ نے کہا کہ تم مجکو انشاء اللہ صابر پاؤ گے اور مین تمہارے کسی حکم کے خلاف نکرونگا (کہف ۹) اس آیت سے مفصلہ ذیل باتین معلوم ہوئین۔

عا رشد سیکھنے سکہانے سے حاصل ہوتا ہے۔

ع۲ صحبت مرشد ضرور ہے جسکے خواستگار حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے۔

ع۳ صحبت مرشد مین صبر ضرور ہے۔

ع۴ مرشد کے خلاف حکم نہ کرنا۔

اگر راہ رشد سیکھنے سے حاصل نہو سکتی تو مرشد بنانا بیکار ہا اور علی ان تعلمن مما علمت رشدا فرمانا بے سود تہا۔ یہہ تو سیکھنے ہی سے آتی ہے۔ جب تو مرشد وسیلہ ہوتا ہے اور اوسکے رشد وارشاد کے مطابق مجاہدہ کیا جاتا ہے۔ مرشد کی تعریف قرآن مجید سے ہم بیان کر چکے ہین ولیا مرشد تمہین عمل بالقرآن بناکر خدا تک پہونچا چھوڑیگا۔ مگر تعلیم کے ساتھہ ضرورت ہے۔ تربیت کی تعلیم بے تربیت نارسا ہے اس لئے صحبت مرشد کی ضرورت ہے۔ صحبت مین اک عجیب پوشیدہ تاثیر خدا نے ودیعت رکھی ہے۔ مگر صحبت مین بہتیری باتین مسترشد کی سمجھ سے باہر معلوم ہونگی۔ کیونکہ وہ رسیدہ ہے۔ اپنے علم کا ماہر اور یہہ طالب علم ہر علم کے عالم کے ساتھہ تو سکھ کا یہی حال ہوتا ہے تو اس لاعلمی کے سبب اعتراض کی آنکھہ نہ ڈالو ورنہ بیعت ٹوٹ جائیگی اور صحبت درہم وبرہم ہوجائیگی۔ اس لئے صحبت مین صبر ضرور ہے بے صبر کے کام نہین چلتا۔ اگر صبر سے کام نہ لیا جائے تو مرشد کے حکم وہدایت کی تعمیل نہو سکیگی اسی لئے فرمایا تہا۔ ولا اعصی لک امرا۔ غور کرو تو ان چار باتون مین ساری وہ باتین آجاتی ہین جو مسترشد کے فرائض ہین سے ہین۔

اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ پیغمبری کے لئے انکا انتخاب ہوچکا تہا۔ اور زیادہ قرب

خواستگار رہے۔ انکی طلب کی پیاس نہ بجھی۔ ان کے ارنی اور لن ترانی کی گونج آجتک گونج رہی ہے۔ مرشدون کو بھی چاہیے کہ اپنی طلب کھوٹی نہ کرین۔ یہہ زندگی طلب و محنت ہی کی ہے۔ مگر طلب ذرا بے صبر اور جلد باز ہے تو صبر کی باگ ہاتھہ سے نہ دینا چاہیے۔ کیونکہ خدا صابرون کے ساتھہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ولی کا درجہ کسی پیغمبر سے بڑا ہو سکتا ہے، اور کوئی ولی پیغمبر کا مرشد ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض لوگون نے خیال کیا ہے کیونکہ اگر کوئی پیغمبر کسی ولی کو مرشد بنائے ہوتے تو اوسکے معنی یہہ ہوتے کہ پیغمبر جنکی تعلیم و تربیت بے واسطہ اور بلا تعلیم و تعلم خدا سے ہوتی ہے وہ ولی مرشد کو آداب رشد سکھانا چاہتے ہین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکے پاس بنظر رشد گئے تھے۔ یہ بتایا نہ گیا کہ وہ ولی تھے یا پیغمبر۔ یہہ خیال کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اور یہہ ولی زندہ پیر آجتک زندہ اور دریا کے مالک ہین بے سند غیر معتبر کہانیان ہین۔ قرآن اسکی حمایت نہین کرتا یہہ عقیدہ علی بینۃ رب نہین ہے۔ قرآن مجید مین تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکے پاس بنظر رشد گئے تھے وہ ولی نہین بلکہ پیغمبر تھے۔ دو وجہون سے ایک تو یہہ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے جواب مین اونہون نے فرمایا ما فعلتہ عن امری یہہ سب خلاف قیاس کام اور علم غیب کی بنا پر ہم نے خود اپنے ارادہ سے نہین کیا بلکہ خدا کے حکم سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائی احکام اونکو آتے تھے۔ اور یہہ شان پیغمبری ہے۔ دوسرے مینے اور بہتیری آیتین دی ہین۔ جس مین خدا نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ علم غیب ہمارے سوا کسی کو نہین اور ہم بعض رسولون کے سوا علم غیب سے کسی کو مطلع کرتے بھی نہین ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران) اس سنۃ اللہ کے مطابق جب اونکو علم غیب باطلاع خداوندی ہوا تو ضرور وہ پیغمبر تھے گو اونکا نام بتایا نہ گیا۔ بھتیرے پیغمبرون کا نام بتایا نہین گیا ہے۔ یہہ ویسے ہی تھا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بپتسما لینے گئے تھے کسی پیغمبر کسی پیغمبر سے رشد و ارشاد حاصل کرنے

Marfat.com

مین کوئی مضایقہ نہین۔ حضرت خضر علیہ السلام کو اس آیت سے مراد لینا غیر قطعی اور فرضی ہے۔ اسی مراد
لینے سے تو مین گھبراتا ہون جو قطعی کو غیر قطعی کر دیتا ہے۔ اور اوس پر اعتراضات کی اونگلیان اوٹھ
جاتی ہین اور ہدایات خداوندی انسانی خیالات سے آمیزش پاکر خلط ملط ہو جاتے ہین پیغمبر من حیث
رشد در وحانیت امام قطعی ہین۔ اور اولیاء اللہ ان کے ظل۔ مجاز در مجاز۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔
حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا قال رب انی دعوت قومی لیلا و نہارا فلم یزدھم دعائی الا فرارا ۝
و انی کلما دعوتھم لتغفر لھم جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا
ثم انی دعوتھم جھارا ثم انی اعلنت لھم و اسررت لھم اسرارا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا ہ
نوح نے کہا اے میرے پروردگار مین رات دن اپنی قوم کو بلاتا رہا مگر وہ اور بہاگتی ہی رہی۔ اور میرا
غرض کہ تو اونکو بخشدے میتے جب جب بلایا تو اونہون نے اپنے کانون مین اونگلیان رکھ لین اور
اپنے کپڑے اوڑہ لئے۔ اور ضد کی۔ اور بڑے مغرور ہو کر غرور کرتے رہے۔ میتے پھر اونکو پکار کر بلایا
پھر مینے اونکو ظاہر بھی سمجھایا اور پوشیدہ بھی۔ پھر میتے اونہین کہا کہ خدا سے معافی مانگو وہ بڑا بخشنے
والا ہے (نوح ع ۱) اس آیت سے مرشد اور مسترشد دونون کے لئے ہدایتین معلوم ہوتی ہین
نہ مرشد کو اپنی تعلیم و ہدایت سے تھکنا اور مایوس ہو کر چہوڑ دینا چاہئے نہ اپنے آگے جہکانا نہ اپنے کو
اوسکا مقصود و معبود بنانا چاہئیے۔ بلکہ خدا کے آگے جھکانا چاہئیے ظاہراً بھی باطناً بھی۔ اور مسترشد
کو نہ ہدایت مرشد سے روگردانی کرنی چاہئیے کہ وہ راہ بھٹکے نہ بہاگنا چاہئیے کہ گمراہی مین پڑے۔ نہ
ہدایت مرشد سے کان بند کر لینا چاہئیے نہ آرام طلبی کی چادر اوڑہ لینی چاہئیے۔ اور نہ ضد نہ تکبر کرنا
چاہئیے کہ یہہ نامرادی کی روش ہے۔
یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم مومنو! اللہ و رسول کا
حکم مانو جب وہ تم کو بلائے تاکہ زندگی بخشے (انفال ع ۳) یہہ زندگی روحانی زندگی ہے۔ کیونکہ جسمانی

زندگی ہی کی صورت مین تو یہہ دعوت دی گئی ہے۔ دوسرے یہہ دعوت اسلے الاسلام نہین ہے۔ کیونکہ مومنون کی طرف تخاطب ہے پس ایسی ہی اسکے مجاز کی صورت ہے۔ کہ مرشد جب زندہ دلی کے لئے کسی امر کی ہدایت کرے تو اوسکا حکم مانو۔ کیونکہ وہ بموجب حکم فذکر بالقرآن تم کو خدا اور رسول ہی کی طرف ہدایت کریگا۔ تو اوسکے حکم کا انحراف خدا اور رسول کے حکم کا انحراف ہوگا۔ یہہ حیات اطاعت قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

خدا نے عباد الرحمن کی تعریف مین فرمایا ہے والذین اذا ذکروا بایٰت ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا عباد الرحمن وہ ہین کہ جب اونکو خدا کی آیتون سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بھرے اور اندھے ہو کر نہین گر پڑتے (فرقان ع ۶) یعنی مرشد جو خدا کی آیتون سے نصیحت کرے تو بھرے اور اندھے ہو کر اوس پر نگرو۔ بلکہ حق شنو کان لیکر اور حق بین آنکھ لیکر تاکہ تم خدا کا فرمان سن سکو۔ اور تجلیات ربانی دیکھ سکو۔ ورنہ اندھے بھرے کو نہ نصیحت کارگر ہو سکتی نہ راہ سجھائی دے سکتی ہے۔ اندھے بھرے ہو کر سنو گے تو اگر کوئی مرشد بصورت خلاف حکم خدا اور رسول بہکائیگا تو تم بہکاوے مین آکر دوری مین پڑ سکتے ہو۔

مومن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے انما یومن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا و سبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ۰ تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا و مما رزقنھم ینفقون ۰ پس ہماری آیتون پر تو وہی ایمان لاتے ہین کہ جب اونکو ان آیتون کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے مین گر پڑتے ہین اور پروردگار کی صفتون کی تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ تکبر نہین کرتے ان کے پہلو بسترون سے الگ رہتے ہین یہہ امید و بیم کے ساتھہ خدا کو پکارتے رہتے ہین۔ اور ہماری روزی دی ہوئی مین سے خرچ بھی کرتے ہین (السجدہ ع ۲) روزی مین سے خرچ کر کے معنی یہہ ہین کہ وہ مال سی عزیز چیز کا نسطہ سے نکال کر اپنے خالص طلب محبت کا ثبوت دیتے ہین مگر یہہ مضمون قرآن مجید مین بہتیری جگہ ہے۔ مما رزقنھم ینفقون ۰ سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔

Marfat.com

ہر جگہ ایک ہی معنی لینا کچھ فائدہ نہ دیگا اس لئے سیاق عبارت سے جو مفہوم پوری آیت سے پیدا ہوتا ہے جس سے آیت دو لخت بھی نہین ہوجاتی وہ یہہ ہے کہ بس ہماری آیتون پر ایمان کا حق تو وہی ادا کرتے ہین کہ جب ہماری آیتین وہ سنتے ہین تو اوسکے فیضان سے وہ متاثر ہوتے ہین۔ اور اوس سے دوسرے بھی فیض یاب کرتے ہین۔ یہہ جو خدا نے اونہین روزی دی اس مین بخل نہین کرتے بلکہ خرچ کرتے اور فیض تقسیم کرتے رہتے ہین واللہ اعلم۔ تو مرشد جب قرآنی نصایح سنے تو چاہئے کہ اوسکے دل مین خشوع وخضوع پیدا ہو خوف ورجا پیدا ہو اور حضور وشہود حاصل ہو۔ اوسکا دل اس طرح خدا کو پکارے جیسے بے چین کہ اوسکی پیٹھ بستر سے نہین لگتی ایسے مومنون کے لئے اس آیت کے بعد جنت کا عطیہ نہین بتلایا گیا۔ کیونکہ اوسکا تو تم کوئی اندازہ کرسکتے ہو۔ اس لئے ایسون کے لئے اجر بیان کیا گیا ہے۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین ط جزاءً بما کانوا یعملون ۝ کوئی شخص جان نہین سکتا کہ ادن کے اعمال کے بدلے اونکی آنکھون کی ٹھنڈک کیا چھپا رکھی گئی ہے (السجدہ ع ۲) یعنی تشنۂ دیدار کو نعمت دیدار ہی ملے گی۔ جیسے پیاسے کو پانی کہ پیاس غذا سے نہین بجھتی ویسے ہی تشنۂ دیدار کی پیاس نعمائے بہشت سے نہین بجھنے کی۔

طالب علم کو اوستاد کی محبت نہو تو اوسکی تعلیم کیا دل مین جگہ کرے گی ہو بچون کو والدین سے محبت نہو تو اونکی تعلیم وتربیت کیا کارگر ہو گی اوسی طرح اگر مسترشد کے دل مین مرشد کی محبت نہو مرشد کی عظمت اور تقدس نہو تو پتھریلی زمین کی بارش کی طرح فیضان بھی پتھر کو دہونے کے سوا کچھ برگ وبار نہ لائیگا۔ اس لئے ضرورت یہہ ہے مرشد کی محبت کی۔ اسی کو خدا نے فرمایا یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین ۝ ماکان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو اور صادقون کی معیت اختیار کرو (یعنی سچے مرشدون کی) اہل مدینہ اور گردونواح کے اعراب کو مناسب نہ تہا کہ رسول اللہ کی ہمراہی

Marfat.com

سے پیچھے رہ جائین۔ اور نہ یہہ کہ اپنی جانون کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ چاہین۔ (توبۃ ع ۱۵)
ہر تبلیغ رشد و رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرشد کی خدمت ہے۔ اس لئے مجازاً اور تبعاً
للرسول مرشد مستحق ہے۔ اوس محبت کا جو ہادی ہونے کی حیثیت سے اوسکے ساتھہ ہونی لازم
ہے کم سے کم مسترشدون کے لئے اون کی جان سے زیادہ۔ جب تو حسب ہدایت مرشد اصلاح
نفس اور تنبیہ نفس کا ریاض انجام پاسکیگا۔ اسی لئے صحبت مرشد کی تاکید کے ساتھہ خدا و رسول
کی محبت کو خدا نے بتایا تاکہ سمجھو کہ ویسے ہی بہ تبع رسول مرشد کی محبت ہے۔ کیونکہ مرشد حسب
رسول کی خدمت انجام دے رہا ہے تو وہ رسول کا ظل اور مجازاً وہ رسول کی جگہ کانبیاء بنی اسرائیل ہے
باوجود اس درجہ کی محبت اور کامل درجہ کی اطاعت کے یاد رکھو کہ وسیلہ وسیلہ ہی رہے۔
مقصود نہ بن جائے ورنہ وسیلہ بھی کھو جائیگا۔ اور مقصود بھی۔ جو مقصود کا دامن دھرے ہوتا ہے سیدھی
راہ وہی پاتا ہے۔ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (ال عمران ع ۱۱) مرشد کا
کام راہ رشد بتانا ہے۔ اور منزل تک پہونچانے والا خدا ہی ہے۔ خدا ہی۔ کفار اسی مین تو مارے
پڑے۔ کہ وسیلہ ہی کو مقصود بنالیا تو یہہ تحصیل حاصل تھی ایسے مقصود کا ملنا نہ ملنا دونون برابر۔ اونکا
مقصود بھی تو تقرب کا خواستگار اور عذاب خداوندی سے خائف ہے۔ اولئٰک الذین یدعون
یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ جن کو اونہون نے مقصود بنا
ہے۔ وہ خود خدا تک وسیلہ ڈہونڈہتے ہین کہ کونسا قریب تر وسیلہ ملے اور وہ خود اوسکی رحمت کے
خواستگار اور اوسکے عذاب سے خائف ہین۔ (بنی اسرائیل ع ۶) وسیلہ بناؤ۔ مگر کافرون جیسا نہین
ورنہ مارے پڑوگے۔ صحابہ جیسا بناؤ کہ یہہ ماقدروا اللہ حق قدرہ (جو قدر خدا کی کرنی چاہئے
تھی۔ اونہون نے نہ کی (انعام ع ۱۱) کے مورد نہ بنے۔ اور یدعون من دون اللہ (ماسوا اللہ
کو پکارتے ہین۔ نحل ع ۲) کے جیل مین نہ پڑے۔ اور شرک معنوی کے خار دار زنجیر سے پابہ زنجیر

نہ ہوئے۔ اونکی رفتار صراط مستقیم پر رہی اور یہہ بے کھٹکے مراد تک پہونچے اولٰئک ھم المومنون حقا دیکھنا ہوشیار۔ تجاوز عن الحد کے گڑھے مین نہ گرنا۔ خدا نے جتلا دیا ہے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادًا یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ ۔ بعض آدمی ماسوے اللہ سے کے ساتھہ ایسی محبت رکھتے ہین جو محبت خدا کے ساتھہ رکھنی چاہئے تھی۔ اور ایمان والون کی محبت تو خدا سے شدید ہوتی ہے۔ (البقرہ ع۲۰) سو سنو! تم خدا کو چھوڑ کر ماسوے اللہ سے ایسی محبت نہ کرنے لگ جانا اور یہہ نہ سمجھنے لگنا کہ فنا فی الشیخ ماسوا اسے کی محبت نہین ہے۔ کیونکہ شیخ خدا نہین ہوتا من دون اللہ مین وہ بھی داخل ہے۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ ط وان یسلبھم الذباب شیئًا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب۔ جو خدا کے سوا دوسرون کو پکارتے ہین تو اونکا حال تو یہہ ہے کہ اگر وہ سب کے سب بھی جمع ہون تو ایک مکھی نہین بنا سکتے۔ اور اگر مکھی کچھ اون سے لے بھاگے تو وہ اوس سے چھین نہین سکتے۔ طالب و مطلوب دونون بے بس ہین (حج ع۱۰)۔

اگر شیطان تم سے یہہ چٹکی سلے کہ پیر پرستی تو تقرب الی اللہ کی جاتی ہے تو ہوشیار اوسکے دھوکے مین نہ آنا۔ خدا نے اسکو بھی جائز نہین رکھا یہی تو کافرون کا خیال تھا۔ وہ بھی تو بتون کی خالقیت کے قائل نہ تھے۔ قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون o سیقولون للہ ط قل افلا تذکرون o قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم o سیقولون للہ ط قل افلا تتقون o قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون o سیقولون اللہ قل فانی تسحرون اے محمد پوچھو تو سہی کہ زمین اور جو اوس مین ہین کسکی ہے اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ جواب دینگے کہ سب اللہ کا ہے تو اون سے کہو کہ کیا تم غور نہین کرتے۔ اون سے پوچھو کہ ساتون آسمان اور عظیم الشان عرش کا مالک کون ہے۔ وہ جواب دینگے کہ سب کچھ اللہ کا ہے تو اون سے کہو کہ پھر کیا تم ڈرتے نہین

اون سے پوچھو کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھہ مین سب چیز کی حکومت ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے۔ اور اوسکے مقابلہ مین کسی کو پناہ نہین اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ وہ کہینگے۔ کہ یہہ سب صفتین اللہ کی ہین۔ تو اون سے کہو کہ پھر تم پر کہان سے جادو پڑ جاتا ہے۔ (مومنون ع۵) خدا کے اور اوسکی خدائی کے تو وہ بھی قائل تھے مگر بتون کی پرستش کرتے تھے تو وہ بھی تقرباً الی اللہ ہی کرتے تھے۔ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ جن لوگون نے ماسوا اللہ کو دوست رکھا تو وہ یہی کہتے ہین کہ ہم تو انکی تقرباً الی اللہ ہی پرستش کرتے ہین کہ وہ ہم کو خدا کے نزدیک کر دین (زمر ع۱) وہ سمجھتے ہین کہ خدا کے یہان یہہ ہمارے شفیع ہون گے۔

ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ (یونس ع۲) یاد رکھو ماسوائے اللہ کو دوست بنانا اور اون سے محبت کرنی یا صفات باری کی سی کوئی صفت کسی مین تسلیم کرنی عبادت غیر اللہ اور شرک ہے کہلا کہلا شرک خفی۔ اکثر اس وہم و گمان کے پیچھے پڑ لیتے ہین کہ خدا نے فلان فلان اختیارات فلان کو دے رکھے ہین تو سارے اختیارات جو کسی مین پائے جاتے ہین کافرون اور مشرکون کے اختیارات بھی یہہ سب تو خدا ہی کے دے پائے جاتے ہین۔ اگر کسی کو خاص خدائی اختیارات مین سے کوئی حصہ ملا ہے۔ تو اسکا کوئی خدائی پروانہ تو نہین دکہایا جا سکتا۔ یہہ اون کے اوہام ہین۔ وما یتبع اکثرھم الا ظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا اکثر وہم و گمان کے پیچھے ہو لیتے ہین۔ اور گمان حق سے بے نیاز نہین کر سکتا (یونس ع۴) اے لوگو الا للہ الدین الخالص ہوشیار اللہ کے لئے دین خالص ہے۔ فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین عبادت کرو اللہ کی اوسی کے لئے دین کو خالص بنا کر (زمر ع۱) یعنی خدا ہی کے ہو رہو خدا ہی کے الیس اللہ بکاف عبدہ کیا خدا کے بندے کو خدا کافی نہین۔ (زمر ع۴)۔

تو یہین اتنا کہدینا ضرور ہے۔ ویل لکل افاک اثیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبرا

کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا فبشرھم بعذاب الیم ۔ خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کی کہ خدا کی آیتیں جو اوسکو سنائی جاتی ہیں اوسکو سنتا ہے ۔ پھر بھی مغرور بنکر ایسا اڑا رہتا ہے ۔ گویا آیتوں کو سنا ہی نہین ۔ تو اوسکو عذاب دردناک کی بشارت سنا دو (جاثیہ ع۱)۔

پیری و مریدی

پیری مریدی کا لفظ قرآن مجید مین نہین ہے ۔ اس لئے پیری مریدی جو مفہوم القوم ہے وہ علی ابتنائے رسمی نہین ہے ۔ یہہ حدود قرآنی سے باہر ہے اور اسی لئے داخل فی الدین نہین ہان مگر مرشد کی پیر کو تو اصطلاح مین بحث نہین کہہ سکتے ہو ۔ مگر ایسا نہین کہا جاتا ۔ اور ایسا نہین سمجھا جاتا جس سے رشد و ارشاد حاصل کیا وہ مرشد اور جس سے بیعت کی وہ پیر اور قرآن مجید سے اسکی سند یون لی جاتی ہے کہ بیعت قرآن مجید مین ہے ۔ تو جس سے بیعت کی وہ پیر ہے ۔ اور اسطرح پیری مریدی احاطہ قرآنی کے اندر ہے لفظ بیعت تو قرآن مجید مین ہے تو اس سے رسمی بیعت ثابت نہین ہوتی ۔ حقیقی بیعت جو قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے ۔ اوسے مین اسکے بعد کی سرخی مین بیان کرونگا ۔ اس مین بیان کرنا ہے رسمی بیعت کو کہ وہ ہے کیا ۔ آیا خدا کی بتائی ہوئی ہے یا رسم گھڑی کی ہوئی ہے ۔

چار ارکان ادا ہونے سے رسمی بیعت پیری و مریدی کی ادا ہوتی ہے ۔ ع۱ تلقین توبہ ۔ ع۲ ہاتھہ پر ہاتھہ مارنا ۔ ع۳ مقراض رانی ع۴ طاقیہ یعنی کلاہ پوشانی ۔ طریقہ نقشبندیہ نے اول دو نمبر پر اکتفا کیا ہے اور قادریہ چشتیہ ۔ سہروردیہ ۔ فردوسیہ ۔ وغیرہ مین مقراض رانی اور کلاہ پوشانی ضرور ہے ۔

یہہ چار شرائط والی بیعت اپنے کو پیر کے ہاتھہ بیچ دینا ہے ۔ تو جو ایک دفعہ بک چکا وہ رہا کیا جو پھر بکے ۔ اس لئے یہہ بیعت جسکو بیعت انتساب کہہ سکتے ہو ۔ ایک ہی بار ہو سکتی ہے ۔ مگر نہین ہو سکتی تھی یہی بیعت انتساب ہے کہ پیر سے نسبت قایم کی جاتی ہے ۔ اہل نسبت کا کامل ہو جانا صوفی اتشیخ کے لقب سے موسوم ہے ۔ انتساب کے معنی حصول مشاکلت و مشابہت و تناسب و نسبت ہے ۔

Marfat.com

رسمی بیعت کے مسائل نے اپنی فقہ بھی الگ سے قایم کی ہے۔ مثلاً کن کن صورتون مین تجدید بیعت ضروری ہے جائز ہے۔ مکروہ ہے یا ناجائز ہے۔ نابالغ کی بیعت جائز ہے۔ یا نہین۔ اور نکاح کی طرح بعد بلوغ وہ فسخ بھی کر سکتا ہے یا نہین۔ نابالغ کے عوض اوسکا ولی مرید ہو سکتا ہے یا نہین۔ اگر بعد بیعت یہہ ثابت ہو کہ ہر چند پیر متبع شریعت ہے۔ مگر اوسکا سلسلۂ اجازت صحیح نہین تو اوسکو تجدید بیعت کرنی چاہئے یا نہین۔ اگر کسی وفات پائے ہوئے اولیاء اللہ سے خواب مین بیعت ہو جائے تو یہہ بیعت صحیح ہے یا نہین۔ اگر کسی نے کسی پیر سے مرید ہونیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر قبل اسکے وہ مرید ہو تو بعد مرنے کے بھی پیر اوسکو اپنے مریدون مین داخل کر سکتا ہے یا نہین۔ اس مین مباحث اختلاف اور فتوے ہین۔ پیر بیعت ایک ہی ہوتا ہے۔ بے اجازت پیر کے وہ دوسری جگہ رجوع نہین کر سکتا۔ اگر ایسا کرے اور دوسری جگہ طلب حق کی نیت سے مرید ہو تو اوسکو کچھ نفع نہوگا۔ بلکہ وہ مردود طریقت سمجھا جائیگا۔ اسی طرح بچپنے مین مرید کر لینا۔ خرقہ پہنا دینا خلافت دیدینی کہ دوسرون کی بیعت بھی وہ لیا کرے جائز ہے۔ کیونکہ ؎

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست۔

ان سارے مسئلون کو اور ان ساری باتون کو قرآن مجید سے کوئی واسطہ نہین۔ کیونکہ یہہ علم قرآن مجید مین نہین یہہ علم سینہ بسینہ ہے۔ اس لئے یہہ چار ارکان والی بیعت جسکو رسمی پیری مریدی کہتے علیحدہ مذہب نہین ہے تو خدا کی راہ جسکی خداہی حمایت اور تصدیق نہ کرے وہ دین اللہ مین داخل نہین ہو سکتی اور نہ وہ خدائی اصطلاح سے صراط مستقیم کہی جا سکتی ہے۔ اور صراط اللہ یعنی صراط مستقیم جو خدا کی قرآن راہ ہے وہ خدا نے بتا دی ہے۔ اگر قرآن مجید مین خداہی کی راہ کی تعلیم نہو۔ اور وہ خدا تک موصل نہو تو اوس سے فسانۂ عجائب بہتر جو موصل الی اللہ ہو۔ اس رسمی بیعت کی نسبت جو قصون اور دلائل وشمائیہ کے اکابر اولیاء اللہ سے کی گئی ہے اوسکو مین موضوعی حدیثون کی طرح سے سمجھتا ہون۔

اور یقین کرتا ہون کہ وہ مرشد ہی کو پیر کہتے تھے اگر کسی نے کہا اور وہ رشد و ارشاد اور صحبت و بیعت اولیاء اللہ کے خواستگار تھے۔ اور یہہ رسومات رفتہ رفتہ رسمی پیرون کے ہاتھون سنتہ اللہ کے مطابق رخنہ اندازیان ہوئے۔

رسمی بیعت نے اور بھتیرے شاخسانے کھڑے کئے کہین برزخ کی مشاقی ہے کہین تبرزخ کی مشاقی ہے۔ برزخ تو یہہ کہ پیر کی صورت کو قلب مین خیال کرتے رہنا۔ جم جانے کے بعد ہر جگہ پیر ہی نظر آتا ہے۔ اس مین کرشمے تو نظر آتے ہین۔ اور بظاہر کسی قدر یہہ فائدہ بخش ہی معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت مین یہہ رکاوٹ ہوتا ہے اور خطرناک بھی۔ مینے چند دنون اسکو بھی کیا بلکہ اپنے برزخ کی بھی مشاقی کرکے دیکھا نتیجہ واحد پایا یعنی نہ یہہ خدائی راہ ہے نہ اس سے خدا ملتا ہے۔ یہہ ماسوئے اللہ کی مشغولی خدا سے دور کرنے والی ہے۔ اور نری بت پرستی۔ تبرزخ کیا ہے کہ اپنے ہر ہر عضو کو پیر کے عضو مین فنا کرنا یہان تک کہ اپنی صورت پیر کی صورت ہوجائے۔ ایسا ہونے سے پیر کا مقام اپنا مقام ہوجائیگا وہ خدا تک پہونچا ہوا ہے تو ہم بھی خدا تک پہونچے ہوئے ہوجائینگے۔ لیکن ان الظن لا یغنی من الحق شیئًا۔ وہم و گمان حق سے بے نیاز نہین کرسکتے۔ خدائے بے صورت صورت کی راہ سے نہین ملتا۔ صورت تو خدائی راہ کی راہزن اور بت ہے۔ صورت کو توڑ دو۔ اور بے صورت مین فنا ہوجاؤ۔ صورت برزخ کا میدان طے کرسکتی ہے۔ مگر روحانیات کا میدان نہین جیت سکتی۔

رسمی بیعت نے طرح طرح کی رنگ آمیزیان کین۔ اور طریقے نکالے ہا ایک رنگ اسکا تو بالکل ہندؤن کے گرو اور چیلے کے مشابہہ ہے جسطرح گرو اپنے چیلون کا اک گونہ خدا ہوتا ہے۔ ویسا ہی پیر مریدونکا جسطرح ہندؤن مین گرو اور دیوتاؤن کی صورتون کا دھیان کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی بعض طریقہ مین پیر کی برزخ کا مختلف طریقے اور مختلف رنگ ہین۔ اسکی تفصیل لطائف

اشرنی مین دیکھو۔ المختصر بت پرستی ہندوؤن مین تھی تو اوسکی جگہ پیر پرستی مسلمانون مین قایم ہوئی۔ حالانکہ خدا نے وحدہ کے سوا کوئی پرستش کئے جانے کا مستحق ہی نہین۔ خدا کے لئے خدا ہی کی پرستش ہو سکتی ہے۔ خدا پرستی سے خدا ملتا ہے تو پیر پرستی سے پیر ملے گا۔ اور یہہ تحصیل حاصل ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کہان رسول پرستی کی جو اوسکی جگہ پیر پرستی قایم کی جائے۔ وہ تو مسلمان حنیف تھے۔ و نحن له مسلمون - ہم تو خدا ہی کے لئے مسلمان ہوے ہین اونکا نعرہ تہا پرستش ماسوا اور اسلام - الله ا الله - کیفیات مین بھی تفرقہ پڑگیا۔ ہندؤن مین جسطرح گرد اور دیوتاؤن مین فانی ہوکر فنا حاصل کیجاتی ہے۔ اوسی طرح مسلمانون مین اوسکی جگہ فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول ہوکر فنا حاصل کیجاتی ہے۔ اور ادعا اسکا کہ ماسوے اللہ مین فنا ہونے سے فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ شروع سے تو کلمہ پڑہا یا گیا۔ لا الہ الا اللہ تو اب خدا کے سوا فنا ہونے کے لئے رہا کیا۔ اوس سے قریب تر بھی کون۔ اوس سے بڑہکر مقصود تر اور محبوب تر بھی کون جسمین فنا حاصل کرنے کی ہدایت ہوتی ہے اور طالبین خدا کو۔

مجاہدہ و ریاضت نے بھی رھبان و جوگیون کی روش اختیار کر لی جس گہاٹ یہہ اوترے قریب قریب اوسی گہاٹ مسلمانون کی کشتی بھی جا لگی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ رند مشرب کامل تر سمجھے ان کے یہان جوگیون اور سادہوؤن سے بھی فیض حاصل کیا جاتا ہے اور خدا رسی مطلوب ہوتی ہے یہ معلوم نہین ان حضرات نے فیض اور خدا رسی سمجھا کسکو ہے اے اللہ ان عقائد کا مصنف کون ہے جسکی باتین سکۂ رایج الوقت کی طرح رایج ہو گئین۔ اور اسلامی تصوف یا صراط اللہ کہو گئی گئی۔ خدا و رسول اور قرآن سے نسبت ٹوٹ گئی۔ خدائی راہ اور خدائی ہدایت چھوڑکر انسانی تصنیفون اور معقولون پر راہ قایم کی گئی ہے۔ ریلو سنے پٹہرین ڈال دی گئی سمندر مین یا کشتی چلائی جانے لگی خشکی مین ایسے خطرات کے ہمقیطرون مین نامرادی کے سوا کچھ ہاتھہ آنا ناممکن ہے۔ جاہل۔ ظاہر پرست۔ طالب دنیا۔ دین فروش۔ پیٹ کے دکھیارے۔ نمود کے خواہان۔ اور شہرت طلب پیرون نے دو سے لطیفے۔ شاعری افسانے۔ خطوط۔ خواب و خیال۔

Marfat.com

وہمی گہوڑ دوڑ اور اندہی عقیدت پر تصوف کی بنا قایم کی تو تصوف عجایب پرستی طلسم کشائی اور بہول بھلیاں ہوکر رہ گیا۔

قرون اولے کی بیعت تو فی الحقیقت وہ حقیقی بیعت تھی جسکی قرآن مجید مین تعلیم کی گئی ہے۔ اور جیسے مین بیان کرونگا۔ قرون وسطے کا بھی یہی رنگ رہا۔ مگر آخر آخر اصول فطرت کے مطابق جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ فطال علیهم الامد فقست قلوبهم امتداد زمانہ سے اون کے قلوب سخت ہوگئے (حد۔ پید ۲۷) اون مین تغیر آیا تو خدا طلبی رہ گئی خال خال لوگون مین اور اکثر کیف وحال سے بحث ہونے لگی۔ عالم واقعات کے دلے قصے اور انکشافات تحریر مین آسے تو توحید وجودی۔ اور توحید شہودی کے جھگڑے اوٹھے اور اون کے کیفیات چوگان بازی کے گنبد بنے رفتہ رفتہ لوگ طالب کیف وحال ہونے لگے۔ کوئی کاسب بنا کوئی عاشق بنا۔ کوئی کوتوال شہر کھلایا۔ کوئی ابدال۔ کوئی قطب کھلایا کوئی غوث۔ کوتوالی سے لیکر وزارت تک کا محکمہ قایم کیا گیا۔ اور بینہ رب یہہ کہ فلان بزرگ نے لکہا ہے دران حالیکہ تھوڑے ہی دنون بعد تو کتنی حدیثین موضوع بنین۔ اور محققون کے نزدیک کتنی کتابین بزرگوں کے نام سے شایع کی گئین۔ آج کتنے تذکرے بے بنیاد چھپ رہے ہین۔ جو ایک دن یہہ بھی قرآن کی جگہہ لے لینگے۔ عقیدت کی سلائیان تحقیق کی آنکھون کو اندہی کردیتی ہین غرض قرآن مجید سے غرض نہ رہی تو بجائے خدا طلبی کے کوئی فنا و بقا کا طالب ہوا۔ کوئی انوار تجلیات کا مشتاق۔ کوئی تماشہ بینی کا شایق ہوا۔ کوئی کشف وکرامات کا گاہک۔ خدا کی راہ تنگ ہونے لگی۔ طلب حق کہو گئی۔ بدراہ ہوئی۔ تلاش حق کی جگہ تلاش کیفیات نے لے لی۔ رفتہ رفتہ پیشین گوئی کشف وکرامات۔ حال وقال۔ رقص مستانہ۔ شجرہ خوانی اور تذکرہ بزرگان دین ریاضت ٹھہری۔ اس لئے وہ چیدہ چیدہ حضرات جو اس جال کے جنجال مین نہ پھنسے مراد تک پہونچے۔ باقی بدنام کنندہ نکونامے چند۔ اوسی اصول کے مطابق جو رہبانون کی شان مین خدا نے فرمایا فاتینا الذین آمنو منهم اجرهم وکثیر منهم فسقون ۝ اون مین جو ایمان والے

سمجھے اونکو تو ہم نے اجر دیا مگر اکثر اون مین فاسق ہین۔

پیری و مریدی تو اس لئے قایم ہوئی کہ جسکا کوئی پیر نہین اوسکا پیر شیطان۔ معلوم نہین کہ یہہ کس آیت یا کس حدیث مرفوع کا ترجمہ ہے جو دین مین داخل کیا گیا اور سارے احکام خداوندی سے مقدم سمجھا گیا ہے۔ اگر پیری مریدی اس لئے قایم ہوئی کہ پیر قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اوٹھائیگا تو یہہ حاشا ہونیکا نہین لا تزر وازرۃ وزر اخری کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اوٹھائیگا (انعام ع۲۰) اگر یہہ اس لئے قایم ہوئی کہ ھولاء شفعاؤنا عند اللہ (یونس ع۲) یہہ پیر قیامت کے دن شفاعت کرینگے تو من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ کون ہے جو خدا کے حضور مین بے اذن خدا سفارش کرے (بقرہ ع۳۴) جب اذن کا حال معلوم نہین تو اون کے سفارشی ہونے کی دلیل کیا ہے شفاعت تو پیچھے ہے کیا معلوم کہ وہ خود محتاج شفاعت نہین بخشایش ہی کا کیا ٹھکانا۔ کسی کی عقیدت مندی توموجب بخشایش نہین۔ نہ بخشایش کا کوئی پروانہ ہی ملا ہے۔ عشرہ مبشرہ کی تعداد بڑھنے والی نہین اوس پر بارگاہ بے نیازی اتنا بلند ہے۔ جسے کوئی ناپ نہین سکتا۔ دلون کا واتائے حال حساب لیگا تو معلوم کیا ہے کہ کونسا پلڑا جھکے کس کی نجات ہو سکی نہین۔ یہہ تو صرف اوسکے فضل و رحمت پر موقوف ہے۔ کسی کو کیا معلوم ان الذین تدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہین بنا سکتے۔ وہ تو خود بنائے ہوئے ہین۔ مردہ ہین زندہ نہین ہین۔ یہہ بھی نہین جانتے کہ کہان اوٹھائے جائینگے (حج ع۱۰) اور اگر یہہ پیری مریدی اس لئے قایم ہوئی ہے کہ توجہ کو یہ کی طرف یکسو کرکے کوئی اثر پیدا کیا جائے کہ جسکو دیکھو وہ گر پڑے۔ جسکے قلب مین گرمی منتقل کردو وہ گرما جا اور حرارت محسوس کرے کیونکہ کسی طرف یکسو ہونے سے ایسے اثرات پیدا ہوتے ہی ہین تو مسمریزم یا جوگ یا کسی ریاضت سے کسی اعجوبہ اثر کا یا کسی کرامت کا حاصل ہو جانا خدائی راہ نہین تصوف نہین،

Marfat.com

فقر نہین۔ آجکل یورپ مین اسکے تماشے بھی طرح طرح کے ہین تو اس سے یورپین ولی اللہ صوفی ہوجائینگے

اسے قوم ما من الہ الا الہ واحد خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہین (مائدہ ۲ع)۔

اسے حضرات صوفیہ! ارشاد ربانی جسے مین بیان کرچکا اور سبیت ربانی جسے قرآن مجید سے مین اب بیان کرنا چاہتا ہون اوس مین تو کلام نہین مگر رسمی پیری مریدی کی سند تو قرآن مجید مین نہین ہے۔ اور آپ کے تقدس و تشخص کے جھپٹ سے حق گویون کی زبان بھی بند ہے یہین کچھ ہوا ہو اس سے نہین کھتا ہین لللہ ہوش دلاتا ہون۔ امید ہے کہ میری باتین آپ کو بری نہ لگینگی۔ گرچہ حق بات تلخ ہوتی ہے۔ اور یقین ہے کہ آپ خدا سے ڈرینگے۔ اور اوس کے حضور مین اپنا محاسبہ کرینگے۔ اور تفکر کو کام فرمائینگے۔ پھر جو حق ظاہر ہوگا۔ اوسکے آگے گردن جھکائینگے۔ میری باتون کو حق پر تولینگے۔ جو حق معلوم ہون گی تو حق کے آگے رسوم سے تائب ہونگے۔ حق کے آگے بزرگی خانوادہ رسوم خانقاہ تشخص اور تقدس مآبی کی زنجیرون کو توڑکر صحابہ کی روش کو پسند فرمائینگے۔ اور خداہی کی تعلیم کو وصل الی المطلوب تصور فرمائینگے ورنہ آپکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ بیچ مین مین کون۔

اسے حضرات! یہہ رونے کا مقام ہے آپ میری نہ سنین کیونکہ یہہ آپ کے خلاف شان ہوگا۔ مگر قرآن سے تو چشم پوشی نہ کرین اور قرآن پر تو کچھ اضافہ کرکے دین مین داخل نہ کرین۔ آپ مجھے شوق سے برا بھلا لکھین تاکہ آپ کی گرمی بازار قایم رہے۔ گرچہ اب یہہ اوٹھتا بازار ہے۔ خدائی نور کی ٹھنڈک برسنے والی ہے اور نرملونی کا فیض چھا سنے والا ہے۔ خدا کی پہلی اور اصلی مرضی ہے کہ اوسکے سوا کسی کی پرستش عبادت مین احکام مین افعال واقوال مین یا کسی بات مین صراحۃً کنایۃً اشارۃً ظاہر یا پوشیدہ نہ کی جائے اس لئے مین خداپرستی کے سوا پیرپرستی کو یا کسی پرستش کو بھی کسی نیت سے سہی اپنے مقدور بھر ضرور روکونگا اور سمجھاتا ہی رہونگا افغیر اللہ ابغیکم الٰہا (اعراف ۱۶ع) اغیر اللہ اتخذ ولیا (انعام ۲ع) افغیر اللہ ابتغی حکما (انعام ۱۴ع) اغیر اللہ تدعون (انعام ۴ع) افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا

الجاھلون (زمر ع ۷) کیا ہم خدا کے سوا اور کسی کو معبود بنائین۔ دوست بنائین اور حکم بنائین۔ اور کیا تم ماسوا کو پکارتے ہو۔ اور اسے جہلا چاہتے ہو کہ ہم ماسوا کی عبادت کرین تو یہہ نہین ہونے کا۔ غیر اللہ مین سبھی داخل ہین ربنا ایاک نعبد وایاک نستعین۔

رسمی پیری مریدی کی نسبت بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ مگر جب قرآن مجید اسکی حمایت پر کھڑا نہین ہوتا تو اس مین کون وقت ضایع کرے اتنا ہی کافی ہے کہ اس رسمی بیعت کا قرآن مجید حامی نہین۔

بیعت ربانی

بیعت دو قسم کی ہے۔ بیعت ضلالت اور بیعت ہدایت۔ جو بیعت خدا کے ساتھہ ہے وہ بیعت ہدایت ہے۔ اور جو بیعت ماسوا کے ساتھہ ہے وہ بیعت ضلالت ہے۔

بیعت ضلالت۔ یہہ منافقون کی بیعت ہے کہ ظاہر مین تو ایمان ہو اور دل مین ایمان نہین۔ ہر گروہ مین، ملجا نیکو تیار قالوا انا معکم وہ کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ساتھہ ہین۔ (بقرہ ع ۲) جسکا نام آج کل بے تعصبی اور آزاد خیالی رکھا گیا ہے۔ تو یہہ ماسوا کے ہاتھون بکے ہوئے ہین۔ اور انہون نے اپنے جان و دل کا تجارتی کاروبار ماسوا سے کھولا ہے۔ اولئك الذین اشتروا الضللة بالھدی فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ۰ مثلھم کمثل الذی استوقد نارا ۰ فلما اضاءت ما حوله ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون ۰ صم بکم عمی فھم لا یرجعون ۰۔ یہی ہین جنہون نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ تو اونکی اس تجارت نے کچھہ نفع نہ دیا۔ اور نہ اونہون نے راہ پائی۔ اونکی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک شخص نے آگ سلگائی تو جب اوسکے اطراف مین روشنی ہوگئی تو اللہ نے اونکی روشنی لے لی اور اونکو ایسی تاریکی مین چھوڑ دیا کہ وہ دیکھہ ہی نہین سکتے۔ بہرے گونگے اور اندھے کہ اس حال سے لوٹ ہی نہین سکتے (بقرہ ع ۲) ماسوا کی ریاضت چونکہ خدا کے منزہ صفات عالیات مین نہین ہے۔ اس لئے علوی نہین بلکہ سفلی ہے۔ اوس کے کیفیات

Marfat.com

سحر اور اسکی روشنی نور کی نہین نار کی ہوتی ہے جس نار سے شیطان کی خلقت ہوئی کہ خلقتنی من نار۔
تو یہہ روشنی موصل الی المطلوب نہین آخر کار یہہ روشنی گل ہو جاتی اور دھند ہلکی مین چھوڑ جاتی ہے اسی
تاریکی کا نام وہ فنا رکھتے ہین۔ لوگ اونکو جوگی اور سادہو کہنے لگتے ہین۔ اسی لئے سچے رہبر ناری اور
نوری تجلی مین تمیز کر کے چلتے ہین

بیعت ہدایت۔ اسکی دو قسمین ہین۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی جسکو بیعت شریعت اور بیعت طریقت
کہہ سکتے ہین بیعت شریعت مثلاً رضوان وغیرہ وغیرہ جو بیعت آنحضرت نے چند شرایط پر مسلمانون سے لی تو وہ
بیع و شرا نہ تہا۔ بلکہ معاہدہ تہا۔ کیونکہ بیع و شرا اور وہ بھی چند شرایط پر اسکے کوئی معنی ہی نہین۔ خدا نے فرمایا
لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ
علیھم واثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ تاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما۔ بے شک خدا اوسوقت
مسلمانون سے راضی ہوا جو قت وہ درخت کے نیچے تجہ سے معاہدہ کر رہے تھے تو اون کے قلوب کا
حال یعنی اونکا تعلق خاطر جان کر خدا نے اون پر تسکین اوتاری اور اون کو فوراً ہی فتح نصیب کی اور
بہت سی غنیمتین جو اونہون نے لین اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔ (فتح ع۲) یہی بیعت رضوان ہے
یہہ جہاد اور مر مٹنے کا معاہدہ تہا۔ خاص وقت اور خاص شرایط کا اس مین بھی کوئی لفظ ایسا پایا نہین جاتا
جس سے چار ارکان والی بیعت کا کوئی رکن بھی پایا جاتا ہو۔

دوسرا معاہدہ جس سے رسمی بیعت ثابت کی جاتی ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط
ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ
اجرا عظیما۔ بے شک جو تم سے عہد کرتے ہین وہ خدا سے عہد کرتے ہین۔ خدا کی قدرت اونکی قدرت
پر غالب ہے۔ تو جو کوئی عہد کو توڑے گا تو اوس کا وبال اوسی پر ہوگا۔ اور جو عہد کو پورا کرے گا تو خدا اوسے
عنقریب اجر عظیم دیگا (فتح ع۱) خدا عہد کو توڑنے اور پورا کرنے کو فرما رہا ہے۔ اس لئے یہہ

Marfat.com

صریح ہے کہ یہہ رسمی بیعت چار ارکان والی نہ تھی بلکہ معاہدہ تھا۔ دوسرا ٹکڑا اس آیت کا ید اللہ فوق ایدیھم ہے
اسکے یہہ معنی نہین کہ خدا کے ہمارے جیسا ہاتھہ ہے اور وہ اون کے ہاتھہ پر ہے۔ نہ یہہ معنی نکلتے
ہین کہ لوگون نے کے ہاتھہ پر رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھہ مارا تھا۔ اور رسول کا ہاتھہ خدا کا ہاتھہ
کہا گیا۔ بلکہ محاورہ کے اعتبار سے ید اللہ کے معنی قدرت خدا کے ہین۔ خدا کا مطلب یہہ ہے کہ
اون کے معاہدہ کو بہ اطمینان تسلیم کرلو۔ خدا کی قدرت اونکی قدرت پر غالب ہے۔ کوئی نقض معاہدہ
بھی کریگا تو خدا کا کیا کریگا۔

منتہی الارب مین بیعۃ کے معنی عہد و پیمان کے ہین۔ اور مبایعۃ کے معنی با یکدیگر خرید و فروخت
کرنیکے اور قرآن مجید مین انہین دو بیعتون کا تذکرہ ہے۔ ان دونون آیتون مین یبایعونک کا صیغہ
مستعمل ہوا ہے مبایعۃ سے جسکے معنی خرید و فروخت کے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
دونون آیتین بیعت کی نسبت نہین بلکہ مبایعت کی نسبت ہین۔ مگر میرے نزدیک جب ان دونون کو
بیعت ہی کہا جاتا ہے تو لغتاً معنی جو کچھ ہون۔ مگر اصطلاحاً مبایعت بھی بیعت کے معنی مین مستعمل ہے
جیساکہ اسی آیت مین خدا نے ظاہر کر دیا۔ نکث کے معنی عہد توڑنے کے ہین۔ یہہ بھی مبایعت کے معنی
عہد ہی بتا رہا ہے دوسرے عاھد علیہ اللہ بھی اسی کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہہ بیعت تھی یعنی معاہدہ

جب ضرورت پڑی تو حسب لحاظ موقع و وقت مسلمانون سے عہد و پیمان لئے گئے وہ بھی چند ہی
دفعہ۔ نہ ہر مسلمان سے بیعت لینے کا حکم پایا جاتا نہ ہدایت پائی جاتی نہ تاریخ و خبر سے ایسا ثابت
بھی ہوتا ہے۔ ہان افسران فوج کو معاہدون کی ضرورت پڑتی تھی۔ اور وہ بروقت ضرورت بیعت
لیتے تھے۔ اسی طرح خلافت یا بادشاہت کے تسلیم کر لینے کو بھی بیعت کہا جاتا تھا۔ گویا بغاوت
نہ کرنے کا معاہدہ تھا۔

مردون کو معاہدے کرتے دیکھ کر یا سنکر عورتین بھی معاہدہ کیلئے آتی ہونگی کہ شاید جہاد اور حملون کی طرح ہم بھی

بھی فرض ہو۔ یا جب اسلام پر مروسر کٹانے جائین اور اسکے معاہدے کرین تو ہم کیون نہ سر کٹانے جائین۔ اور ہم بھی ویسے ہی معاہدے کرین تاکہ خدا ور سول کے آگے سرخرو ہون۔ اونہین کیا خبر کہ خدا نے ہماری ذات کو حکم جہاد سے بری کر دیا ہے۔ تو بایں لحاظ کہ وہ مایوسانہ واپس نہ جائین خدا نے اونکی دلدہی کے خیال سے فرمایا کہ جسوقت مسلمان عورتین بیعت کے لئے آئین اونکے آنے کو فرمایا۔ یہہ نفرمایا کہ ہر مسلمان عورت سے بیعت لیا کرو۔ کہ یہہ رکن اسلام ہے تو خدا نے فرمایا۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المومنت یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ۔ اے نبی جب تمھارے پاس مسلمان عورتین آئین کہ تم سے ان باتون کا معاہدہ کرین کہ وہ شرک نکرین گی۔ چوری نہ کرین گی۔ زنا نکرین گی۔ اپنی اولاد کو مار نہ ڈالین گی۔ اور نہ جان بوجھ کر کوئی بہتان بنا کھڑا کرین گی۔ اور نہ کسی نیک کام مین تمہاری نافرمانی کرینگی تو اون سے معاہدہ کرلو۔ اور اون کے لئے اللہ سے طلب مغفرت کرو (الممتحنۃ ع۲)

یہہ بھی معاہدہ ہی تہا۔

ان معاہدون سے رسمی بیعت کا پتہ نہین چلتا۔ آج بھی اگر کوئی چاہے کہ کسی بزرگ سے کسی دوست سے یا جماعت قایم کرکے آپس مین یا اکیلے ہی صرف خدا کے حضور مین یہہ عہد و پیمان کرے کہ ہم مین فلان فلان گناہ بہت شایع ہین۔ اب سے یہہ کبھی نہ کرینگے۔ اور اس سے ہزار توبہ ہے تو ضرور توبہ موجب حسنات ہو گی۔ اصلاح حال کے لئے مفید اور اصلاح باطن کے لئے مفید تر ایسے معاہدون کو بیعت شریعت اور موجب خیرات و برکات کہو تو صحیح ہے۔ تو ہمین کسے کلام ہوسکتا ہے۔ یہہ تو ساری نیکیون کی جڑ ہے اب توبہ جسے نصیب ہو۔

مثلاً فی زمانا اگر کوئی مرد کفی باللہ شہیدا پر ایمان لاکر خدا کے حضور مین خدا سے یا کسی جید

Marfat.com

سے یا کوئی جماعت قایم کرکے آپس مین یہہ معاہدہ کرے کہ بہائیو آؤ ہم سب ملکر خدا سے یہہ معاہدہ کرین کہ اے خدا اب سے ایمان مین اطاعت مین اقوال و افعال مین بلکہ دین اللہ مین صدق و اخلاص کے ساتھہ خدا و رسول اور کلام اللہ کو اپنا نصب العین رکھین گے۔ تو ہی ہمارا مقصود رہے گا۔ تیری رضا جوئی ہمارا ریاض رہیگا۔ نکاح بیوگان یا تعدد ازدواج یا طلاق و خلع یا تیرے کسی حکم و ہدایت کی بے وقری نکرینگے اور بدعات و رسومات جتنے دین مین داخل کردئے گئے ہین اونکو تیرے نام کے ساتھہ منسوب کرکے تجھہ پر افترا نہ باندہینگے۔ اور حقوق کی ادائگی مین اب سے غافل اور بے پرواہ نہو نگے۔ دروغ گوئی جہوٹی گواہی رشوت اور مقدمہ بازی سے جو ناحق ہو ہمیشہ اجتناب کرینگے۔ صلہ رحم نہ توڑینگے۔ کسی کا ناحق دل نہ دکہائینگے یتیمون کی خبر لین گے۔ بیکسون پر رحم کہائینگے۔ اور اپنے اور مسلمانون کے اصلاح حال مین اور صلح کرانے مین حتی المقدور ساعی رہینگے۔ اور علی ہذا سارے گناہون سے تائب ہو۔ یا اسی طرح اگر کوئی عورت بھی کفی باللہ شہیدا پر ایمان لاکر خدا کے حضور مین خدا سے یا کسی سے یا کوئی جماعت قایم کرکے آپس مین یہہ معاہدہ کرے کہ بہنو آؤ ہم سب ملکر خدا سے یہہ معاہدہ کرین کہ کسی طرح حیلتہً یا صریحۃً شرک نکرونگی رسومات خلاف مذہب سے تائب رہونگی۔ خدا کے سوا کسی سے مراد نہ مانگون گی۔ مزارون پر مرادخواہ ہوکر چلہ نہ باندہون گی۔ دینے والا ہمارا خدا کیا کم ہے۔ اور نہ رسومات کے خلاف فعل رسول کی تحقیر کرونگی نہ کسی بہن کے دوسرے نکاح کو حقیر جانون گی۔ نہ کسی پر افترا باندہون گی نہ کوسے گالیان دون گی نہ بدزبانیان کرونگی۔ نہ غیبت کرون گی۔ نہ شوہر کی دل آزاری کرون گی۔ اور علی ہذا سارے گناہون سے جو خدا و رسول کی ناخوشی کا باعث ہین تائب ہوتی ہون اور اے بہنو تم سب بھی اس توبہ مین شریک رہو۔ اور سب ملکے ہمت کرو کہ خدا و رسول کو راضی کرکے اپنا حال درست کرتے جائین۔ تو یہہ معاہدے ہونگے حسب اقتضائے وقت اور حسب اقتضائے ضرورت۔ اور یہی بیعت شریعت ہے موجب حسنات و برکات۔ یہہ بیعت شریعت یا یہہ معاہدے بھی خدا ہی کے ساتھہ اور خدا ہی سے ہوتے ہین۔

Marfat.com

بیعت شریعت کی دوسری مثال جو انسان سے ہوتی ہے وہ بیعت خلافت ہے۔ یہہ عہد اسکا ہے
کہ ہم فلان کو خلیفہ یا بادشاہ تسلیم کرتے ہین یعنی اوسکے قانون کی خلاف ورزی نہ کرینگے۔ دیکہو
برگزیدہ سے برگزیدہ صحابی یہہ رسمی بیعت کہان لیا کرتے تھے۔ خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بھی سوائے چند دفعہ کے معاہدات کے اور بیعت کہان لیا کرتے تھے۔ ہان افسران
فوج بیعت لینے معاہدے کرتے اور خلافت تسلیم کراتے تھے یہی بیعت خلافت۔ بیعت
بادشاہت بنی تو یزید نے بادشاہت تسلیم کرائی۔ یزید کے ہاتھہ پر صحابہ نے بیعت کی۔ اسکے
یہہ معنی نہین کہ یزید کے ہاتھہ پر صحابیون نے ہاتھہ مارا۔ اور یزید جلیل القدر صحابیون کا پیر ہوگیا۔ بلکہ
اسکے معنی یہہ ہین کہ بجبر واکراہ اونہون نے یزید کی بادشاہت کو تسلیم کرلیا۔ اور مسلمانون کے خون خرابے
سے محترز رہے۔ وہ یزید کے ہاتھہ مین مردہ بدست غسال نہوگئے تھے۔ بلکہ اونہون نے مجبوری
یزید کی سلطنت کو قبول کرلیا تھا حضرت سید الشہداء امامنا وجدنا حضرت امام حسین علیہ السلام سے
یزید نے بیعت کی فرمایش کی تھی اوسکے معنی یہی تھے کہ وہ اپنے کو بادشاہ تسلیم کرانا چاہتا تھا حضرت
مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ پر کوفہ والون نے بیعت کی تھی۔ تو اوسکے یہہ معنی نہین کہ وہ مرید ہوئے
تھے۔ بلکہ اسکے معنی یہہ ہین کہ اونہون نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت امام کو اپنا
بادشاہ تسلیم کیا تھا۔

غرض ایسے سارے معاہدے جو بادشاہت کو تسلیم کراتے اور وہ معاہدے جو حسب اقتضائے
ضرورت ہمیشہ ہوتے رہتے ہین۔ اونکو دین سے تعلق نہین لیکن ایسے معاہدے جو نواہی سے
اجتناب اور اوامر کی اطاعت کے لئے ہمت کرنے کے ہون۔ وہ بیعت شریعت ہے
جو جایز ہے موجب حسنات ہے مگر لازمی نہین۔

بیعت طریقت - اِنَّ اللّٰہَ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی

Marfat.com

سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التورٰۃ والانجیل والقرآن ط ومن اوفی بعہدہ
من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ذلک ھو الفوز العظیم ۝ التائبون العابدون الحامدون
السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحٰفظون لحدود اللہ وبشر المومنین ۝

اللہ نے مومنون سے اونکی جانین اور اونکے اموال اس وعدہ پر خرید لئے ہین کہ اون کے بدلے اونکو جنت (وصال گاہ) عنایت کرے۔ یہہ خدا کی راہ مین مقاتلہ کرتے ہین (مجاہدہ وجہاد مین) تو مارتے بھی ہین۔ اور مارے بھی جاتے ہین۔ اون کے ساتھہ خدا کا وعدہ پکا وعدہ ہے۔ جسکا پورا کرنا اوس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ یہی وعدہ توریت وانجیل وقرآن سب مین ہے۔ اور خدا سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا اور پکا کون ہو سکتا ہے۔ تو مومنو! اپنے اس سودے کی جو خدا کے ساتھہ کیا ہے۔ خوشیان مناؤ کہ اس معاملہ مین تمہاری بڑی کامیابی ہے (ایسی بیعت کرنیوالے کاملین کی صفتین یہہ ہین) توبہ کرنے والے۔ عبادت گذار۔ حمد وثنا کرنے والے۔ بے تعلق رہنے والے۔ رکوع کرنے والے۔ سجدہ کرنے والے۔ بھلے کامون کی ہدایت کرنے والے۔ برے کامون سے منع کرنے والے۔ اور حدود اللہ کے محافظ تو اے پیغمبر ایسے ایمان والون کو بشارت دو (توبہ ع ۱۴)

یہہ بیعت خدا کے ساتھہ معاملہ بیع وشرا ہے۔ کہ جان ومال کے عوض جنت وصال گاہ کی خریداری ہے تو یہہ خدا کی راہ مین جان بازی کرتے ہین۔ اور مجاہدہ وجہاد مین جان ومال پر کھیل جاتے ہین۔ تو مارتے بھی ہین۔ اور مارے بھی جاتے ہین۔ اور دونون حال مین ان کے لئے بشارت ہے۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ یہہ بیعت طریقت ہے۔ یہہ بیعت آپ حاصل ہوتی ہے۔ کرنے سے نہین ہوتی اور بالاکثر حاصل ہوتی ہے۔ بوسیلہ نبی۔ بوسیلہ امام ومرشد۔ رشد وارشاد حاصل کرنا عملاً۔ بیعت شرعی یا معاہدہ ہے کہ ہم خلاف حکم نہ چلینگے۔ اور مراتب رشد ادا کرتے رہینگے یہی رشد کا ہو کر خدا کے ساتھہ بیعت ہو جاتی ہے۔ جو حقیقی بیعت ہے۔ جسکو مینے بیعت ربانی کہا ہے۔ اور

Marfat.com

اس کا سلسلہ بدر یعہ رشیدیون چلے کہ وسیلہ ڈھونڈھ کر اور مرشد کو پاکر مجاہدہ مین قدم رکہو تو مرشد امراض باطنی کا علاج کرے گا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ صحت یابی کی دلیل یہہ ہے کہ طلب صادق آتی ہے۔ یہی طلب اخلاص کا تاؤ کہاتی ہوئی۔ سوت محبت خلت ہوکر عبودیت ہوجاتی ہے۔ محبت کے مقام مین یہہ بیعت باللہ حاصل ہوتی ہے

یاایہا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم سنو کیا مین تمہین ایسی تجارت کی طرف متوجہ نکرون جس سے تم دردناک تکلیفون سے نجات حاصل کرو (صف ۲)

وہ یہی تجارت ہے بیع نفس۔ اسی تجارت اور اسی بیعت مین انسان کو ولی امن وچین دونون جہان مین حاصل ہوتا ہے۔ عذاب الیم عام ہے۔ اسکی تخصیص کیون کرو۔ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون بیعت یہہ بیعت ہے کہ اپنے کو خدا کے ہاتھ بیچو۔ نہ یہہ کہ کسی آدمی کے ہاتھ بکو۔ خدا کے ہاتھ بکنے کے معنی یہہ ہین کہ ابتغاء رضوان اللہ یعنے اوسکی طلب رضا کے پیچھے تمہین جان و مال یا کوئی چیز بھی مزاحم نہو۔ اوسکی راہ مین مقابلہ کرو۔ جسمی موقع آئے تو جسمی اور روحی موقع آئے تو روحی بھی۔ مقابلہ بمقابلہ کفار ومشرکین پیش آتا ہے۔ اور روحی مقابلہ ہوا وہوس اور نفس وشیطان کے ساتہہ ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تو اوس سے دشمنانہ برتاؤ کرو۔ اور اوسکے ساتہہ مقابلہ پر تیار رہو۔ (فاطر ۱) جسمی مقابلہ کا نام جہاد اور روحی مقابلہ کا نام مجاہدہ ہے۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ وسیلہ کا بیان ہوچکا۔ اب مجاہدہ کو بیان کرنا چاہتا ہون۔

مجاہدہ وجہاد

جہد کے معنی کوشش کرنے کے ہین۔ اسی سے نکلا ہے مجاہدہ بھی اور جہاد بھی نعمائے الہیہ کو طلب رضائے مولا مین لگانا مجاہدہ اور جہاد ہے۔ اور یہہ بہت جتم بالشان عبادت ہے۔ اپنے یا اپنے حقوق کے استحفاظ مین جو جدوجہد مطابق رضائے مولا کیا جائے اور اوس مین مقابلہ کی نوبت

Marfat.com

اٹھائے تو یہہ جہاد ہے ورنہ مجاہدہ۔ جہاد و مجاہدہ مین عام و خاص مطلق کی نسبت ہے۔ طلب رضائے مولا مین ہر کوشش مجاہدہ ہے لیکن ہر مجاہدہ جہاد نہین۔ مجاہدہ عام ہے اور ہمیشہ اور ہر آن ہے اپنے ساتھہ بھی ہے اور دوسرون کے ساتھہ بھی لیکن جہاد کفار و مشرکین کے ساتھہ ہے۔ اور خاص وقت مین جب وقت اسکا ساعد ہو۔

ادائے حقوق انسانی یعنی خدمت تبلیغ مین یا استحفاظ متبعین مین کفار آنحضرت کے مزاحم ہوئے اور جان و مال اور دین و ایمان کے دشمن۔ تو آپ اون حقوق کے استحفاظ مین اوٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کی نوبت اور ضرورت پیش آئی تو یہہ جہاد ہے اپنے حقوق کی حفاظت ہم کو لازم ہے۔ اگر مجبوری مانع نہو اسی طرح رضائے مولا مین جو آپ نے مصیبتین اوٹھائین۔ تکلیفین سہین اور صبر و رضا سے اونکا مقابلہ کیا یہہ مجاہدہ ہے۔

چونکہ اسلام کا قریب قریب کوئی مسئلہ ایسا نہ رہا جو اختلافات کی آماجگاہ نہو گیا ہو توحید باریتعالے تک اس لئے یہہ مسئلہ بھی کیون بچ جاتا۔ اس مین بھی اختلاف ہوئے۔ علمانے خیال کیا کہ جاھد مجاھد یا اسکے اور صیغے جو قرآن مین آئے ہین۔ وہ متعلق جہاد ہین۔ صوفیون نے خیال کیا کہ نہین وہ متعلق مجاہدہ ہین۔ وہ جہاد کی اُمیدون مین رہے اور یہہ مجاہدہ مین پڑے۔ اساتذہ صوفیون نے قرآن مجید سے جہاد و مجاہدہ دونون سمجھا اور دونون کی تکمیل کی آج جو اسلام دنیا مین پھیلا ہوا ہے وہ اونہین بزرگون کے دم قدم سے ہے۔ مجاہدہ کر کے نمونہ بنے اسلام کی اشاعت کی۔ اور جہاد کر کے مسلمانون کے حقوق کی نگاہداشت کی۔ جتنے بزرگان دین شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ تا لب مساجد مین مدفون ہوئے ہین۔ اور خاک ہند مین اپنے کو سونپا۔ اونہین کون لایا یہی مجاہدہ و جہاد تھا ادائے حقوق انسانی یعنی تبلیغ کی خدمت ادا کرنے تو تبلیغ بھی کی۔ اور اس مین جانین بھی دیدین۔ آج وہ رحمت خداوندی کی گود مین پڑے سوتے ہون گے ایک وہ تھے کہ رحمت ہو اون پر او

Marfat.com

ایک ہم ہین کہ افسوس ہے ہم پر۔ اونہون نے جانین دیدین اور ہم جان کے لئے حب و سے ہوئے ہین۔ جو جان خود ہی یکایک بھاگ جانے والی ہے۔ یہہ اپنا دکھڑا کدہر سے کھلا۔ غرض قرآن مجید مین بھتیری جگہ جہاد کا حکم ہے۔ اور بھتیری جگہ مجاہدہ کا۔ ساری آیتین لکہی جائین تو طوالت ہوگی اس لئے ہر ایک کے متعلق کچھ کچھ آیتین دیدینی مناسب ہے۔ اصولاً بھی اتنا سمجھ لینا کافی ہوگا۔ کہ جہان جہان ھاجروا و جاھدا۔ یعنی ہجرت کے ساتھ جہد کو خدا نے فرمایا ہے۔ تمام اوسکے معنی جہاد کے ہین۔ اور جہان جہان باطنی ہدایات و جذبات کے ساتھ جہد کو خدا نے فرمایا ہے۔ تمام اوسکے معنی مجاہدہ کے ہین۔ اور بھتیری جگہ طرز کلام بتاتا ہے۔ کہ یہہ آیت جہاد کے متعلق ہے یا مجاہدہ کے مثلاً۔

جہاد کے متعلق انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللّٰہ گھر سے نکلو ہلکے یا بوجہل اور خدا کی راہ مین مال و جان سے جہاد کرو (توبہ ع ۶) ماقبل و مابعد کے سیاق عبارت کے علاوہ انفروا کا لفظ صاف بتارہا ہے کہ یہہ آیت صریح جہاد کے متعلق ہے

ع ۲ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم۔ اے رسول کافرون اور منافقون سے جہاد کرو اور اون پر سختی کرو۔ (توبہ ع ۱۰) یہہ صریح جہاد کا حکم ہے سختی کرنے۔ انتقام لینے اور اپنے استحفاظ و ترقی مین جان لڑادینے کی قوت خلاق فطرت نے اسی لئے تو دی ہے کہ اپنے وقت پر وہ کام مین لائی جاسکے۔ اس لئے یہہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ رائگاں پیش کردینا کہ یہہ بالکل فطرت کے خلاف ہے۔

ع ۳ فرح المخلفون بمقعدھم خلف رسول اللّٰہ وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم جو لوگ پیچھے چھوڑ دئیے گئے وہ رسول اللہ کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور خدا کی راہ مین مال و جان سے جہاد کرنا اونکو برا لگا۔ (توبہ ع ۱۱) یہہ آیت بھی صاف

Marfat.com

متعلق جہاد ہے۔ اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد مخلصین و منافقین کی کسوٹی بھی ہے۔ یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کسی ملک کے ساتھہ مخصوص نہین۔ جہان کہین مسلمانون کو جہاد پیش ہو تو جان سے اور اس مین تعذر ہو تو مال سے مدد کرنا فرض ہے۔ اور جو مال و جان سے جان چرائے وہ منافق ہے۔

۴؎ ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم و لم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ (توبہ ع ۳) کیا تمہارا گمان یہہ ہے کہ تم چھوڑ دیئے گئے ہو۔ حالانکہ جن لوگون نے جہاد کیا جن لوگون نے خدا اور رسول اور مومنون کے سوا کسی کو دوست بنایا نہین۔ انکو تو ابھی اللہ نے ممیز کیا ہی نہین ام حسبتم ان تترکوا کا اقتضا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیت جہاد ہی کے متعلق ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کرنے والے ممیز کیے جاتے ہین۔ خدا و رسول کی محبت اور ہمدردی قومی مین اس سے واضح ہوتا ہے کہ قومی ہمدردی مین بھی جہاد ہے اسکی اور آیتین بھی ہین۔

مجاہدہ کے متعلق آیتین ۱؎ یا ایہا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملٰقیہ۔ اے انسان تجکو اپنے پروردگار تک پہونچنے مین کوشش کرنی ہے۔ پوری کوشش پھر تو اوس سے جا ملیگا (انشقاق) گرچہ اس آیت مین لفظ جہد نہین ہے۔ مگر یہہ صاف مجاہدہ کی آیت ہے۔ اوسکی رحمت کے قربان کہ اوس نے فملٰقیہ فرما کر مجاہدون کو کیسی ہمت دلائی ہے۔ اور اکثر ورد کی بحث کرتے رہو۔ مگر مجاہدون کی اُمیدین اس آیت سے وابستہ ہین۔ الحمد للہ علی احسانہ

۲؎ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۞ مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور خدا کی طرف وسیلہ ڈہونڈو۔ اور اوسکی راہ مین مجاہدہ کرو۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو (مائدہ ع ۶) اتقا اور تلاش مرشد کے ساتھہ جہد کے معنی مجاہدہ ہی

ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہہ صریح مجاہدہ کا حکم ہے۔

۳/ جاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو اجتبٰکم مجاہدہ کرو اللہ کی طلب مین جو مجاہدہ کا حق ہے۔ اوسی نے تم کو برگزیدہ کیا (حج ع۱۰) خدا نے فی اللہ فرمایا۔ فی سبیل اللہ نفرمایا۔ کیونکہ سبیل اللہ کے معنی تعمیل ہدایات و احکام کے ہین۔ اور فی اللہ کے معنی طلب ذات کے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتے۔ اس آیت مین جھاد کے معنی مجاہدہ ہی کے ہین۔ قبل و بعد کی آیتین بھی اسی معنی کے موید ہین۔ ھو اجتبٰکم بھی اسی معنی کو ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ جہاد کا نتیجہ فتح و کامیابی یا درجہ شہادت۔ اور مجاہدہ کا نتیجہ پاکی اور برگزیدگی کا حصول ہے۔ اس لئے صریح حکم مجاہدہ ہی کے لئے ہے۔ یہہ مجاہدہ کا حکم بھی اسی خدا کا ہے جس نے نماز روزہ اور حج زکوٰۃ کا حکم دیا ہے یہہ ظلم ہوگا اگر ان احکام کو تو فرض سمجھو اور مجاہدہ کو فرض نہ سمجھو۔

۴/ من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لاٰت ط وھو السمیع العلیم و من جاھد فانما یجاھد لنفسہ ط ان اللہ لغنی عن العٰلمین۔ جو خدا سے ملنے کا امیدوار ہے تو اللہ کا وعدہ تو ضرور آنے والا ہے۔ اور وہی سمیع و علیم ہے (تمہارے دل کے بول کو جانتا اور سنتا ہے) اور جس نے (خدا سے ملنے کے لئے) مجاہدہ کیا تو وہ مجاہدہ کرتا ہے اپنے ہی نفس کے لئے بے شک خدا سارے عالم سے بے نیاز ہے (عنکبوت ع۱) نفس کے لئے مجاہدہ کے معنی ہین تزکیہ نفس جس کو خدا نے فرمایا قد افلح من زکّٰھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔ (الشمس) یعنی نفس کے لئے جہاد نہین بلکہ مجاہدہ ہے۔

۵/ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین جس نے میری طلب مین مجاہدہ کیا تو ہم اوس کو اپنی راہ دکہائینگے اور بے شک اللہ احسان کی راہ چلنے والون کے ساتھہ ہے (عنکبوت ع۷) یہہ آیت بھی صریح مجاہدہ کے متعلق ہے بعد مجاہدہ راہ دکھانا

Marfat.com

نہین بلکہ بعد مجاہدہ جو طلب ذات باری مین ہو راہ دکھانا موعود خداوندی ہے۔ اور یہی مجاہدہ طریق احسان ہے۔ جسکے ساتھہ خدا کی معیت شامل حال ہے تو احسان کی راہ چلنے والون کو گھبرانا اور مایوس ہونا نہ چاہیئے۔

جہاد مجاہدہ مین داخل ہے۔ مجاہدہ کا دائرہ وسیع تر ہے۔ جہاد بمقابلہ کفار ومشرکین ہے اور مجاہدہ بمقابلہ نفس وشیطان ہے وہ ظاہری دشمن کے ساتھہ ہے اور یہہ باطنی دشمن کے ساتھہ۔ اس لئے جہاد جہاد اصغر ہے اور مجاہدہ جہاد اکبر وجاھدھم بہ جہادا کبیرا ـــــ قرآن کو لیکر لوگون سے مقابلہ کرو۔ سخت مقابلہ (فرقان ع ۵) قرآن سے مقابلہ کرنا۔ سمجھانا وعظ وہدایت اور تبلیغ کی خدمت ادا کرنی مجاہدہ اور جہاد اکبر ہے۔ اے لوگو۔ جہاد اکبر کے لئے کمربستہ ہوجاؤ۔ قرآن اوٹھاؤ اور تبلیغ رسالت کے لئے مستعد ہوجاؤ۔ گرچہ امراض باطنی کے سبب پست ہمتی آئے گی۔ مگر جب تم وسیلہ ڈہونڈہ چکے اور مرشد کو پا چکے اور میدان مجاہدہ مین قدم رکھہ چکے تو مرشد تمہارے امراض باطنی کا علاج کریگا اور صحت یاب ہوکر تم وہ سب کر سکتے ہو جو اگلون نے کیا ہمت چاہیئے ہمت۔

امراض باطنی

جسطرح امراض ظاہری ہوتے ہین امراض باطنی بھی ہوتے ہین۔ جیسے جسمانی امراض ہین۔ روحانی امراض بھی ہین۔ جیسے ظاہری امراض خلقی لاعلاج ہین ویسے ہی روحانی امراض فطرتی بھی لاعلاج ہین۔ جسطرح مادر زاد گونگا بھرا اندہا علاج پذیر نہین اوسی طرح روحانی گونگا بھرا اندہا۔ جو فطرتاً ہو علاج پذیر نہین۔ اسی کو خدا نے فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ۔ اونکے دلون اور کانون پر تو خدا نے مہر لگادی اور اون کی آنکھون پر پردہ (بقرہ ع ۱) ابو جہل اور ابو لہب نے دل رکھتے بھی کہان سمجھا۔ کان رکھتے بھی کہان سنا۔ اور دونون آنکھین رہتے ہوے بھی کہان دیکھا۔ باوجودیکہ کس کس طرح سمجھائے گئے۔ کلام ربانی سنائے گئے خدا کی تجلی بھی جگمگا ہی رہی تھی

کیونکہ خود آنحضرت جلوہ فرما تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم مگر وہ اندھے ہی رہے۔ سواء علیھم أ انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون - ایسوں کو ڈراؤ نہ ڈراؤ برابر ہے۔ یہہ تو ایمان لانے کے نہیں (البقرہ ع۱)

لیکن وہ مریض جو علل وعوارض کے سبب سے ہو جسطرح اوسکا علاج ظاہری ہے اوسیطرح باطنی مرض کا علاج باطنی ہے۔ جسطرح جسمانی امراض کے لیے تشخیص ضروری ہے۔ اور تشخیص دیکھکر بشرہ سے نبض سے قارورہ سے اور کیفیات کو سنکر۔ بھر باسیٹر لگاکر اور کانون سے ضربات کو سنکر اور قوم وملک کے خصوصیات کو خیال کرکے ہوتی ہے۔ اوسی طرح روحانی امراض کی تشخیص بھی صحبت۔ مذاق۔ گفتار۔ کردار۔ اخلاقی کیفیات کو سنکر قوم وملک مذہب وملت کے خصوصیات کو خیال رکھکر۔ خاندان اور پیشہ کے اثرات کو ملحوظ رکھکر اور خصوصیات مزاج کی نگہداشت کے ساتھہ کہ صفراوی مزاج کی تیزی وتیز رفتاری بلغمی مزاج کی سستی اور استقلال وغیرہ وغیرہ کو مدنظر رکھکر ہوتی ہے۔ پھر جسطرح جسمانی امراض اخلاط کی کمی بیشی اور اعضائے رئیسہ کے ضعف وقوت سے پیدا ہوتے ہین۔ اور اسباب خارجی یعنی تاثیرات آب وہوا سے بھی اوسی طرح روحانی امراض قلب ونفس کے بگاڑ اور تاثیرات صحبت بد سے پیدا ہوتے ہین۔ فی قلوبھم مرض (بقرہ ع۲) قلب کی بیماریون سے آگاہ کرتا ہے تو ان النفس لامارۃ بالسوء نفس کی بیماریون سے خبردار کرتا ہے۔ (یوسف ع۷)

مین انتہاتک امراض ظاہری اور باطنی کو مطابق کرتا جاؤن تو وضاحت تو آئیگی۔ مگر مضمون طول ہوجائیگا۔ اور کتاب کی ضخامت اتنی بڑھ جائیگی کہ فوائد کھو جائینگے اس لئیے مین اسے نظرانداز کرتا ہون۔

غرض قلب ونفس مین بیماریان ہوتی ہین جس سے روح بیمار ہو جاتی ہے۔ کمزور ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ روحانی موت مر بھی جاتی ہے۔ خدا نے کافرون اور مشرکون کو مردہ لکھا ہے۔ مگر اوسکی آیتین مین بھولا اسوقت یاد نہین آیتین۔ تو مرشد کو چاہئے کہ پہلے تشخیص مرض کرے کہ کون کون سے امراض باطنی

Marfat.com

طالب مین پیدا ہوگئے ہین امراض قلبی ہین یا امراض نفسی۔ طالب کو چاہئے کہ معالج سے امراض نہ چھپائے۔ ورنہ آپ گھاٹا اوٹھائے گا

امراض قلبی

ایک قلب تو وہ ہے جو مضغہ گوشت ہے سینہ کے اندر جسے اطبا تشریح کرکے دیکھتے ہین۔ دوسرا قلب وہ ہے جسکی شان مین خدا نے فرمایا ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب۔ اس مین نصیحت ہے اوس شخص کے لئے جسکے قلب ہے (ق ع ۳) تو یہہ نصیحت حاصل کرنے والا کونسا قلب ہے۔ آیا یہی مضغہ گوشت۔ تو گوشت کا ٹکڑا نصیحت نہین حاصل کرسکتا۔ دوسرے یہہ مضغہ گوشت تو ہر کو ہے۔ مگر ہر کوئی نصیحت شنو نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت شنو قلب کوئی اور ہے۔ چونکہ اسکا مقام مضغہ قلب ہی ہے۔ اس لئے ظرف بمظروف کی جگہ بولا گیا۔ اور اوسکو بھی قلب ہی کہا گیا جو ایک نور ہے دانا و بینا و نصیحت شنو۔ اوسی کو دوسری جگہ خدا نے فرمایا۔ فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ آنکھین نہین اندھی ہوتین۔ بلکہ قلب اندھا ہوتا ہے جو سینہ کے اندر ہے (حج ع ۶) تو نصیحت حاصل کرنے والا۔ اور نصیحت نہ حاصل کرنے والا اندھا دل ہوتا ہے جسکا مقام بتا دیا کہ سینہ کے اندر ہے۔ یہہ قلب وہ مضغہ گوشت تو ہے نہین جو سینہ کے اندر ہے بلکہ وہ قلب ہے جو سینہ کے اندر ہے اس سے کیا صاف نہین ہوتا کہ قلب روحانی قلب جسمانی کے اندر ویسے ہی ہے۔ جیسے روح جسم مین۔ وہ قلب جو نصیحت حاصل کرے یا نہ حاصل کرے دیکھتا ہو یا اندھا ہو وہ اک نور روحانی ہے جو حالت صحت مین دیکھتا اور حالت مرض مین اندھا ہوتا ہے۔ اسکو قلب روحانی کہنا بیجا نہین۔ اس قلب روحانی کی چند قسمین مذموم اور چند قسمین محمود خدا نے فرما دی ہین۔ مجاہدہ یہہ کرنا ہے کہ قلب مذموم جیسے قلب مریض کہ بمعالجہ سے صحت یاب ہو کر قلب محمود ہو جائے۔

Marfat.com

قلب مذموم یا قلب مریض

قلب مذموم کی گیارہ قسمین خدا نے فرمائی ہین۔

(۱) **قلب جاہل**۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ان کے قلوب ہین کہ ان سے سمجھتے نہین (اعراف ۲۲) یعنی نا سمجھ اور جاہل اس آیت کے آخر مین انہین کی شان مین خدا نے فرمایا اولئٓک کالانعام بل ھم اضل وہ چار پائے کے مانند ہین۔ بلکہ اون سے بدتر (اعراف ۲۲) یہہ جہالت کی بیماری قلب کی اگر دفع نہ ہوئی تو یہی قلب آخری نوبت پر قلب مطبوع کی حالت کو پہونچ جاتا ہے کذلک یطبع اللّٰہ علی قلوب الذین لا یعلمون۔ اسی طرح اللہ جاہلون کے قلب کو قلب مطبوع بنا دیتا ہے۔ (روم ع ۶)۔

(۲) **قلب مریب**۔ وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون۔ اون کے قلوب شک مین پڑے ہین تو وہ اپنے شک مین بھٹکتے پھرتے ہین (توبہ ع ۷) شک بھی امراض قلبی مین سے ہے جسکا مزاج شکی ہوتا ہے وہ ہر بات مین شک کیا کرتا ہے جسکی شان مین خدا نے فرمایا۔ ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون ہ لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ اگر ان پر ہم آسمان کا دروازہ کھول دین اور یہہ سارے دن اوس مین چڑھتے بھی رہین۔ جب بھی یہی کہینگے۔ کہ ہو نہو ہماری آنکھین باندہ دی گئی ہین۔ بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے۔ (حجر ع ۱) یعنی یہہ بدیہیات مین بھی شک کرینگے۔

(۳) **قلب غل** یعنی قلب کینہ کش لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا۔ مومنون کی طرف سے ہمارے دل مین کینہ نہ رہنے دے (حشر ع ۱) کینہ کش دل پناہ مانگنے کی چیز ہے کہ یہہ بے وجہہ بھی کینہ سے بھرا ہوتا ہے۔ اور دوسرون کی برائی کا آرزومند۔ کینہ بھی دل کی بیماری

ہین سے ہے جو دل کو انتقام اور بدخواہی سے کے لئے بے چین غیر مطمئن اور خراب و خستہ کئے رہتا ہے

(۴) **قلب سخت**۔ اوسی کا نام قلب غلیظ بھی ہے۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھر کے مانند ہین بلکہ پتھر سے بھی سخت تر (بقرہ ع ۹) اسی کو خدا نے قلب غلیظ بھی فرمایا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اے رسول یہہ تو خدا کی مہربانی ہے کہ تم اون کو نرم دل ملے اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو لوگ تمھارے ارد گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ (ال عمران ع ۱۷) سخت دل بدخو ہوتا ہے۔ نہ وہ کسی پر رحم کھا سکتا نہ کسی کو معافی دے سکتا ہے۔ نہ اس سے شفقت علے الخلق ظہور پذیر ہو سکتی نہ وہ نصیحت شنو ہو سکتا ہے۔

(۵) **قلب غلف**۔ وقالوا قلوبنا غلف وہ کہتے ہین کہ ہمارے قلب پر پردے پڑے ہین (بقرہ ع ۱۱) دل پر پردہ تو سد سکندری ہے جبکی شان ہین ہے۔ وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا۔ اون کے آگے پیچھے ہم نے دیوار کھڑی کر دی ہے (یٰس ع ۱) اسلئے باوجود دیکھ سکنے کے بھی یہہ دیکھ نہین سکتے۔ یہہ قلب کافرون کا ہوتا ہے۔ بل لعنھم اللہ بکفرھم (بقرہ ع ۱۱) یہہ قلب ملعون ہے۔

(۶) **قلب کور**۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھین نہین اندھی ہوتین بلکہ دل اندھے ہوتے ہین جو سینون مین ہین (حج ع ۵) اسی کی شان مین ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی جو اس دنیا مین اندھا وہ اوس دنیا مین اندھا یعنی یہان دل کا اندھا وہان دیدار کا اندھا۔ قلب کور کو خدا کی راہ سجھائی نہین پڑتی۔

(۷) **قلب زنگ خوردہ**۔ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ نہین نہین بلکہ اون کے کرتوتون سے اون کے دلون پر زنگ جما دیا ہے۔ (مطففین) گناہون پر

Marfat.com

مصر رہنے سے قلب زنگ خوردہ ہو جاتا ہے۔ اور گناہ کی برائی دل سے جاتی رہتی ہے۔ جیسے شراب پیتے پیتے۔ سود کھاتے کھاتے جھوٹ بولتے بولتے۔ فرضی مقدمات لڑتے لڑتے ان کی برائی دل سے کھو جاتی ہے۔ اور کھو گئی ہے۔ اس حال پر بھی اگر زنگ صاف کیا جاے تو جلا کی امید ہو سکتی ہے۔ اور آئینہ قلب مجلا ہو کر قابل انعکاس جمال جہان آرا ہو سکتا ہے۔

(۸) **قلب غافل** ۔ لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا جسکے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کیا اوسکا کہانہ مانو (کہف ع ۴) خوب غور کرو تو غفلت ہی ام الجرائم ہے۔ اور اسکا پھندا ایسا سخت ہے کہ اس سے نکلنا بڑی بہادری کا کام ہے۔ آدمی ہزار سو چتا سمجھتا ہے۔ ہزار ارادہ اور ہمت کرتا ہے۔ مگر قلب غافل کی غفلت نہین جاتی۔ محاسبہ ہزار توبہ کراتا ہے۔ مگر پھر وہ توبہ نہین رہتی۔ اور قلب غافل ہوشیار نہین ہوتا۔ ہوشیار ہوتا بھی ہے۔ تو چند ساعت کے لئے پتھر تو یہ ہے کہ خدا کی یاد اور ذکر و فکر بھی وہ کرتا ہے تو اوپری دل غافل دہیان اور مراقبہ بھی وہ کرتا ہے۔ تلاوت قرآن اور نماز بھی وہ ادا کرتا ہے تو عادتاً دل غافل اسی کا نام قلب لاہی بھی کرتا ہے۔ لاهية قلوبهم (انبیاء ع ۱) یہہ محبت کی تیز و تند آگ کی آنچ دیئے بغیر ہوشیار نہین ہونے کا۔ اسکی پہچان ہے واتبع هوٰه وكان امره فرطا (کہف ع ۴) وہ متبع خواہشات نفسانی ہوتا ہے۔ اور اوسکا کام ہے حد سے گذرا ہوا۔

(۹) **قلب بیہوش** ۔ بل قلوبهم فی غمرة من هذا۔ بلکہ اون کے دل اس سے بیہوشی مین پڑے ہین (مومنین ع ۴) قلب غافل کی غفلت کا ل بیہوشی ہے۔ قلب غافل غافل ہوتے ہوتے قلب بیہوش ہو جاتا ہے۔

(۱۰) **قلب مقفل** ۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها تو کیا یہہ قرآن مین غور نہین کرتے۔ کیا ان کے دلون پر قفل ہین (محمد ع ۳) قلب مقفل کو قرآن سے دلبستگی

Marfat.com

ہنین ہوتی۔ وہ قرآن مین تدبر ہنین کرسکتا۔ کیونکہ اوسکے قلب کی کوٹھری مین قفل پڑا ہوا ہے۔

(۱۱) **قلب مطبوع** - مہرزدہ - کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار اور کذلک نطبع علی قلوب المعتدین ۝ اسی طرح خدا مہر کردیتا ہے ہر قلب متکبر اور ہر قلب جبار پر۔ اور اسی طرح ہم ہر حد سے تجاوز کرنے والے قلوب پر مہر لگا دیتے ہین (مومن ع ۴ اور یونس ع ۸) قلب مطبوع کی پہچان یہہ ہے کہ وہ متکبر ہو۔ جبار ہو اور حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔ تکبر کا مرض صحت یاب نہین ہوتا۔ کیونکہ متکبر کسی کی سن نہین سکتا۔ شیطان نے تکبر ہی تو کیا تھا۔ ابیٰ واستکبر اوس نے انکار کیا اور تکبر کیا کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اوسکو مٹی سے۔ تو اس تکبر کا نتیجہ یہہ ہوا وکان من الکفرین ہو گیا کافرون مین سے متکبر و جبار تو خدا کے صفاتی نام ہین۔ جو کوئی ان صفتون کا دعوے کرتا ہے۔ وہ فرعون جیسے سامان خدائی کا دعوے کرتا ہے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحن اللہ عما یشرکون ۝ مجاہدہ مطلب یہہ ہے کہ قلب بیماریون سے صحت یاب ہوکر قلب محمود ہو جائے۔

قلب محمود

قلب محمود سات قسم کے ہین۔

(۱) **قلب مہتدی** - ہدایت یافتہ - من یومن باللہ یھد قلبہ جو خدا پر ایمان لاتا ہے تو خدا اوسکے قلب کی ہدایت کرتا ہے (التغابن ع ۲)۔

(۲) **قلب منیب** - جاء بقلب منیب ادخلوھا بسلم جو دل گرویدہ لیکر حاضر ہوا تو اوس سے ہم کہینگے کہ سلامتی کے ساتھہ بہشت مین داخل ہوجاؤ (ق ع ۳) قلب منیب دنیا و دلبرِ دنیا کی کمند ڈالکر رسا ہوتا اور محبوب سے جا ملتا ہے۔

Marfat.com

(۳) **قلب خاشع** - الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق -
کیا ایمان والون کے لئے وہ وقت نہین آیا کہ اون کے دل ذکر خدا اور قرآن مین خشوع فحاج
کرین (حدید ۲۷) عبادت مین خشوع پیدا ہونا دل کی صحت یابی ہے۔ جب تک قلب غافل
کی غفلت دور نہو جو محبت ہی سے دور ہوتی ہے اوسوقت تک قلب خاشع نہین ہوسکتا۔

(۴) **قلب مربوط** لولا ان ربطنا علیٰ قلبھا - اگر ہم اوسکے قلب پر گرہ نہ دئے ہوتے
(قصص ۱) قلب مربوط اسرار کو گرہ مین باندھ لیتا ہے۔ اور انکشافات ربانی کا ڈنکا نہین بجاتا
پھرتا۔ دوست تو وہی جو دوست کا راز چھپائے۔ یہہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان کی شان
مین ہے۔ پوری آیت واصبح فواد ام موسیٰ سے پڑھ جاؤ جسکے معنی یہہ ہین کہ "موسیٰ کی مان کا دل بیقرار
ہوگیا۔ قریب تھی کہ سارے قصے کو ظاہر کر بیٹھے اگر ہم اوسکے دل پر گرہ نہ دیدیتے تاکہ وہ یقین کرنے
والون مین رہے" قلب مربوط اوسوقت ہوتا ہے جب خدا کے ساتھہ رابطہ و نسبت صحیح ہوجائے۔

(۵) **قلب متقی** فانھا من تقوی القلوب یہہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔ (حج ۴)
قلب متقی شعائر اللہ کی عظمت کرنے لگتا ہے۔ جب خدا کی عظمت و جلالت عرفان حقہ کے
سبب دلون پر چھا جاتی ہے تو جو خدا کے ساتھہ نامزد اور منسوب ہو اوسکی بھی عظمت دلون مین پیدا
ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

(۶) **قلب مطمئن** - وقلبہ مطمئن بالایمان ایمان پر اوسکا دل مطمئن ہو (نحل ۱۴) اسماء
وصفات باری تعالیٰ پر جب تک ایمان کامل نصیب نہین ہوتا۔ اس دُنیا مین تو اطمینان حاصل نہین
ہوسکتا اور جب یہہ حاصل ہوگیا تو لاخوف علیھم ولاھم یحزنون دوسرے اطمینان قلبی نہ دولت و
ثروت سے حاصل ہوتا ہے نہ عالی شان عمارتون اور پھولے پھلے گلزارون سے اگر حاصل ہوتا
ہے تو ایمان کامل اور اوسکی یاد ہی سے حاصل ہوتا ہے! الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سن رکھو کہ

Marfat.com

خدا کی یاد ہی سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے (رعد ع ۴)۔

(۷) **قلب سلیم**- اذ جاء ربہ بقلب سلیم جبکہ حضرت ابراہیم آئے خدا کے پاس قلب سلیم لیکر (الصفٰت ع ۳) قلب سلیم کے معنی ہین قلب سلامتی یافتہ از ماسوائے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیف اور خدا کی طرف یکسو ہو رہے تھے کیونکہ اون کا قلب سلیم اور ماسوائے سے منقطع ہو چکا تھا۔ اسی کو خدا نے دوسری جگہ فرمایا لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم قیامت کے دن اولاد اور مال (یعنی ماسوائے اللہ) کام نہین آنے کے۔ ہان جو قلب سلیم فارغ از ماسوا لیکر حاضر ہوگا۔ تو وہی کام آئیگا۔ (الشعراء ع ۵)

مجاہدہ سے قلب مذموم کو قلب محمود بناؤ یعنی دل کا موا بہ اودہر سے اودہر پھیر دو کہ مراد کو پہونچو۔ مگر مینے بیان کیا ہے کہ بیماریان قلب ہی مین نہین نفس مین بھی ہوتی ہین اسلئے امراض نفسانی سے بھی غفلت نکرو۔ ورنہ محال سے صحت ہوئی تو امراض جگر مار ڈالنے کو کیا کم ہین۔

امراض نفسی

نفس مذموم بھی ہوتا ہے اور محمود بھی۔ ونفس وما سوٰہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا قد افلح من زکٰہا وقد خاب من دسٰہا۔ نفس کی اور اوس ذات کی قسم جس نے اوسکو درست بنایا پھر الہام کیا اوسکی طرف اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا بےشک مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اور گھاٹے مین رہا جس نے اوسکو خاک مین ملادیا (الشمس) غرض نفس مین مادہ فجور وتقوی دونون ہے۔ مبارک ہے وہ جس نے تزکیہ نفس کیا کہ وہی مراد کو پہونچا۔ اور افسوس رہیا نون پر جنہون نے نفس کو مارکر خاک مین ملادیا کہ وہ گھاٹے مین رہے۔ کیونکہ نفس کو مار دینے سے وہ نفس ہی نہ رہا جسکو تزکیہ کرسکے وہ مراد تک پہونچتے۔ طالب کو یہی تو مجاہدہ کرنا ہے کہ وہ نفس مذموم کو تزکیہ کرکے نفس محمود بنائے نہ یہ کہ نفس کشی کرکے اوسکو مارہی ڈالے۔ نفس بیمار رہے تو حسب ہدایت مرشد

Marfat.com

اوسکا معالجہ کرو۔ سرکش ہے تو اوسکی تنبیہ کرو بستر اکرو۔ اوسکو اچھی طرح تھپیڑون سے کچلو۔ مگر مارو قو دوم کیونکہ وہ مر بھی تو نہین سکتا۔

نفس مذموم

نفس مذموم پانچ قسم کے ہین۔

(۱) نفس سفیہ۔ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ملت ابراہیم سے وہی انحراف کرتا ہے جس نے خود اپنے نفس کو بے وقوف بنایا (بقرہ ع ۱۶) سمجھ کر بھی جو اڑا ہوتا۔ اور نہین سمجھتا ہے وہ اپنے آپ ہی کو بیوقوف بناتا ہے۔

(۲) نفس موسوس۔ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور جو وسوسے اوس کے نفس مین گذرتے ہین اوسکو ہم جانتے ہین (ق ع ۲) نفس طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا رہتا اور راہ مین رخنہ انداز ہوتا ہے اور آدمی ہے کہ اسی کے جال مین پھنسا ہوا ہے۔

(۳) نفس شح۔ نفس بخیل۔ واحضرت الانفس الشح بخل تو نفس مین داخل کیا گیا ہے (النساء ع ۱۹) بخل نفس کی سخت بیماریون مین ہے اور سخت اصلاح طلب۔ اس بیماری سے آدمی نہ گھر کا ہوتا ہے نہ گھاٹ کا۔ نہ اپنے کا نہ پرائے کا۔ نہ اس دنیا کا۔ نہ اوس دنیا کا۔ بندۂ زر ہو کر حیا و غیرت۔ عزت و آبرو۔ دین و مذہب اور سارے صفات انسانی کو کھو بیٹھتا ہے ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ (محمد ع ۳)

(۴) نفس امارہ۔ ما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ مین اپنے نفس کو بری نہین کرتا۔ کیونکہ نفس تو برائی کی طرف اوبھارتا ہی رہتا ہے (یوسف ع ۷) اسلیئے یہہ تزکیہ طلب ہے

(۵) نفس سیئہ۔ برائی پہونچانے والا نفس۔ ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک اے انسان

Marfat.com

جو کچھ تجکو برائی پہونچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے (نساء ع ۱۱) جو کچھ انسان کو برائی پہونچتی ہے وہ اپنے نفس کی بدولت ۔ اگر نفس اصلاح پا جائے اور آدمی تزکیہ نفس کرلے تو اوسکو برائی پہونچے ہی ہنین۔ ساری مصیبتین ٹھنڈی پڑ جائین ۔ دیکھنے والے تو کھین گے کہ حضرت ابراہیم آگ مین ڈالے گئے ۔ مگر وہ آگ ٹھنڈی ہو کر گل وگلزار ہی بنجائے گی۔ کیونکہ تکلیف اور برائی تو وہی جسکو دماغ محسوس کرے تو جسکا دماغ ہی یکسو ہو گیا ہو وہ محسوس کیا کرے گا۔ اس لئے ساری برائی اسی مین ہین کہ نفس ادہر اودہر بھٹکتا پھرے ۔ اللہ جب نفس تزکیہ پا کر یکسو ہو گیا تو محسوس کون کرے اسی لئے خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تجکو برائی پہونچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ۔ اور خدا نے جب نفس کو تزکیہ نصیب کیا تو ما اصابك من حسنة فمن الله جو کچھ تجکو بھلائی پہونچے وہ خدا کی طرف سے جس نے تیرے نفس کو مزکے کر دیا۔

غرض مجاہدہ مطلب یہ ہے کہ نفس مذموم بیماریون سے صحت یاب ہو کر نفس محمود ہو جائے۔

نفس محمود

نفس محمود تین قسم کے ہین۔

(۱) **نفس لوامہ** ۔ لا اقسم بالنفس اللوامة نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہون (القیمۃ ع۱) نفس جب اصلاح پر آنے لگتا ہے تو برائیون پر ملامت کرنے لگتا ہے۔ یہی ملامت کرتے کرتے وہ تائب ہو جاتا اور اوسکو تزکیہ وتصفیہ نصیب ہوتا ہے۔

(۲) **نفس مزکے** ۔ قد افلح من زکھا وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس) یہی نفس لوامہ مزکے ہوتا اور یہی نفس مزکے رسا ہو کر اور مراد کو پا کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

(۳) **نفس مطمئنہ** ۔ یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ خدا کے حضور مین حاضر ہو تو اوس سے راضی وہ تجھ

Marfat.com

راضی۔ تو داخل ہو جا ہمارے بندون مین اور داخل ہو جا ہماری جنت مین (الفجر) رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نفس منتشر تو بھٹکا اور مارا مارا پھرتا ہی ہے۔ حیات مین بھی مرنے پر بھی۔ حضوری ہوتی ہے تو نفس مطمئنہ کو ہی۔ بے اطمینان نام کے حضوری کہان نہ اس دنیا مین نہ اوس دنیا مین جب اطمینان کامل قرار پا جاتا ہے تو اوسکی منزل ہوتی ہے رضا و تسلیم کی۔ یہہ مقام عبودیت ہے وہ مقام عبودیت مین داخل ہوکر وصال گاہ مین بار پاتا ہے۔

استغفار و توبہ

جب انسان کو خدا توفیق دیتا ہے تو وہ اپنے قلب و نفس کی بیماریون پر مطلع ہوتا اور اپنے کو مریض سمجھنے لگتا ہے۔ تو اوسکو یون دیکھو جسمانی مریض جب بیمار پڑتا ہے تو وہ ہوائے تند سے بچنے کے لئے یا اقتضائے مرض کے سبب بستر پر پڑا رہتا ہے۔ آب و دانہ ترک کر دیتا ہے کہ جو معالج ہدایت کرے گا اوس کی تعمیل کیجائے گی۔ پھر معالج بلایا جاتا ہے جب اوس سے علاج رجوع ہوا تو اوس کی دوا استعمال ہوتی۔ اور اوسکے حسب ہدایت پرہیز ہوتا ہے جب کہین صحت ہوتی ہے۔ بس یہی حال روحانی بیمارون کا ہے۔ امراض باطنی کا بیمار بھی اولاً اپنی گزشتہ بدپرہیزیون کے نقصان کو سوچتا چاہتا اور آیندہ کی بدپرہیزیون سے تائب ہوتا ہے۔ استغفار کی چادر اوڑھ کر ندامت توبہ کے بستر پر لیٹ رہتا ہے۔ پھر معالج حقیقی اور معالج مجازی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی کا نام **انابت** ہے۔ رجوع الی المرشد۔ پھر علاج ہے۔ پھر صحت۔ اس لئے امراض باطنی کے مریض کے لئے پہلی چیز استغفار و توبہ ہے۔ پھر انابت۔ اور یہہ معالج کے علاج کی چیز نہین یہہ توفیق خداوندی اور عطیہ ایزدی ہے۔ معالجہ تو انابت کے بعد ہے۔ مریض علاج ہی پسند نہ کرے یا دوا و پرہیز ہی کے لئے آمادہ نہو تو اوسکا علاج ہی نہین ہو سکتا۔ سنۃ اللہ یون ہی جاری ہے کہ مرض علاج سے جاتا اور مریض بے علاج کے مرجاتا ہے۔ اس سنۃ اللہ کو کوئی توڑ نہین

Marfat.com

سکتا۔ یون بے علاج بھی کبھی صحت ہوتی ہے۔ یہہ اوسکی قدرت کا اظہار ہے تو اوسکی قدرت کا جانچ لینے والا کون۔ اور اوسکی قدرت پر دست رسی کس کی کہ وہ ہر کے ساتھہ ظاہر کرے اور ہر وقت ظاہر کرے۔ اور ہر شخص کے حسب منشاء ظاہر کرے۔

استغفار و توبہ دو چیزین ہین۔ ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ خدا سے معافی مانگو پھر توبہ کرو۔ اپنے کئے کی معافی مانگنی استغفار ہے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بالجزم توبہ ہے۔ زمانہ حال مین ہمکو گذشتہ کی معافی اور تلافی کرنی چاہیئے۔ اور آئندہ کی فکر یعنی استغفار و توبہ۔

گذشتہ کا علاج تو بجز معافی مانگنے اور استغفار کے ہے نہین۔ اس لئے استغفار کی نسبت مجھے کچھ زیادہ لکھنا بھی نہین۔ ہان آئندہ کی فکر ہے کہ آئندہ مرتکب گناہ نہون یہی توبہ ہے کہ ٹوٹتی بھی اور رہتی بھی ہے۔ اسکے کیفیات بھی طرح طرح کے ہین۔ اس لئے اسکے مدارج بھی ایک سے ایک بالاتر ہین۔

دو چیزین ہین ایک گناہ کی معافی چاہنا یہہ استغفار ہے۔ دوسرے گناہ سے پشیمان ہوکر گناہ نہ کرنیکی ہمت کرنی یہہ توبہ ہے۔ خدا کی مہربانی دیکھو کہ تم توبہ کرو تو وہ توبہ قبول کرنے کو بھی تیار ہے کہ آئندہ گناہ نکرو۔ اور کئے ہوئے گناہ جسکے لئے تم پشیمان ہوے اوسکو بھی معاف کر دینے کو تیار ہے یون توبہ مین استغفار بھی داخل ہوجاتا ہے۔ یہہ بھی اوسی کی مہربانی ہے کہ تم استغفار کرو اور خشوع و خضوع اور آداب کی نگاہداشت کے ساتھہ تو وہ اوس گناہ کو بخش بھی دیتا اور آئندہ تم کو اس گناہ سے باز بھی رکھتا ہے یون استغفار مین توبہ بھی داخل ہوجاتی ہے۔ اسی لئے مینے استغفار و توبہ کو ساتھ ساتھہ بیان کیا ہے۔

خدا نے فرمایا ہے وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیئات۔ بے شک خدا اپنے بندون کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور خطائین معاف کر دیتا ہے (شوریٰ ع۳) توبہ

Marfat.com

چوکو نہین - ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین خدا توبہ کرنے والون کو اور جو توبہ سے پاک ہو چکے ہین اونکو پیار کرتا ہے (بقرہ ع ۲۸) خدا کا وعدہ ہے کہ وہ توبہ قبول کرتا ہے - اور یہہ بھی کہ وہ خطا بھی معاف کر دیتا ہے اور یہہ بھی کہ وہ تائبین کو پیار بھی کرتا ہے - تو یہہ چوکنے کی چیز نہین - اس طرح استغفار توبہ مین داخل ہو جاتا ہے -

مگر خدا کو نسی توبہ قبول کرتا ہے - کیا زبان سے اتوب الیہ اتوب الیہ ہم توبہ کرتے ہین - ہم توبہ کرتے ہین کی رٹ لگاؤ کہ دل غافل بلکہ نافرمانی پر مصر ہو تو کیا ایسی توبہ قبول ہو گی - یا قبول ہونے کے لایق ہے - خدا ہو کے مین نہین آسکتا - وہ خود فرماتا ہے - انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیھم - توبہ تو اللہ اونہین کی قبول کرتا ہے جو نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے - پھر فوراً متنبہ ہو اور توبہ کر لے - تو اللہ ایسون کی توبہ قبول فرماتا ہے - مسلمانو! قرآن کے رو سے تمھارا یہہ خیال غلط ہے کہ تم جان بوجھکر گناہ پر مصر رہو کہ آیندہ توبہ کر لینگے ابھی تو زندگی ہی پڑی ہے - یا ابھی تو شباب ہے توبہ کا زمانہ نہین - پیری آنے دو - یا شباب مین توبہ تو مضحکہ خیز ہے - پیری آئے اور پیر ملے تو توبہ کر لینگے - کیونکہ توبہ تو وہی جو پیر کے سامنے ہو اور پیر کرائے - ایسی توبہ ٹوٹنے مین لوگ البتہ ملامت کرتے ہین اور شباب مین توبہ کرین تو راجگیر کے جنگل مین کیون نہ جا کے بیٹھین - یا یہہ سمجھو کہ مرتے وقت کی توبہ تو کہین نہین گئی - بس مرتے وقت توبہ کر لین گے - اور کھڑے جنت مین چلے جائینگے - اور اونکے برابر ہو جائینگے جو تمام عمر تائب رہا مگر لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ نیکی و بدی برابر نہین ہو سکتی (حم السجدۃ ع ۴) تو مرتے وقت کا بہا چھوڑ دو - اوس وقت اگر توبہ کا ہوش نہ رہے تو کیا کرو گے - دوسرے اوس وقت استغفار کر سکتے ہو - توبہ کا وقت کہان رہا کہ آیندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرو - اسی لئے خدا نے فرمایا - ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن

اون کی توبہ قبول نہین جو گناہ کرتے رہین۔ یہانتک کہ ان مین سے جب کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو کہنے لگے کہ اب مین توبہ کرتا ہون (نساء ع ۳) فرعون نے مرتے وقت توبہ کی تھی تو خدا نے کیا فرمایا۔ الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین تو اس وقت توبہ کرنے کھڑا ہوا ہے اس سے پہلے تو ہمیشہ نافرمانی کرتا رہا۔ اور فساد پھیلاتا رہا (یونس ع ۹) جو مختلف نتایج توبہ کے خدا نے بیان فرمائے ہین۔ اون پر غور و فکر کرنے سے توبہ کی تین قسمین نکلتی ہین۔

(۱) ایک توبہ تو یہہ ہے۔ توبوا الی اللہ جمیعًا ایھا المومنون لعلکم تفلحون۔ مومنو تم سب کے سب اللہ کے حضور مین توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (نور ع ۴) اس توبہ سے فلاح کی اُمید ہے۔ یہہ وہ توبہ ہے کہ انسان دل مین نادم ہو اور قصد مصمم کرے کہ ہم پھر ایسا نہ کرینگے۔

(۲) دوسری توبہ یہہ ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحا۔ مومنو اللہ کے حضور مین خالص دل سے توبہ کرو (تحریم ع ۲) اس مین خلوص دل کی قید زیادہ ہے۔

واقعی ظاہر ابھی یہہ دونون قسمین اپنی تقسیم کو واضح کر رہی ہین۔ توبہ کو خیال کرو۔ ایک تو کسی کام کو برا یا گناہ سمجھ کر اوس کام سے باز رہنا ہے۔ دوسرے اس خلوص سے باز رہنا ہے۔ کہ اوسکی لذت دل مین باقی نہ رہے بلکہ اوس کے ارتکاب سے دل وحشت کھائے یہی دو حالتین ہوتی ہین۔ دونون مقبول ہین۔ مدارج کا فرق ہے۔ توبہ نصوح کی شان مین خدا نے فرمایا ہے۔ نورھم یسعٰی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا۔ قیامت کے دن اون کا نور آگے آگے اور داہنے بائین دوڑ رہا ہوگا۔ اور وہ عرض کرینگے کہ اے خدا ہمارا نور کامل کر۔ (التحریم ع ۲)۔

(۳) تیسری توبہ یہہ ہے۔ ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعًا حسنًا الی اجل مسمی ویوت کل ذی فضل فضلہ اپنے پروردگار سے اپنے کئے کی معافی مانگو پھر اوسکے حضور مین توبہ کرو تاکہ وہ تم کو تا حیات بہترین فائدہ اور صاحب فضل کو اوسکا فضل عطا فرمائے (ھود ع ۱)

Marfat.com

یعنی اس دنیا مین تاحیات وہ بھترین فائدے دیتا رہے۔ اور اوس دنیا مین جو فضیلتین توبہ سے
اوس نے حاصل کین وہ پوری پوری عطا کرے۔ یمتعکم متاعاً حسناً سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین تا
حیات بہترین فائدے ملتے رہتے ہین۔ تو اسے توبہ طریقت لکھو کہ یہہ توبہ ہر موجودہ حال سے
جو بہتر اخیر ہے تائب ہونا اور آیندہ ترقیات کی طرف عروج کرنا ہے۔
اس توبہ کو مزید وضاحت کے ساتھ خدا نے اس آیت مین فرما دیا ہے۔ یقوم استغفروا ربکم
ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین اے قوم استغفار کر پھر
اوس کے حضور مین توبہ کر کہ خدا تجھ پر موسلادھار بارش رحمت برسائے۔ اور تیری قوت پر قوت
بڑھائے کہ تو پھر گنہگار نہ ہوسکے (ھود ع ۵) اس توبہ کا نتیجہ ہے بارش رحمت اور ازدیاد قوت۔
ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرنے جانا اوسکی عین رحمت ہے جس سے قوت پر
قوت بڑھتی رہے گی۔ اور اوس وقت تمہارا یہہ مقام ہوگا کہ پھر مجرم نہ ہوسکو اوس وقت گناہ تم سے اتنا
بھاگے گا جتنا تم گناہ سے۔
اس سے واضح ہوتا ہے کہ استغفار و توبہ جسطرح ابتدائے منزل مین ہے اوسی طرح انتہا ہے منزل
مین ہے۔ میری توبہ ہوگی نافرمانیون لغزشون۔ اور غفلتون سے اور اولیاء اور انبیا کی
توبہ ہوگی۔ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف حسب مدارج اس سے سمجھو کہ نبیون کی توبہ
و استغفار کے معنی کیا ہین۔

انابت و معالجہ

انابت رجوع کو کہتے ہین۔ جب گذشتہ نافرمانیون سے معافی مانگ چکے اور آیندہ نافرمانی نہ کرنیکا
عزم بالجزم کر چکے یعنی استغفار و توبہ تو اوسکے بعد مرشد اور معالج امراض روحانی کی طرف رجوع
کرتا ہے کہ مرشد قرابادین روحانی سے اوسکا مرض تشخیص کرے اور معالجہ کرے۔ قرابادین روحانی

Marfat.com

قرآن مجید ہے جسکی شان مین خدا نے فرمایا ہے۔ شفاء لما فی الصدور۔
مرشد دیکھے گا کہ مریض مین امراض قلبی مین سے کونسا مرض ہے۔ اور امراض نفسی مین سے کونسا مرض وہ
امراض قلبی کا معالجہ کر کے قلب کو قلب منیب بنائیگا۔ تاکہ وہ اس فرمان کا مورد ہو۔ جاء بقلب منیب
ادخلوھا بسلم خدا کے حضور مین قلب منیب لیکر جو حاضر ہوگا تو خدا فرمائے گا کہ سلامتی کے ساتھ بہشت
مین داخل ہو جاؤ (ق ع ۳) اور امراض نفسی مین سے کوئی مرض پائیگا۔ تو وہ معالجہ کر کے نفس کو نفس
مزکے بنائے گا تاکہ وہ اس فرمان کا مورد ہو قد افلح من زکھا۔ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا۔
(الشمس) تم نے مرشد کی طرف علاج رجوع کیا۔ تو مرشد تمھارے مافی الضمیر کا مرجع خدا کی طرف
رجوع کردے گا کہ یہی رشد ہے۔ جب قلب و نفس تصفیہ و تزکیہ پاکر خدا کی طرف رجوع ہو گیا تو خدا فرماتا
ہے۔ یھدی الیہ من اناب جس نے رجوع اسلے اللہ کیا تو خدا اوسے اپنی طرف رہنمائی کریگا
رجوع کر دینا مرشد کا کام ہے۔ اور رہنمائی خدا کا کام۔ ہدایت اوسی کے قبضۂ قدرت مین ہے۔ انسانی ہدایت
اسی قدر ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع کردے۔ جب انابت کمال کو پہونچی تو وہ اس لائق ہوا۔ اتبع سبیل من
اناب الیّ۔ اوسکی پیروی کرو جس نے میری طرف رجوع کیا (لقمٰن ع ۲) تو اوسکی پیروی بھی ہے۔ کہ
جس طرح اوسکا قلب و نفس ایسا رجوع الی اللہ ہوا کہ اوس نے اپنے ہی کو خدا کے حوالہ کر دیا۔
ایسا ہی تم بھی کرو کہ۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین۔ میری نماز اور میری عبادتین
اور میری حیات و موت سب اللہ کے لئے ہے (اعراف ع ۲۰) تمھارا حال بھی ہو جائے۔
مرشد جب مسترشد مین امراض قلبی پائے گا تو اوسکا معالجہ ذکر و تذکیر اور پاس انفاس سے کرے گا
اور اگر امراض نفسی پائے گا تو اوسکا معالجہ فکر و مراقبہ اور پاس حواس سے کرے گا۔
اے لوگو! خدا کی راہ جسکی شان مین ہے۔ تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ۔ فرشتہ اور روح خدا کی طرف عروج کرتے ہین۔ ایک دن مین جسکی مقدار پچاس ہزار

Marfat.com

برس کی راہ ہے (معارج ۷) اوسکے فضل وکرم کے صدقے کہ اوس نے اتنی بڑی راہ کو دو قدم بنا دیا۔ ایک پاس انفاس دوسرا پاس حواس اور تیسرا قدم منزل مقصود۔ اسکو بھی اوس نے فرمادیا انهم یرونه بعیدا ونراہ قریبا لوگون کے نزدیک تو یہہ راہ دور ہے۔ مگر خدا کے نزدیک قریب جس کو اوس نے کر دکھایا۔ سبحن اللہ وبحمدہٖ۔

معالجہ امراض قلبی

مریض روحانی جب رجوع کرے تو امام ربانی یا مرشد ربانی کو لازم ہے کہ اولاً تشخیص مرض کرے کہ طالب مین امراض قلبی ہین یا امراض نفسی۔ اگر قلب کی بیماریون مین سے جو اوپر بیان ہوئین کوئی بیماری یا بیماریان ہون تو خدائے ہادی حقیقی کی طرف رجوع کرے۔ وما النصر الا من عند اللہ مدد تو خدا ہی کے پاس سے ہے۔ (ال عمران ۱۳) تو خدا ہی سے طلب گار مدد ہو۔ پھر قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو کہ یہی شفاء لما فی الصدور اور امراض روحانی کی قرابادین ہے۔

جسمانی امراض کے متعلق تم نے ایسا دیکھا ہوگا کہ ایک ہی نسخہ مقوی ارواح اور بہتیرے امراض مین مفید ہے۔ صرف مختلف بیماریون مین اوسکا بدرقہ بدلتا رہتا ہے۔ یہہ اوسی خدائی اصول پر ہے جو خدا نے امراض روحانی کے معالجہ کے لئے بتایا ہے۔ خدا کا تعلیم کردہ نسخہ ذکر کلمہ طیبہ یا اسم ذات ہے۔ جو مقوی ارواح اور مفرح قلب اور بہتیری بیماریون مین مفید ہے جسکا بیان اوسکے بعد آئے گا اور ذکر اسمائے صفاتی باری تعالے یہہ بدرقہ ہے۔ جو ہر بیماری مین بدلتا رہے گا۔ ۹۹ ننانوے نام اسماء حسنیٰ مشہور ہین۔ ان مین ۷۹ اوناسی نام وہ ہین جو قرآن مجید مین صریحاً بیان ہوئے ہین۔ یہہ ذکر کے لئے ہین۔ ۱۸ نام آیتون سے مستخرجہ ہین۔ یہہ صفات باری ہین یعنی یہہ آیتین مراقبہ کی ہین۔ اور بارہ اسماء قرآن سے ثابت نہین حدیث سے ہین تو خدا کے اور بہتیرے اسماء صفات ہین۔ جو اسکے علاوہ ہین۔ مگر طالب کے ریاضات کے لئے یہی بہت ہین۔ ذکر کے لئے تو کلمہ طیبہ یا اسم ذات

Marfat.com

کافی تھا پھر خدا نے یہہ استے نام کیون بتائے اور کیون حکم دیا۔ فللّٰہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا (اسماء حسنیٰ اللہ ہی کے ہین اوسکو اونہین نامون سے پکارو) یہہ اسی لئے کہ یہہ اسماء صفاتی۔ مرض مریض کو ڈہانپ لے اور مریض صفت خداوندی مین پناہ لیکر بامراد ہو۔

مرشد کو چاہئے کہ اولاً ذکر کلمہ طیبہ یا اسم ذات کی تلقین کرے۔ جو ذکر کہ خفی ہو۔ بقوت طبعیہ ہو۔ بہ تفرع ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ ہو۔ خدا کی عظمت وجلالت کے دہیان کے ساتھ ہو۔ پاس انفاس کی نگہداشت کے ساتھہ ہو۔ اور ہر وقت ہو اوقات معینہ پر مذکور مین فنا ہو کر ہو۔ اور علے ہذا جیسا کہ ذکر کے بیان مین بیان کیا جائے گا۔ یہہ کل امراض کا علاج ہے۔ مگر اجمالاً اور اشتراکاً۔ اس لئے اگر کوئی خاص مرض جو راہزن ہو اوس کے لئے بدرقہ قوی کی ضرورت ہے۔ مرشد کو چاہئے کہ مرض مریض کو اسمائے حسنیٰ کے آگے پیش کرے اور ان اسماء مین سے جو صفت دافع مرض نظر آئے اور اوس سے مزاج مریض کی مناسبت وموافقت بھی ہو اور دل چسپی بھی اوسکو چن لے۔ اور اوس کی موقّت ذکر کی ہدایت کرے۔ بہ اشتراک فکر۔ اور مسترشد کو ہدایت کرے کہ لن تجد من دونہ ملتحدا خدا کے سوا اور کہین پناہ نہ پاؤ گے (کہف ۲) تو اوسی کی صفت مین پناہ ڈہونڈہو کہ وہ تم پر مستولی ہو کر تم کو پناہ مین لے لے۔ مثلاً اگر مسترشد کو فکر رزق مارے ڈالتی ہو کہ اوس کی طلب وعبادت مین حارج ہو تو اوسکو علے الدوام ذکر کلمہ طیبہ یا ذکر اسم ذات کے ساتھہ موقت ذکر یا رزاق کی بھی تلقین کرنی چاہئے۔ یا جسکو دوڑ دہوپ کی ناکامیون نے مجبور کر رکھا ہو۔ اوسکو یا وہاب کی۔ اگر یاس پیدا ہو تو یا قدیر کی۔ بیماریان یا بیماردار یان پریشان کر رہی ہون۔ کہ وہ ہوش نہین درست کر سکتا۔ تو یا شافی کی مصیبتین تباہ کن ہون تو یا رحیم کی۔ طرح طرح کے عیوب مین گرفتار ہو۔ اور نا پاکیون مین آلودہ تو یا قدوس کی جہالت قلب ہو تو یا علیم کی کوری قلب ہو تو۔ یا نور کی غفلت ہو تو۔ یا موجود کی ذکر کی تلقین کرنی چاہئے۔ بدرقہ بدلنے کے یہہ معنی ہین۔ مگر ذکر اس طرح ہو کہ اوس مین تبتل

حاصل ہو اور فنا دکیوئی ۔ اور بہر حال منہیات قرآنی سے پرہیز لازم ہے ۔ ورنہ بدپرہیزی علاج کو کارگر ہونے دے گی ۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب آگاہ رہو کہ خدا کے ذکر ہی سے قلوب مطمئن ہوتے ہین ۔ یہہ ذکر بیماری کو دور کرکے اطمینان بخشیگا ۔ اور ایمان کامل تم کو مطمئن کردے گا ۔ کہ ہمارا کام اس دنیا مین فرائض انسانی اور حقوق و دیعیات رحمانی کی ادائے گی کے سوا جیسا کہ اخلاق کے زیر سرخی بیان ہوا ۔ زیادہ نہین ہے ہم اک خدائی شئین ہین کہ ہمارا کام سلسلۂ اسباب کا جوڑنا اور فرائیض کا انجام دینا ہے ۔ اور بس ۔ باقی ہوتا جو کچھ ہے وہ سب افعال الہیہ ہین ۔

اے لوگو ۔ اس معالجہ کا گمی ہونا تو بدیہیات مین داخل ہے ۔ ایسے حتی معالجہ کی تعلیم خدا ہی نے فرمائی اور فللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا فرما کر دریا کو کوزہ مین بند کردیا ۔ ذکر تو دو کونسے خدا کو پکارنا ہی ہے ۔ اس لئے فادعوہ بہا کے یہہ معنی نہین کہ ویسے پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو ۔ بلکہ یہہ صریح ذکر اسمار حسنیٰ کی تعلیم ہے ۔

یہہ عجیب بات ہے کہ چاہے کوئی بھی ذکر کرو ۔ مگر قلب مین لکہا ہوا جو پاؤگے ۔ وہ کلمہ طیبہ ہی کو ۔ اور قلب کے ذکر کی آواز جو بہت زور کی بھی تم کو سنائی دے گی ۔ تو وہ اسم ذات ہی کی اس کی وجہ سائینس والون سے دریافت کرنی چاہیئے ۔ جو قیاسات کے پلون پر اوڑنا خوب جانتے ہین ۔ مگر وہ تو سرے سے انکار ہی کردینگے ۔

غرض ذکر امراض قلبی کا علاج ہے ۔ اور فکر امراض نفسی کا ۔

جب امراض طحال و جگر دونون ہون تو کسی ایک کی غفلت مار ڈالنے کو کافی ہے ۔ اس لئے علاج امراض قلبی کے ساتھہ امراض نفسی سے بھی غفلت نہ کرنی چاہیئے ۔ بلکہ ابتدا اگر ذکر کے ساتھ تفکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی بھی ہدایت ضرور ہے ۔ اور امراض نفسی کے علاج کی بھی جو علاج امراض

Marfat.com

نفسی مین بیان ہوگا۔

معالج کو یہہ دیکھتے رہنا چاہیے کہ معالجہ فائدہ کر رہا ہے یا نہین۔ اور صحت آ رہی ہے یا نہین یعنی گردش اور روش پیدا ہو رہی ہے یا نہین۔ اور قلب محبت قدس سے معمور ہو رہا ہے یا نہین۔ کیونکہ یہی پاک محبت ہے جو خدا تک رسا ہوتی ہے۔ یہہ خیال نکرو کہ محبت وہبی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہین ہو سکتی ہر چیز اپنی حقیقت کے اعتبار سے وہبی ہے۔ اور عالم اسباب کے اعتبار سے کسبی۔ اسکو تو تجربتاً بھی دیکھ سکتے ہو۔ مثلاً کسی سے اکثر جہوٹی بھی محبت کا دعوے کیا کرو تو تہوڑے دنون مین تم اپنے دل مین اوس کی محبت محسوس بھی کرنے لگوگے۔ دیکھو خدا نے بھی فرمایا۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے تو خدا اونہین عنقریب مودت و محبت عنایت فرمائے گا۔ (مریم ع۶) ایمان و اعمال صالحہ سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے تو محبت کسبی بھی ہوتی ہے۔ باطن جب امراض سے صحت یاب ہو جاتا ہے تو یہی باطنی طلب قوت صحت سے توانا ہوکر محبت ہو جاتی ہے۔ اگر مریض قلب رو بصحت ہوا۔ اور اوس مین گردش و روش پیدا ہوئی اور اوس کے اعمال اعمال صالحہ سے بدلے اور اوس کو محبت عنایت ہوئی تو معالج کو چاہیے کہ محبت کو بے راہ روی سے روکے اور اوسکی مستی کو عبودیت مین لگائے۔

آجکل مریض کو راہ کی تلقین کر دی جاتی ہے۔ اور معالجۂ امراض ہوتا نہین۔ اس لئے ریاضات لوگ کرتے ہین۔ مگر امراض کے سبب اون کی راہ کھوٹی رہتی ہے۔ عمر گذر جاتی ہے۔ اور دہین کے دہین۔ مریض مر جاتا ہے۔ اور الا من اتی اللہ بقلب سلیم کے استثنا مین داخل نہین ہوتا۔ اسکے سوا قرآن مجید موجود ہے۔ کلام الٰہی جسکی ہر آیت کا آخر کرہ موصل الی المطلوب ہے۔ اوس مین تدبر و تفکر کرو راہین پاؤ گے۔ مرادین پاؤ گے۔ زیادہ لکھنے سے تو یاد نہین رہتا اس لئے کچھ حاصل نہین ہوتا۔

Marfat.com

ذکر

صوفیہ فرماتے ہین کہ خدا نے فرمایا ہے اور بہت جگہ فرمایا ہے فاذکراللہ خدا کا ذکر کیا کرو۔ امر کا
صیغہ ہے مستلزم وجوب اس لئے ہر شخص پر ذکر کرنا فرض ہے۔ اس پر اہل حدیث معترض ہوتے ہین
کہ فاذکراللہ کے معنی ہین خدا کو یاد کرو۔ تو نماز پڑھتے ہی ہو۔ خدا کا تذکرہ کرتے ہی ہو۔ وعظ و نصیحت
کرتے ہو۔ حدیث پڑھتے پڑھاتے ہی ہو۔ بس ہوا۔ اس سے وہ ذکر تو ہرگز ثابت نہین ہوا جو صوفیہ کرام
کرتے ہین اور جسکو ذکر اصطلاحاً کہا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مین ذکر کی نسبت قرآن مجید سے
بیان کرون تاکہ اس معترضانہ شکوک پیدا کرنے سے طالبین کی راہ ماری نہ پڑے۔ اور اہل حدیث
کو بھی اگر اونکا قرآن مجید پر ایمان ہے ذکر کرتے ہی بنے۔

خدا نے فرمایا۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ اپنے خدا کا نام پڑھا کرو جس نے تمہین پیدا
کیا (علق) یہہ صریح ذکر لسانی کی تعلیم ہے۔ اول تعلیم ذکر لسانی ہی کی ہے۔ خدا نے اقرأ
اور اسم ربك فرمایا یعنی اوس کے نام کو پڑھا کرو۔ یہہ ذکر لسانی نہین تو اور کیا ہے۔ یعنی زبان سے
اللہ اللہ کی رٹ لگاؤ۔ یہی اللہ کا نام پڑھتے رہنا ہے۔ یہہ ذکر کی بسم اللہ ہے۔ اور اگر دل مین
اوسکا نام پڑھتے رہو تو یہہ ذکر قلبی ہے۔

خدا نے فرمایا۔ واذکر ربك خدا کا ذکر کیا کرو۔ (اعراف ۲۴) اور یہہ بھی فرمایا۔ واذکر اسم ربك۔
خدا کے نام کا ذکر کیا کرو۔ (مزمل ۱) دونون آیتون کے دو معنی ہین۔ ایک مین خدا کے یاد کرنیکو
کہا گیا۔ اور دوسری مین اوس کے نام کو یاد کرنے کو کہا گیا۔ دونون دو حکم ہین۔ دونون کی تعمیل فرض
پہلا حکم تو یہہ کہ اوسکو یاد کرو۔ اب جیسے یاد کرو اور جسطرح وہ تمہین یاد آئے۔ یہہ بہت عام ہے
تلاوت قرآن سے ہو۔ نماز سے ہو۔ مروجہ ذکر و فکر سے ہو۔ تذکرہ سے ہو۔ جیسے ہو وہ تمہین اختیار ہے
اسمین ہین ہم مجاز کئے گئے۔ اور دوسرا حکم ہے کہ اوسکے نام کو یاد کیا کرو۔ اوسکے نام کو یاد کرنا

Marfat.com

ذکر مصطلحہ کے سوا اور کچھ تعلیم نہین کرتا۔ یہہ تو صاف واضح ہوگیا کہ ہم کو اوسکے نام کا ذکر کرنا ضرور ہے تو اوسکے نام کا ذکر ہم کس طرح کرین تو خدا فرماتا ہے۔ یھدی الیہ من اناب ٥ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ وہ ہدایت کرتا ہے اپنی ذات کی طرف اوسکو جو اودہر رجوع ہوا۔ یہہ وہ ہین جو ایمان لائے۔ اور اون کے قلوب ذکر خدا سے آرام پاتے ہین۔ سن رکھو کہ ذکر اللہ ہی سے قلوب آرام پاتے ہین (رعد ۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کو تعلق قلب سے ہے۔ اس لئے جہان پر ذکر کا لفظ آئے اور وہ صریح اور مفہوم پیدا نہ کرے وہان سمجھنا چاہیئے کہ خدا ذکر قلبی ہی کو فرما رہا ہے۔ یعنی ذکر اسم ذات قلب سے کرنا چاہیئے۔

اسکے سوا ذکر قلبی خدا کے نام کا ذکر ہے اور خدا کو یاد کرنا بھی ہے اسلئے یہ دو قرآن آیتون کی تعمیل ہے پھر اس سے کیسکو انحراف کی کیا وجہہ ہے سوا اسکے کہ وہ خدا کے ذکر سے اعراض کرتا ہے اور من اعرض عن ذکری کی تہدید مین داخل ہوتا ہے۔

بغیر جمعیت قلبی کے خدا کی راہ نہین ملسکتی کیونکہ اضطرار سے ذکر و فکر سب کا ہی دائرہ بند ہو جاتا ہے اور جمعیت خاطر ذکر قلبی سے ہی حاصل ہوتی ہے اسی لئے خدائی راہ کے رہرو چاہے وہ کسی روش والے ہو یا کسی بھی یعنی کسی مذہب کے طالب خدا کو لو۔ جوگی ہون یا رہبان یا مسلمانون مین صوفیہ کا کوئی فرقہ ہو تمام ذکر قلبی جاری ہوا۔ جاری ہے اور جاری رہے گا۔

مینے خدا کے نام کے ذکر کو بیان کیا اور اوسکو بھی کہ اوسکا تعلق قلب سے ہے یعنی ذکر قلبی کو بھی بیان کیا تو یہہ ذکر قلبی کسطرح یاد کیا جائے تو خدا فرماتا ہے اذکروا اللہ کما علمکم اور اذکروا اللہ کما ھدکم خدا کو اوسطرح یاد کیا کرو جسطرح اوس نے تم کو تعلیم کی اور ہدایت کی تو اب قرآن مجید مین ڈھونڈنا چاہیئے کہ کسطرح اوس نے ذکر کی تعلیم و ہدایت کی ہے۔

تو خدا فرماتا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ خدا کو اس طرح یاد کیا کرو۔ جسطرح اپنے باپ کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ خدا کی یاد تو اوس سے بھی شدید تر ہونی چاہیئے (بقرہ ۲۵) یہہ آیت تدبر کرنے کی ہے۔ دنیا مین باپ خالق مجازی ہے۔ اور مجاز سیڑھی ہے حقیقت کی یا آئینہ ہے حقیقت کا اسی لئے تو پیدایش کے لئے والدین کا ذریعہ اور سلسلہ خدا نے قایم کیا۔ تاکہ

Marfat.com

دور اُفتادون کے لئے یہہ مجاز حقیقت کی طرف رہنما ہو۔ تو والدین کو انسان محبت کے ساتہہ یاد کرتا ہے۔ مگر کیسی محبت جسمین شان ہوتی ہے عظمت کی رنگ ہوتا ہے تقدس کا جسمین جلوہ ہوتا ہے جمال و جلال کا اور کیفیت ہوتی ہے امید و بیم اور خوف و رجا کی۔ تو خدا کے ساتہہ ایسی ہی محبت کے ساتہہ یاد کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ کامل تر یعنی اوس سے بھی شدید تر۔ کیونکہ حقیقت و مجاز کا فرق ہے۔ خدا کو ایسی ہی محبت کے ساتہہ یاد کیا کرو۔ یہہ عام ہے۔ اوس کی یاد مصطلحہ ذکر و فکر سے کرو۔ یا تلاوت قرآن۔ یا نماز مین یا جب اور جسطرح ہو محبت نہین جو دوست احباب بہائی بہن۔ زن و شو اور عورت و مرد مین ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ خلقت کے شریک نہین۔ اور خالق کی محبت کی یہہ مجاز صورتین نہین ہین۔ آجکل شہوت پرستی کے سبب مان کی محبت۔ باپ کی محبت دلون سے جاتی رہی ہے۔ اور زن پرستی نے دلون پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس لئے خدا کے ساتہہ بھی اسی شان کی محبت برتی جاتی ہے۔ جو خلاف شان ربوبیت ہونے کے سبب خلاف غیرت خداوندی ہونے کے سبب سراسر نارسا ہے۔ رلیا۔ چھیلا۔ سونلیا وغیرہ الفاظ غلط نسبت پیدا کرتے ہین جس سے جوانی کا سا جوش اوبال کھا جاتا ہے۔ مگر اس مین تقدس نہین۔ اور عظمت کبریائی نہین۔ اس لئے یہہ نارسا ہے۔ بنی کے چہرے کے نور مین ان باتون کی صحت کرلو انسان والدین کو کس عظمت اور پاک محبت سے یاد کرتا ہے۔ بلکہ والدین کی چیزون کے ساتہہ جو والدین سے منسوب ہون کس طرح کا ادب کرتا ہے۔ کہ والدین کے پلنگ پر نہین سوتا۔ والدین کی جگہ پر نہین بیٹھتا۔ والدین کا ملبوس نہین پہن لیا کرتا۔ اوسی طرح خالق حقیقی کے ساتہہ ادب اور شعائر اللہ کی عظمت ملحوظ رکھنا اور اقتضائے عبودیت سمجھنا چاہیئے۔
من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ٥ جو کوئی شعائر اللہ کی عظمت کرتا ہے تو وہ دلون کی پرہیزگاری سے کرتا ہے (حج ع ۴) جسطرح والدین کے ساتہہ ظاہری

اور باطنی دونون ادب کرتے ہو کم سے کم ظاہری ادب تو فروگذاشت نہین کرتے۔ جو والدین کا ادب نہین کرتا وہ خلق اللہ مین ملعون سمجھا جاتا ہے اوسی طرح بلکہ اوس سے بھی زیادہ تر خالق حقیقی کا ادب ملحوظ رکھو۔ ظاہری اور باطنی دونون یعنی شریعت اور طریقت دونون کی نگہداشت کے ساتھہ ورنہ کم سے کم ظاہری ادب سے تو نہ چوکو کہ روسیاہ نہ سمجھے جاؤ۔ اس لئے نماز و روزہ اگر ظاہری ہی ادب کے ساتھہ ہو سکے تو اس سے تو فروتر نہین جو ظاہری ادب والدین کے ساتھہ برتتے ہو۔ مگر یاد رکھو کہ جسم بے روح مردہ ہے۔ عبادت بے اخلاص وحضور قلب۔ علیم ظاہر و باطن کے حضور مین کوئی ہستی نہین رکھتی۔ مگر ظاہر ہی ہونے سے تمھارا چھٹکارا ہو جائے گا۔

فصل

غرض ایسی ہی محبت کے ساتھہ خدا کا ذکر کیا کرو۔ اوس نے فرمایا۔ قد افلح من تزکیٰ ۝ وذکر اسم ربہ فصلیٰ ۝ بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا ۝ والاخرۃ خیر وابقیٰ ۝ ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ ۝ صحف ابراھیم وموسیٰ ۝ بے شک وہ مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ کیا اور خدا کے نام کا ذکر کیا۔ اور نماز پڑہی بلکہ تم مقدم رکھتے ہو حیات دنیاوی کو حالانکہ آخرت کہین بہتر اور پائدار ہے یہی بات تو اگلے صحیفون مین تھی یعنی صحیفہ ابراہیم اور موسیٰ مین بھی (اعلیٰ) اگر ذکر سے خدا کو یاد کرنے کے معنی لئے جائین۔ تو اسم کا لفظ بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے نام کو یاد کرنے کے معنی مصطلح ذکر ہی کے ہین۔ اسکے سوا تزکیہ کو تعلق ذکر مصطلح سے ہی ہے۔ اس سے یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قوم ذکر مصطلح سے واقف تھی اس لئے مصطلح ذکر کو بتانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ خدا نے فرمادیا۔ کہ جس نے تزکیہ کیا وہ بامراد ہوا یعنی جس نے ذکر اسم ذات کیا اور نماز پڑہی اور اسکو کاروبار دنیاوی پر مقدم کیا۔ اور آخرت کو بہتر اور باقی سمجھا۔ یہہ کوئی نئی ہدایت نہین کی گئی۔ یہی ہدایت حضرت ابراہیم کے صحیفہ مین اور توریت مین اور کل اگلے صحف مین کی گئی تھی اسی لئے کل دینون مین مصطلح ذکر کا وجود پایا جاتا ہے گو وہ بگڑ کر وہ غیر اللہ کے لئے ہو گیا۔

فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلٰل مبین۔ افسوس ہے جنکے قلوب ذکر اللہ

کی طرف سے سخت ہین (کہ وہ مرض سخت دلی کے سبب ذکر نہین کرتے) تو یہ صریح گمراہی مین ہین۔ (زمر ع ۳) کیا اس سے صاف نہین واضح ہوتا کہ ذکر کو تعلق ہے قلب سے۔ جبکا قلب سخت ہوتا ہے وہ ذکر نہین کرتا۔ ورنہ یاد کی طرف سے قساوت قلبی کے کیا معنی کون کافر ہے کہ باہمہ کفر و شرک بھی کم سے کم تذکرہ کے وقت مصیبت کے وقت اوسکو خدا نہ یاد پڑ جاتا ہو۔

فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا وبشر المخبتین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم۔ لوگو! تم سب کا خدا خدائے واحد ہے تو اپنے کو اوسی کے حوالہ کرو۔ اور عاجزی کرنے والون کو بشارت دو۔ عاجزی کرنے والے وہ ہین کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ (یعنی جب وہ ذکر کرتے ہین) تو اونکے قلوب ڈر جاتے ہین۔ (حج ع ۵) اگر ذکر مصطلحہ کو خدا نے نہین فرمایا ہوتا تو وجلوا فرماتا۔ یعنی خدا کے نام سے وہ دہل جاتے یا ڈر جاتے ہین۔ اور جب وجلت قلوبھم فرمایا تو اوسکے معنی یہی ہین کہ وہ ذکر جسکو تعلق قلب سے ہے۔ ذکر کرکے دیکھ لو کہ اس آیت کی وضاحت یون ہوتی ہے یا نو کر مصطلحہ سے ہوتی ہے۔ اگر وہ باقاعدہ کیا جائے۔

خدا نے اس کو اور بھی صاف کر دیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ اور نہ کہا مانیو اوس کا جس کے قلب کو ہم نے ذکر سے غافل کر دیا (کہف ع ۴) ذاکر ہوتا ہے قلب۔ اور غافل ہوتا ہے یہہ غفلت قلب کی سخت بیماریون مین سے ہے تو قلب کو یاد سے غافل کرنے کے کیا معنی ہون گے آدمی یاد سے غافل ہوتا ہے۔ خیال اور دھیان یاد نہین کرتا۔ وہ غافل ہے۔ اور قلب غافل ہوتا ہے ذکر قلبی سے۔ توریت مین آنحضرت کی پیشین گوئی ہے۔ اوس مین آپ کا نام احمد تک موجود ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم مگر عیسائیون نے اوسکا ترجمہ کر دیا۔ حمد کیا گیا۔ اور معرفہ کو نکرہ بنا دیا۔ اوسی طرح جسکا جی چاہے ہر جگہ ذکر کا ترجمہ یاد کرنا کر دے تو وہ آب گھاٹا اوٹھائے گا۔ کہ وہ ہر وقت قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم خدا کی یاد کا دعویٰ تو کرے گا۔ مگر وہ عند اللہ سنہ بولا دعوے ہوگا۔

Marfat.com

الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق۔ کیا مومنون کے لئے وہ وقت نہین آیا کہ اللہ کا ذکر کرتے وقت اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اونکے دل گداز ہون (حدید ۲۷)

یعنی ذکر کے وقت دل کو گداز ہونا چاہیئے۔

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا اوس کے نام کا ذکر کیا کرو۔ اور اوسکے ساتھہ جب جاؤ جو جٹنے کا حق ہے (مزمل ۱) یہہ مسطلہ ذکر کا حکم ہے اور تبتل حقیقت ذکر ہے۔ مذکور مین فنا ہو جانا۔ وہ ذکر نہین کہ تیلی کے بیل کی طرح معمولاً بے خبری سے چکر لگاتے رہو کہ چلے بھی۔ اور نہ بھی چلے۔ جہان تھے وہین کے وہین۔ ایسا ذکر کیا کہ مذکور کی طرف دل جانے تک نہین۔ ایسا ذکر کیا کہ مذکور کو دل پکارے تک نہین۔ ذکر تو وہ کہ ہر دفعہ دل پکار اوٹھے کہ اے مقصود تو کہان ہے۔ اے محبوب تو کدہر ہے یہان تک کہ مذکور مین فنا اور تبتل حاصل ہو۔ یہہ ذکر مقصود تک رسا ہوگا۔ ذکر ہی فکر کا دروازہ کھولتا ہے یہی غفلت سے بے پناہ دشمن پر فتحیاب کرتا ہے یہی وہ پہرہ دار ہے کہ جب یہہ پہرہ پر ہوتا ہے تو رات دن ہمارے سوتے جاگتے ٹہلتا رہتا۔ اور کسی چور اور ڈاکو کو راہ نہین دیتا ہے۔ یہی ذکر طلب خالص ہوکر مودت ہوکر۔ محبت ہوکر خلت ہوکر۔ محبوب مین فانی اور عبودیت ہوکر محبوب کے ساتھہ باقی ہو جاتا ہے اللہم اللہ تو کیا ہے اور تیرا ذکر کیا۔ قربان تیرے اور صدقے تیرے نام کے یہی تبتل حقیقت ذکر اور فنا ہے۔ فنا کے معنی معدوم ہونے کے نہین بلکہ تمام تر یکسو ہونے کے ہین۔

لوگو! ذکر کی ایسی نعمت۔ سانس کی غافلانہ آمد و شد اور ضرب کی لعبتانہ پہول کی جہڑیون سے نہین حاصل ہونے کی اس مین کوشش درکار ہے کہ ہو اور صحیح ہو اور بہت ہو۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا مومنو! اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو۔ اور اوس کی تسبیح کیا کرو صبح و شام (احزاب ۶) یہہ تو منافقون کی شان ہے کہ وہ خدا کو بہت کم یاد کرتے ہین۔ لا یذکرون اللہ الا قلیلا (نساء ۲۱) خدا نے بہت ذکر کرنے کو کہا۔ اور تسبیح کو بھی اور صبح و شام۔ تو جسطرح اوسکی تسبیح کرو

Marfat.com

اوسی طرح اوسکا ذکر کرو۔ اگر اوس کی تسبیح سبحان اللہ سے کرو تو اوسکا ذکر بھی اللہ اللہ سے کرو۔ اور کم سے کم صبح وشام تو کر لیا کرو۔ دوسری جگہ خدا نے دوام ذکر کی آیتین دی ہین۔ وہ بیان کی جائینگی۔

اوپر کی آیت مین یہہ خیال ہو سکتا تھا کہ صبح وشام ہم کس ذکر کے مامور ہین تو خدا نے فرمایا۔ واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا۔ خدا کے نام کا صبح وشام ذکر کیا کرو۔ (الدھر ع ۲) اے اسلام کے فرقو! ایسا نہین کہ صوفیون سے اختلاف کے پیچھے ان آیات کی تعمیل کے بجائے ان آیتون کے نافرمان بنکر بارگاہ خدا سے بھی کے مردود ہو۔ اور ذکر کی بیقدری کرو۔ ذکر تو خدا کی یاد ہی ہے تو یاد رکھو۔ ولذکر اللہ اکبر۔ خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اوس سے غفلت نکرو کم سے کم صبح وشام تو کر لیا کرو۔

ادعوا ربکم تضرعًا وخفیۃ خدا کو بہ تضرع پکارو اور چھپ کر (اعراف ع ۷) ذکر کیا ہے خدا کو پکارنا ہی ہے وہ تو دل کی آواز کو سنتا ہی ہے۔ پھر اوسے زور سے کیون پکارو۔ خدا نے اسکو خود ہی واضح بھی کر دیا۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعًا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین خدا کو اپنے نفس مین یاد کیا کرو بہ تضرع اور بہ خفا۔ زور سے نہین۔ پکار کے نہین۔ کم سے کم صبح وشام تو یاد کر لیا کرو۔ کہ غافلون مین نہ ہو جاؤ۔ (اعراف ع ۲۴) یہہ مین کیونکر بتاؤن کہ ذکر قلبی ترقی پاکر ذکر نفسی ہو جاتا ہے کہ ذاکر کا نفس اور اوسکا سارا وجود ذاکر ہو جاتا ہے۔ جسکو اس آیت مین خدا نے فرمایا۔ مین اسے کیونکر بتاؤن جس نے سیٹھا چکھا نہو۔ اوسے سٹھاس کیونکر بتا سکتے ہو۔ جب تک چکھاؤ نہین۔ سارے کیفیات کا یہی حال ہے خدا نے واذکر ربک فی نفسک فرمایا تم ترجمہ سے تسکین کر لیتے ہو کہ خدا کو جی مین یاد کرو تو خیفۃ بیکار ہو جاتا ہے فی نفسک بھی اور خیفۃ بھی کیا معنی تو در حقیقت خدا ذکر نفسی کو فرما رہا ہے جسکا کچھ بیان سلطان الذکر مین آسے گا۔

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا۔ مومنین کے پہلو بسترون سے آشنا نہین ہوتے وہ خوف ورجا کے ساتھ خدا کو پکارتے رہتے ہین۔ (السجدۃ ع ۲) یعنی خدا کا ذکر

خوف ورجا کے ساتھ کرنا چاہیئے یدعون کا لفظ ہے کوئی کسی کو پکارتا ہے تو نام ہی لیکر۔ اس لئے
یہہ بالعموم یاد کی نسبت نہین بلکہ ذکر کی نسبت ہدایت ہے۔

لا تلھکم اموالکم و لا اولادکم عن ذکر اللہ۔ مال و اولاد خدا کا ذکر بھلا کر تمہین ہلاکت مین نہ ڈالین۔
(المنٰفقون ع۲) کاروبار مین یا اولاد کے متعلق کامون مین یعنی سارے کامون مین ذکر جاری رہے۔ دل
بیار و دست بکار! ایسا نہو کہ مال و اولاد کی مشغولی تمہین خدا کا ذکر بھلا دے۔ اور تم ہلاکت مین پڑو یعنی
ذکر سے غفلت موجب ہلاکت ہے۔ اسی طرح ذکر مین بھی غفلت نہونی چاہیئے۔ کہ ذکر ہو بھی تو غافلانہ۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔ لا تنیا فی ذکری میرے ذکر مین
غفلت نہ کرنا (طٰہٰ ع۲) غافلانہ ذکر ذکر نہین ہے وہ رسم و رواج کے مطابق خدا کے منتر کرنیکا
عمل ہے یا گنتی پوری کرنے کی تاثیر مطلوب ہوتی ہے۔ اور یہہ طلب کی بے راہ روی ہے۔ طالب
تاثیرات و مقامات طالب خدا نہین ہوتا۔ طلب مین اخلاص لازم ہے۔

اولوالالباب کو خدا نے فرمایا ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی
خلق السمٰوٰت والارض عقلمند وہ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے (یعنی ہر وقت) خدا کا ذکر کرتے رہتے
ہین۔ اور نظام آسمان و زمین مین فکر کرتے رہتے ہین (اٰل عمران ع۲۰) اس آیت مین خدا نے صاف
ذکر و فکر کی ہدایت فرمائی ہے۔ ہر وقت ذکر مصطلحہ کرنے کے معنی نہین۔ بلکہ بالعموم ہر وقت یاد کرنے
کے معنی لو۔ بالعموم تو وہ فکر مین آجائے گا۔ جسکی ہدایت آلگ سے موجود ہی ہے۔ اور فکر کو الگ کردو تو
بھی یاد ناممکن۔ اس لئے بالضرور یہہ ذکر مصطلحہ یعنی ذکر قلبی کی ہدایت ہے۔ اور غایت ذکر، فکر ہی ہے
غرض کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت ذکر کرنا ہدایت ربانی ہے۔ صرف ترجمہ کر دینے اور اختلافات
مفسرین کو ظاہر کر دینے سے کام نہ چلے گا۔ عمل درکار ہے عمل تو کبھی تم نے اس آیت ربانی پر غور کیا ہے
اس پر چلنے کی کوشش اگر کی ہے تو بتاؤ تو سہی کہ تم کسطرح اس پر کامیاب ہوے۔ تم کسطرح پہنچنا

Marfat.com

ہو سکتے ہو۔ کیونکہ تم یا تو ترجیح ہی کر دینے کو عمل سمجھتے ہو۔ اس لئے ذکر و فکر کرنے سے کیا کام۔ یا چونکہ فرقۂ صوفیہ ان ہدایات پر عمل کرنے کے پیچھے جان دئے ہوئے ہے تو تعصب تم کو کس طرح اون کی مشابہت کی اجازت دے۔ یا تم ایسے ذکر و فکر کو محال سمجھتے ہو کہ کاروبار بھی اور ذکر بھی۔ تم آسکے ایمان لا ہی نہین سکتے رجال لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله — خدا کے بندے ایسے ہین کہ اونہین ذکر خدا سے نہ تجارت مانع ہے نہ بیع (النور ۵)۔

ذکر کا لگاؤ سانس کے ساتھہ کیون دیا گیا۔ اسکو پاس انفاس کی سرخی مین بیان کرونگا۔ یہان پر اتنا ہی کہدینا کافی ہوگا کہ مینے اوپر بیان کیا ہے کہ یہہ ذکر قلبی سفر و خدا ازلی ہے۔ صحف ابراہیم۔ اور صحف موسیٰ علیہم السلام سب مین یہہ حکم تھا۔ چونکہ یہہ حکم ازلی ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ خدا کے نام کا ذکر کیا کرو۔ قوم ذکر کے اصطلاح سے واقف بھی عامل ہوئی اور اسی لئے سارے مذہب مین یہہ پایا بھی جاتا ہے۔

ذکر کیونکر کیا جائے۔ خدا نے کس طرح ہماری ہدایت فرمائی ہے وہ مینے کسی قدر بیان کر دیا۔ تحقیقاً یہہ کہ ابتداً اللہ اللہ کی رٹ لگاؤ زبان سے ہو یا دل مین۔ یہہ بھی بیان کیا کہ ذکر کو تعلق قلب سے ہے تو اللہ کے نام کا ذکر یعنی ذکر اسم ذات قلب سے کیا کرو۔ یہی ترقی پاکر ذکر نفسی ہو جائے گا جسکو سلطان الاذکار کہا جاتا ہے۔ یہہ ذکر محبت کے ساتھہ ہو۔ اوسکی عظمت و جلالت کے خیال کے ساتھہ ہو۔ اوسکی تنزیہہ و تقدیس کے دھیان کے ساتھہ ہو۔ ادب ظاہری اور باطنی کے ساتھہ ہو خشوع و خضوع کے ساتھہ ہو تبتل کے ساتھہ یعنی مذکور مین فنا ہو کر ہو۔ کثرت کے ساتھہ ہو۔ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت ہو۔ بہ تضرع و بہ خفا ہو۔ بہ خوف و رجا ہو۔ کم سے کم صبح و شام ضرور ہو۔ ورنہ ہر وقت ہو۔ غفلت کے ساتھہ نہو۔ ذکر مین اور کوئی وسوسہ یا خیال نہ آئے کہ موجب ہلاکت ہو۔ تبارک اسم ربك ذی الجلال والاكرام تو جسطرح ذکر اسم ذات ہے ذکر کلمہ طیبہ بھی ہے۔

ذکر کلمہ طیبہ

Marfat.com

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حین باذن ربها ویضرب اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون ـ کیا تم نے خیال نہین کیا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال دی کہ کلمہ طیبہ اک پاک درخت کے مانند ہے۔ اوسکی جڑ مضبوط ہے اور اوسکی شاخ آسمان مین ہے حکم خداوندی سے ہر وقت وہ پھل لاتا ہے۔ اللہ لوگون کے لیے مثالین بیان فرماتا ہے کہ لوگ سوچین سمجھین (یاذکر کیا کرین) (ابراھیم ع۴)۔

کلمہ طیبہ سے ہی ذکر کو خدا نے بیان فرمایا ہے۔ اسی کی جڑ دل مین ہے۔ ایسی مضبوط جسکو کوئی اوکھاڑ نہین سکتا۔ بادشاہ وقت بھی نہین کیونکہ کسی کی دسترسی وہان تک ہو ہی نہین سکتی۔ جب اوسکی صفت ملفوظ ثابت بیان کی گئی ہے اور اوسکی شاخین آسمان مین ہین تو یہہ کس کی صفت ہو سکتی ہے۔ بجز ذکر کے جسکا مذکور اعلے سے اعلے ہے۔ ہر وقت وہ پھل لاتا ہے۔ یہہ کونسا درخت ہو سکتا ہے۔ بجز ذکر پاس انفاس کے مثالاً خداوند عالم نے ذکر کلمہ طیبہ اور اوسکے پاس انفاس کو صریح اور صاف بیان فرمایا ہے۔ یہہ پاس انفاس کی دائمی لذت ہر وقت کا پھل لاتا ہے ورنہ دنیا مین کوئی درخت بتاؤ جو ہر وقت پھل لاتا ہو اور ان صفات سے متصف ہو۔ خدا نے خود بھی فرمادیا کہ ہم نے کلمہ طیبہ کو مثالاً کیون بیان کیا تا لوگ سوچین سمجھین اور ذکر کیا کرین۔

کلمہ طیبہ کا ترجمہ اچھی بات کردینا ویسے ہی ہے۔ جیسے صلوٰۃ وزکوٰۃ سب کا ترجمہ کردو کہ صلوٰۃ کے معنی دعا اور زکوٰۃ کے معنی پاک کرنا تو چلو صلوٰۃ وزکوٰۃ سب سے چھٹی ہوئی۔ حالانکہ صلوٰۃ زکوٰۃ کی طرح کلمہ طیبہ کی اصطلاح بھی قولاً اور متواتراً ثابت ہے کہ کسکو کہتے ہین۔ اسی کے کہنے اور اسی پر یقین کرنے سے لوگ مسلمان ہوتے آئے اور مسلمان ہوتے ہین۔ اگر ایسا نہ سمجھا جائے تو ایسے مہتم بالشان کلمہ کی سند قرآن مجید مین نہ ملے گی۔

علاوہ اس عمل متواتر کی سند کے کہ کلمہ طیبہ ہی ایمان کے لیے پیش کیا جاتا تھا۔ اس اصطلاح کو بھی سمجھے

Marfat.com

دکھانا ہے کہ کلمہ طیبہ کا مفہوم لا الہ الا اللہ تھا بھی اور ہے بھی۔
تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم سورہ ابراہیم کی تفسیر صفحہ ۳۴۹ مین لکھا ہے۔ جہان اس آیت کی تفسیر بیان
کی ہے قال ابن عباس الکلمۃ الطیبۃ ھی قول لا الہ الا اللہ۔
اسی کو یون بھی دیکھو کہ اسکے بعد دوسری آیت مین کلمہ خبیثہ کا بیان ہے۔ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ
اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار اور مثال کلمہ خبیثہ کی یہہ ہے کہ وہ درخت خبیث کے مانند ہے۔ جو
پتھر پر ہے کہ اوسکو قرار نہین یہہ کلمہ کفر ہے۔ اور اوسکے مقابل ہین وہ کلمہ ایمان۔
ان دونون آیتون کے بعد خدا فرماتا ہے یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ
خدا ایمان والون کو دنیا و دین دونون مین ثابت رکھے گا۔ قول ثابت وہی ہے جسکو اوپر کی آیت مین
خدا نے فرمایا۔ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء یعنے کلمہ طیبہ۔ خلاصہ یہہ ہوا کہ اگر مومنین ذکر کلمہ طیبہ جاری
رکھینگے تو دنیا و دین دونون مین وہ بھلے حال مین ہونگے۔
دوسری آیت خدا نے فرمائی۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ کلمہ طیبہ خدا کی طرف
عروج کرتا ہے اور عمل صالح اوسے بلند کرتا ہے۔ (فاطر ۲) اتقان فی علوم القرآن للسیوطی
جلد اول چھاپہ مصر صفحہ ۱۱۹ بیان معانی لغات القرآن مین لکھا ہے۔ الکلم الطیب ذکر اللہ والعمل الصالح
اداء الفرائض۔ مگر اسم اللہ کلمہ ہے اور کلم جمع ہے۔ اس لئے کلم الطیب سے ذکر اللہ مراد لینے کے
بجائے ذکر کلمہ طیبہ سمجھنا چاہئے۔ اور عمل صالح سے صرف فرائض مراد لینا بھی قرآن کی تعمیم کو تخصیص
کرنا ہے عمل صالح کے معنی عمل بالقرآن کے ہین۔ احکام و ہدایت سب غرض کلمہ طیبہ کے فوائد
عمل صالح ہی سے حاصل ہوتے ہین۔
تفسیر کبیر جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳ کلم الطیب کو لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ اوپر کی دونون
آیتون القول الثابت اور الکلم الطیب مین الف لام موجود ہے۔ یہہ بھی خاص اصطلاح کو یعنی

Marfat.com

کلمہ طیبہ کو ہی بتا رہا ہے۔ اور یہہ الفاظ اسی معنی کو ساعد بھی ہین۔

سورہ النبأ مین خدا نے فرمایا۔ یوم یقوم الروح والملئکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمٰن وقال صوابا —— جبدن روح اور فرشتے قطار باندہ کر کھڑے ہون گے کسی کے منہ سے بات تو نکلنے ہی کی نہین مگر جسے خدا اجازت دے اور جس نے کلمہ طیبہ پڑہا ہو۔ قول صواب کے معنی اتقان مین لا اله الا الله کے لکہے ہین۔

غرض قول ثابت۔ کلم الطیب اور قول صواب یہہ سب کلمہ طیبہ لا اله الا الله ہی کے نام ہین۔ اور کلمہ طیبہ کے ذکر کو ہمنے اوپر کی آیت مین بیان کیا ہے۔ اس لئے یہہ سب اوسی ذکر کی طرف اشارہ کرنے والی آیتین ہین۔

اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمية حمية الجاهلية فانزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها وكان الله بكل شئ عليما ○
جبکہ کافرون نے اپنے دلون مین ضد کی ٹھان لی وہ بھی جہالت کی ضد تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنو پر اپنی تسکین بھیجی اور اون کو کلمہ تقوے کو لازم یعنی جاری کر دیا۔ کیونکہ وہ اوسکے حقدار اور اہل تھے۔ اور اللہ تو ہر شئے کا دانا ہے حال ہے (الفتح ۳) خدا نے اپنی تسکین اوتاری۔ اور تسکین کی نسبت اوس نے فرمایا الا بذکر الله تطمئن القلوب سن لو کہ خدا کے ذکر ہی سے تسکین دلی حاصل ہوتی ہے (رعد ۴)۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اون کے قلوب ذاکر کر دیئے گئے تہے جس سے اونکو تسکین ہوئی۔ اور الزمهم كلمة التقوى صاف کلمہ طیبہ کے پاس انفاس کے لازم ہونے اور جاری ہونے کو بتا رہا ہے۔ اور اسنے یہہ بھی فرما دیا کہ چونکہ وہ اسکے حقدار اور اہل تھے۔ اس لئے خدا نے اونکا ذکر جاری کر دیا۔ کر کے دیکہو جو قیمت کرنے والا اسکے اہل ہو جاتا ہے۔ تو ذکر ایسا لازم ہو جاتا ہے جیسے حیات کے لئے نفس کی آمد و شد۔ ہزار چاہو کہ نکرو نہین ہو سکتا۔ ذکر ہے کہ دم کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

چونکہ ذکر جاری و لازم خفی ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ وکان اللہ بکل شئ علیما یعنی خفی ذکر خفی ہو تو کیا وہ ہر شے کا کما حقہ دانا ہے۔ کلمہ طیبہ کا ہی نام کلمہ تقویٰ بھی ہے۔ جو خدا نے اوپر کی آیت مین فرمایا ہے۔ کیونکہ اسی کلمہ مین ماسوائے اللہ سے تبرّی اور پرہیز ہے۔ اور یہی کمال تقویٰ ہے یہی صریح معنی اس آیت کے ہین جسمین نہ تاویل کی گئی ہے نہ مراوی معنے لئے گئے ہین۔

واذکر ربک اذا نسیت وقل عسیٰ ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا ۵ اپنے پروردگار کا ذکر کرتے رہو۔ اسوقت بھی کہ بھولو اور کہدو امید ہے کہ خدا مجھے اس سے بھی قریب تر راہ رشد کی ہدایت کرے (کہف ۲۔) حالت نسیان اور بے صبری مین بھی ذکر کرتے رہنا اسکی صورت سوائے اسکے ہے نہین کہ قلب ذاکر ہو کر ایسا جاری ہو جائے کہ او ٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے۔ غفلت اور بھول مین بھی ذاکر رہے۔ جب ذکر حالت نسیان مین بھی ہو گا۔ صریح معنی موجود ہین۔ تو تاویل اور توڑ مروڑ کیون کرو۔ نہایت ذکر فکر ہو جاتی ہے۔ اور یہی فکر رشد کی قریب تر راہ ہے جسکی امید کی گئی ہے۔ آیت صاف اور واضح ہے۔ اور یکبارہ ہادی اسلئے اللہ ہے۔ اس آیت مین ذکر پاس انفاس اور پاس انفاس پر استقامت کی ہدایت ہے اور پاس انفاس کے لئے یا ذکر اسم ذات ہے یا ذکر کلمہ طیبہ ہے اور اذکار اسما حسنیٰ تو سوقت ہین۔ حسب اقتضائے مرض بدلتے رہین گے۔

وھدوا الی الطیب من القول وھدوا الی صراط الحمید۔ وہ ہدایت کئے گئے کلمہ طیبہ کی اور ان کو صراط اللہ دکھائی گئی (حج ۳۔) ہمنے آغاز کتاب تصوف قرآنی مین بیان کیا ہے کہ صراط مستقیم صراط الحمید یہہ سب نام ہین صراط اللہ یعنی تصوف کے اور اوسکی آیتین وہان دی گئی ہین تو خدا کا مطلب یہہ کہ صراط اللہ یعنی تصوف کے رہرو کو کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہدایت کی گئی۔ قول طیب کلمہ طیبہ ہے جو موصل الی المطلوب ہے۔

ضرب

خدا فرماتا ہے ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا ۔ شیطان تمہارا دشمن ہے تو اوس سے دشمنانہ
برتاؤ کرو (فاطر ع ۱) اس برتاؤ کو خدا نے میری رائے پر چھوڑا ہم جیسے چاہین اوس سے مقابلہ کرین
او سکو زیر کرین۔ اور صراط اللہ کو بے خطر بنائین اس لئے شیطان سے ہم مختلف موقعہ پر مختلف برتاؤ
کرتے رہین۔ شیطان غلط امیدون اور ناشدنی ہوسون کا سبز باغ دکھا کر غافل کرنے آتا ہے۔ تو ہم
اپنے کو مرتا ہوا اور پھر مرا ہوا۔ اپنے جنازہ کو اوٹھتا ہوا۔ پھر مدفون ہوتا ہوا۔ جنازہ کے گرد اپنون اور ایگانون
کو روتا ہوا۔ پھر اون کو اپنے اپنے دہندہون مین مصروف الگ سے کھڑے دیکھتے ہین۔ اور اس ہادم اللذات
کے آلات حرب سے شیطان کے دہوکے کی ٹٹیون کو کاٹ کاٹ گرا دیتے اور غفلت اور نادانیون
سے محفوظ ہو جاتے ہین۔ جب دشمن دور ہوتا ہے تو توپ اور بندوق سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور جب
نزدیک ہوتا ہے تو تلوار و سنگین سے۔ تو شیطان جیسا پوشیدہ دشمن اور اوس سے جیسی پوشیدہ جنگ
اوس کے لئے ویسے ہی آلات حرب بھی درکار ہین۔ ورنہ صرف شیطان کو شیطان سمجھنے اور اوس کی
شیطنت کو بیان کرنے سے نہ وہ بھاگیگا نہ تم اوسکی شیطنت سے بچوگے۔
عبادت و ریاضت کے وقت دشمن بھی جد و جہد کرتا اور ٹرنچ مین بیٹھا شین گنس چلاتا رہتا ہے تم ذکر کے
بیلون پر اوڑکر پہونچو۔ اور اوسکی سزا کرو۔ ضرب کے معنی مارنے کے ہین۔ یہہ گویا زپلین سے دشمن کے
ٹرنچ مین بم پھیکنا ہے کہ وہ اپنے ہل چل مین پھنسے۔ اور تمہارا دہیان یکسو ہو۔ اور اولئٓک کتب فی قلوبھم
الایمان (مجادلہ ع ۳) کلمہ ایمان کے نقش سے نگاہ ہٹنے نہ پائے اور مقصود کی طلب سے توجہ ٹنے
نہ پائے۔ تاکہ ایمان کامل اور کامل تر ہو۔ اور طلب کی راہ سے کانٹے دور ہون۔ یہہ مجازی صورت
مجاہدہ ہے۔ اس ضرب سے مقصود اسی قدر ہے کہ دہیان ادہر اودہر ہو تو مجتمع ہو جاسکے بغیر اجتماع
دہیان کے راہ پانی دشوار ہے جب شیطان بہاگتا جاتا اور دہیان مجتمع ہو جاتا ہے۔ تو ضرب آپسے
آپ دہیمی پڑکر بند ہو جاتی ہے۔ اور فکر کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کوئی شیطان سے دشمنی نہ رکھے یارانہ

Marfat.com

رکھے تو وہ جہاں سے جہنم مین۔ اوسکو نہ خداطلبی نہ مجاہدہ سے مطلب تو وہ نہ اس آیت کا مخاطب وہ میرا مخاطب

اسکے سوا ذکر کے بیان مین ہم نے سورہ اعلیٰ کی آیت دیدی ہے کہ خدا کے نام کا ذکر یعنی ذکر مصطلح ازلی ہے یہی صحیفہ ابراہیم۔ اور صحیفہ موسیٰ علیہم السلام مین تہا اور دیکھتے بھی ہین کہ یہی مصطلح ذکر جسمین ضرب بھی ہو اور ادیان مین بھی پایا جاتا ہے جو دین ضایع ہو کر بت پرستی تک کو پہونچ گئے ہین۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر مصطلح اسلام ازلی کا فرض ہے۔ اور ازلی فرض ہے خدا نے واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا (مزمل ع۱) فرمایا قوم اصطلاح سے واقف تہی حکم سنکر عامل ہوئی یہ سوال پیدا ہی نہوا کہ یا رسول اللہ ما الذکر اسی لئے تیرہ سو برسون سے وہی ذکر مختلف طریقون مین بہ اسناد شجرہ جاری ہے۔ دین ازلی کی وضاحت قرآن مجید کی بہتیری آیتو نسے شرعۃ الحق مین کی گئی ہے۔

پاس انفاس

احکام ذکر مین بیان کر چکا کہ یہہ سفر و صنعہ خداوندی ہے۔ اور یہہ بھی کہ کیونکر کس طرح اور کن کن ادبون کی نگہداشت کے ساتہہ اسکی تعمیل فرض ہے۔ ساتہہ اوسکے خدا نے فرمایا۔ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم فاذا اطمانننتم فاقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا ہ پہر جب تم نماز پوری کر چکو۔ تو اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر وقت۔ پہر جب تم مطمئن ہو تو نماز قایم کرو۔ بے شک نماز مومنون پر فرض موقت ہے (النساء ع۱۵) اگر فاذکروا اللہ کے معنی ذکر مصطلح کے نہ لو۔ اور صرف اوسکا لغوی ترجمہ کر دو یعنی یاد کرو۔ کے معنی لو تو یہہ صحیح نہوگا کیونکہ اقم الصلوٰۃ لذکری نماز تو خود خدا کی یاد کے لئے ہے تو اسکے معنی یہہ ہون گے کہ جب خدا کو یاد کر چکو تو یاد کرو ہر وقت۔ اس لئے میری سمجھ مین یہہ آتا ہے کہ خدا دو فرض کو بیان فرما رہا ہے ایک موقت ہے اور دوسرا ہر وقت موقت تو یہہ نماز ہے۔ بعد نماز ایسا نہ سمجھو کہ چلو وجیہ اوتر گیا۔ بلکہ اب ہر وقت ذکر کرتے رہنا ہے کہ خدا کسی وقت نہ بہولے یہان

تک کہ سہو و نسیان کی حالت مین بھی۔ جیساکہ اوپر سورۂ کہف کی آیت واذکر ربک اذا نسیت مین
بیان ہوا ہے۔ خیر جو کچھ سمجھو تو اوسکی تعمیل بھی تو کرو۔ چاہے اوسکے معنی ذکر کے سمجھو یا یاد کرنے کے
ذکر بھی تو یاد ہی کرنے کا ایک آلہ ہی ہے۔ جیسے یاد کرو۔ مگر ہر وقت یا ذکر نا تو ضرور ہے۔ صرف ترجمہ کردینے
یا جھوٹے غرور سے یہہ کیفیت حاصل نہین ہونے کی۔ لیکن تم ہر وقت کیونکر یاد کر سکتے ہو۔ تمھارا تو
خیال ہوگا کہ یہہ محال ہے بغیر کار و بار دنیاوی چھوڑے ہوئے اور رہبانیت اختیار کیئے ہوئے یہہ ہو
نہین سکتا۔ مگر خدا نے فرمادیا۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ایسے لوگ ہین جنکو معاملات
و کار و بار ذکر خداوندی بھلا کر لہو و لعب مین نہین ڈالتے یعنی غافل نہین کردیتے (نور ۵) تاہم
اس مین شک نہین کہ ہر وقت خدا کو یاد کرنا در ریاض طلب اور بوقت طلب ضرور ہے۔ کیونکہ خدا نے
بتقدیر حقوق بھی ذمہ لگائے ہین۔ اپنے لئے اور اداے حقوق کے لئے کار و بار لازم اور ناگزیر۔
اوس پر شیطان ایمان کا دشمن اور نفس گھر کا رہزن ایسے حال مین کامیابی مشکل نہین بلکہ مشکل تر ہے۔
ان دقتون کو اگلون نے سمجھا اور فقہاے ربانی اور امام ربانی نے اس آزار کو پایا تو احکام ذکر کے
تعمیل کی عقلیہ اک راہ نکالی۔ اون کی فکر نے اس راز کو کھولا کہ خدا نے سانس کی آمد و رفت بیکار
نہین دی۔ زندگی بے سانس کے بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا نے ایسا نظم کیون کیا کہ سانس کی آمد و رفت
سے کسی حال مین چھٹکارا نہین۔ یہہ تو اوسکا فعل ہے کہ ظاہر ہین سانس اک چیز ملی ہے کہ کھڑے
بیٹھے لیٹے ہر وقت جاری ہے اسی کے مطابق وہ ذکر کی ہدایت اسی طرح کرتا ہے کہ کھڑے بیٹھے
لیٹے ہر وقت کرتے رہو کہ وہ لازم ہوجائے۔ اوسکے قول و فعل مین لگاؤ۔ بدیہی ہے۔ اس لئے اگر
ذکر کا لگاؤ سانس سے دیدو جسطرح سانس ناگزیر ہے۔ ذکر بھی ناگزیر ہوجائے گا۔ جسطرح سانس
ہر حال مین چلتی رہتی ہے۔ ذکر بھی ہر وقت جاری ہوجائے گا۔
اس تحفہ کی صداقت پر اعمال نے شہادت دی اور تجربون نے مہر کی اس عقلی اور قطعی تحفہ نے

Marfat.com

بہتر نہ کوئی راہ دوام ذکر کی نکل سکتی ہے نہ کسی نے نکالی۔ غرض ہے دوام ذکر کے تعمیل حکم سے۔ اگر کوئی اور کسی طریقہ سے ذکر کو اسطرح لازم بنانے تو مضایقہ نہین مطلب حصول مقصود سے ہے۔ وہ جیسے حاصل ہو۔ مین اوس طریقہ کی بھی حمایت کرونگا۔ اور اوسے بھی اک تفقہ ہی سمجھونگا۔

باوجودیکہ نماز ایسا اہتم بالشان حکم ہے مگر اسمین اختلافات ہوے۔ اسکے طریقون مین اختلافات ہوے بلکہ اختلافات سے تو کوئی حکم بھی نہ بچا۔ اور باوجودیکہ روحانی طریقون مین بھی اختلافات ہوے اور بہتیرے فرقے پیدا ہوہو گئے مگر طریقہ ذکر مین کہ ذکر کا لگاؤ سانس کے ساتھ ہو کبھین اختلاف نہوا کیونکہ اس سے بہتر کوئی راہ نکل نہ سکی۔ گویا اس تفقہ نے ایسی قطعیت پیدا کرلی ہے کہ عقل کو دوسری راہ جو اس سے بہتر ہو خدا کے حکم ذکر کی تعمیل کی ملتی ہی نہین۔ جو لوگ اس طریقہ کے منکر ہین۔ اور ذکر کے معنی ہر جگہ خدا کو یاد کرنے ہی کے لیتے ہین۔ اور اذکر ربک اور واذکر اسم ربک مین تفرقہ نہین کرتے کیا وہ بشہادت خداوندی خدا کے حضور مین اسکا دعوے کرسکتے ہین۔ کہ وہ ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہین۔ وکفی باللّٰہ شہیدا

اگر تم تفقہ کے نام سے گھبراؤ تو یہہ اک بات بھی قابل توجہ ہے کہ رہبانون مین ہندون مین تمام ذکر پایا جاتا ہے اور اسی سانس کے لگاؤ کے ساتھہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح کا ذکر حقیقی دین اسلام کا ذکر ہے جو ازلی ہے۔ مینے شرعۃ الحق مین قرآن مجید کی متعدد اور صریح آیتون سے بلا کسی تاویل کے یہہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ازلی مذہب ہے۔ ساری قومون مین دین اسلام آیا جس نے صراط مستقیم یا صراط اللہ کی ہدایت کی مگر مسلمانون کے سوا سب نے کتاب اللہ ضایع کی تو سب کا اسلام بگڑ گیا۔ تو جسطرح سب کا اسلام بگڑا کہ کفر و شرک کی حد کو پہونچا اسی طرح سب کا ذکر بھی بگڑا۔ اور اس نے بھی کفر و شرک کا رنگ اختیار کیا۔ مگر اب تک اس طریقہ کے ذکر کا وجود کہ ذکر کا تعلق سانس سے ہو۔ اون سب مین رہ گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم ذکر ازلی اور قطعی ہے۔ اور ذکر اصطلاحاً اسی کو کہتے ہی ہین۔ اس لئے جب خدا نے ذکر فرض کیا تو یہی مصطلحہ ذکر فرض ہوا۔ اسی لئے قوم نے

Marfat.com

یہہ سوال پیش ہی نہ کیا کہ خدا کے نام کا ہر وقت ذکر کیونکر کیا جائے۔ اسکی تعمیل آسان نہ تھی۔ اس لئے اگر قوم جانتی ہوتی اور اس اصطلاح سے واقف ہوتی تو ضرور اسکا سوال اوٹھاتی۔ اس بیان کی وضاحت شرعتہ الحق مین صلواۃ کی زیر سرخی دیکھو۔

غرض ذکر کا سانس کے ساتھہ قایم ہوجانا کہ وہ سانس کی طرح ناگزیر ہوجائے اور کوئی سانس بے ذکر کے خالی نہ جائے پاس انفاس ہے یعنی پاس انفاس اس آیت کی تعمیل ہے۔ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ خدا کا کھڑے بیٹھے لیٹے یعنی ہر وقت ذکر کیا کرو۔

سلطان الذکر

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلل مبین ٥ اللہ نزل احسن الحدیث کتاباً متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد ٥۔ کیا وہ شخص جسکا خدا نے اسلام کے لئے انشراح صدر کیا ہو۔ کہین سخت دل کے برابر ہو سکتا ہے۔ وہ تو خدا کی روشنی پر چلتا ہے۔ تو افسوس ہے ان پر جنکے قلوب یاد خدا سے غافل ہوکر سخت ہوگئے ہین یہی لوگ تو صریح گمراہی مین ہین۔ خدا نے بہتر کلام نازل فرمایا یعنی ایک کتاب جسکی آیتین ملتی جلتی بھی ہین اور سمجھانے کے لئے بار بار دوہرائی بھی گئی ہین۔ تو جو لوگ خدا سے ڈرتے ہین اسکو سننے سے اون کے جلد کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ پھر اون کی جلدین۔ اور اونکے قلوب نرم ہوکر ذاکر ہوجاتے ہین۔ یہہ ہے خدا کی ہدایت۔ اس سے ہدایت کرتا ہے جسکی چاہتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اوسکا کوئی ہادی نہین۔ (زمر ع ۳) سارا جسم یعنی روان روان ذاکر ہوجائے یہی سلطان الذکر ہے۔ اسکی دوسری صورت بھی ہے کہ اپنا سارا وجود ذاکر ہوجائے۔ کیفیات کے متعلق تصدیق صحت اور

Marfat.com

اطمینان قلبی کیلئے قرآن مجید کا یہہ اشارہ اور کنایہ بس ہے چونکہ قرآن مجید کی یہہ روش نہین کہ وہ کیفیات مین اجمال
کہ طلب مین نقص واقع ہو اسلئے مزید تفصیل وسنے کی نہین تو مین بھی مزید تشریح کا مجاز نہین اسکئے یہہ معنی نہین کہ یہہ من الا
ہے بلکہ کیفیات بیان کی چیز نہین کیونکہ وہ کما حقہ بیان ہونے ہی کے نہین۔ مثلاً حس ہے۔ ذائقہ ہے انہین لک
ہی کہو گے تو سمجھ مین کیا آیا یہی حال سارے کیفیات کا ہے اس کیفیت مین پڑو تو اوسکو جانو وہ بیان مین کس طرح آئے
اس آیت مین خدا نے انشراح صدر کو فرمایا ہے۔ چونکہ یہہ فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی چیز
ہے۔ اس لئے مین اسے مراقبہ مین بیان کرون گا۔ اوسوقت فھو علی نور من ربہ بھی منکشف ہو گ

القائے ذکر

اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم فاعرض عنھم وعظھم وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغا ہ
یہہ وہ لوگ ہین کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ جو ان کے دلون مین ہے تو اون سے اعراض کرو او
وعظ و نصیحت کرو۔ اور اون کے دلون مین قول بلیغ کھو۔ وہ قول جو دل مین پہونچے (النساء ع ۹)
وعظ و نصیحت کے حکم کے بعد دل مین کسی کے کھٹا جو پہونچکر رہے۔ القائے ذکر کی ہی ہدایت کرتا ہے
ورنہ وعظھم کافی تھا۔ تاکید مقصود ہوتی تو قل لھم کافی تھا۔ اس لئے فی انفسھم اور قولاً بلیغا محتاج
تدبر ہے۔ اور تدبیر کرنے سے القائے ذکر ہی کی ہدایت ظاہر ہوتی ہے۔

نئے تعلیم یافتون کو القا کی تسلیم مین عذر ہو گا۔ کیونکہ روحانیات کی ساری باتین اونکو عقل مین نہ آنے
والی معلوم ہوتی ہین۔ مگر اون کی ضمیر کو ہم یورپ کی طرف پھیر دین تو جلد سمجھ مین آجائے گا۔ دیکھو
مسمریزم یا ہپناٹزم کے تماشہ گر برابر علانیہ القائے کیفیت اور القائے خیالات کے تماشے
دکھاتے ہین۔ یہ نے سمجھانے کے لئے سفلیات سے مثال دی ہے۔ غرض مرشد ربانی القائے ذکر
القائے انوار اور القائے کیفیات وجذبات کو اپنے فرائض مین داخل سمجھتا ہے۔ اسی القائے
گردش آتی ہے۔ اور اوصاف بدلنے لگتے ہین۔ اور یہی روش ہو کر موصل الی المطلوب ہوتی ہے

Marfat.com

اس آنکھ سے دیکھو تو ساری راہ مرشد ہی کو طے کرنی پڑتی ہے۔ القائے ذکر سے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ القائے انوار سے قلب مجلّے ہوتا رفتہ رفتہ سارا جسم بلکہ سارا وجود ہی مجلّے ہو جاتا اور طالب اک نئی زندگی مین آجاتا ہے۔ اور القائے کیفیات و جذبات کی نیرنگیان بیان کرنا طول فضول ہے۔ تو عظہم کی تعمیل تو ہر کوئی کر سکتا ہے۔ مگر قل لهم (اور) فی انفسهم (اور) قولاً بليغا کے قیود است کے ساتھہ ہر کوئی نہین کر سکتا۔ بلکہ ہر کوئی سمجھ بھی نہین سکتا کہ نفس مین کیونکر کہا جاتا ہے۔ ترجمہ کرنے والے ترجمہ کر جاتے ہین جنکے دماغ مین فی انفسهم کا کوئی مفہوم نہین آتا۔

اسمائے حسنٰے

ہمنے اوپر ثابت کیا ہے کہ ذکر کلمہ طیبہ یا ذکر اسم ذات ہر وقت کرنا ضرور ہے۔ یہہ فرض ازلی ہے۔ جس سے چھٹکارا نہین اور صفات خداوندی جسکی قرآنی اصطلاح اسماء حسنیٰ ہے۔ ان مین سے اوس اسم یا صفت کا جو مستولی ہو کر مرض طالب کو غائب کر دے بلکہ صفات سے بدل دے۔ ذکر موقت کرنا ضرور ہے مگر اس دھیان کے ساتھہ کہ دھیان کی قوت یا تبتیل کامل اوسکو اپنے مین فنا کر لے۔

ذات و صفات دونون الفاظ تشریح طلب ہین۔ کیونکہ خدا نہ ذات مین اٹتا نہ صفات مین سماتا ہے اسکی نسبت کیا کہا جائے۔ سارے صفات سے پاک و منزہ وہ سبحان اللہ سارے صفات کا مالک وہ الحمد للہ اور سارے جذبات اور رفعتون سے اعلیٰ و ارفع وہ اللہ اکبر۔ المختصر سبحان اللہ عما یصفون۔ ہم کو تو اسکی تعریف کرنی بھی اوسکی کسر شان معلوم ہوتی ہے۔ بین کہان سے کہان پہونچا میری غرض اسم ذات سے وہ اسم ہے جو جمیع صفات تسلیم ہوا ہے۔ یعنی اللہ اور صفات سے میری غرض اون اسماء صفاتی سے ہے جو وسائل تقرب ہین۔ اور امراض باطنی کے نسخے اسی لئے خدا نے فرمایا و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بها وذروا الذین یلحدون فی اسمائه۔ اسماء حسنیٰ اللہ ہی کے ہین۔ تو اوسکو اونہین نامون سے پکارو اور اونہین چھوڑ دو۔ جو اوسکے نامون مین الحاد کرتے یعنی کج راہ

Marfat.com

راہ چلتے ہین (اعراف ۲۲) پکارنے کے یہہ معنی نہین جیسے تم آپس مین ایک دوسرے کو شور سے پکارتے ہو کیونکہ وہ تمہارے رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اب اگر اوسکو زبان سے پکارو تو ذکر جہری کہا جائیگا اور دل مین پکارو تو ذکر خفی کہا جائیگا۔ اس لئے فادعوہ بہا کے معنی ہین کہ اوسکا ذکر کرو اسمار حسنی مین سے کسی اسم کا بھی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ کہدو کہ اللہ کا ذکر کرو یا رحمن کا جس نام کا ذکر کرو اسمار حسنیٰ تو اوسی کے ہین (بنی اسرائیل ۱۲) یہہ نہ سمجھو کہ انہین دو ناموں کے ذکر کی اوس نے ہدایت فرمائی۔ بلکہ سورۃ الحشر کے آخر رکوع مین اپنے بہتیرے نام بتاکر اوس نے فرمایا۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ اللہ ہی خالق اور موجد اور صورت بنانے والا ہے۔ یہہ سارے اسمار حسنیٰ تو اوسی کے ہین۔ تو ان نامون سے کسی دوسرے کو نہ پکارو۔ پیر و مرشد کو بھی نہین۔ اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ ایک خدا کے سوا اور کوئی معبود نہین۔ اسمار حسنیٰ تو اوسکے ہین (طہ ۱) ذکر کے لئے تو ایک ہی نام کافی تھا یہہ اللہ نے اتنے نام کیون بتائے۔ اسی لئے کہ یہہ روحانی قرابادین ہے۔ یا کل امراض باطنی کا علاج ہے جیسا کہ مینے واضح کیا۔ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام مین چاہتا ہون کہ اسمار حسنیٰ کو لکھدون تاکہ طالبین روزانہ ان نامون کو پڑھا کرین۔ اور فادعوہ بہا کی ظاہری تعمیل سے بھی نہ چوکین مگر سمجھ کر پڑہین کہ طوطا کلمہ رٹ لینے سے مسلمان نہ ہو جائیگا۔ پھر سمجھ کر پڑھنے مین تدبر و تفکر کو کام فرمائین۔ اور علاج باطنی کی طرف مصروف ہون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ یا اللہ	اللہ	بسم اللہ الرحمن الرحیم والھکم اللہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم بقرہ ۲
۲ یا رحمن	نہایت رحم والا	
۳ یا رحیم	بہت مہربان	

Marfat.com

۴ یا ملک	بادشاہ۔	ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس	حشر ع۳
۵ یا قدوس	تمام عیبوں سے پاک	السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر	
۶ یا سلام	تمام نقصانات سے محفوظ	سبحن اللہ عما یشرکون ۵ ھو اللہ الخالق البارئ	
۷ یا مومن	امن و امان دینے والا۔	المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یسبح لہ ما فی	
۸ یا مہیمن	نگہبان۔	السموات والارض وھو العزیز الحکیم ۵	
۹ یا عزیز	صاحب سطوت		
۱۰ یا جبار	مصلح اور صاحب غلبہ		
۱۱ یا متکبر	عظمت و بزرگی والا۔		
۱۲ یا خالق	ہر چیز کا پیدا کرنے والا		
۱۳ یا بارئ	ہر چیز کا موجد۔		
۱۴ یا مصور	مخلوقات کی صورتیں بنانے والا		
۱۵ یا غفار	بخشنے والا۔	رب السموات والارض وما بینہما العزیز الغفار	ص ع۵
۱۶ یا قہار	زبردست۔	وما من الہ الا اللہ الواحد القہار	ص ع۵
۱۷ یا وہاب	بخشش کرنے والا۔	ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب	ال عمران ع۱
۱۸ یا رزاق	روزی دینے والا۔	ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ۵	ذاریات ع۳
۱۹ یا فتاح	مشکل کشا۔	ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم	سبا ع۳
۲۰ یا علیم	بہت جاننے والا۔		
۲۱ یا سمیع	بہت سننے والا۔	ولہ ما سکن فی اللیل والنہار وھو السمیع العلیم	انعام ع۲
۲۲ یا بصیر	بہت دیکھنے والا۔	واللہ بصیر بالعباد	ال عمران ع۲

Marfat.com

۲۳ یا لطیف	باریک بین۔	وھو یدرک الابصار وھو اللطیف ۲۳ الخبیر ۲۴	انعام ع۱۳
۲۴ یا خبیر	دانا۔ آگاہ۔		
۲۵ یا حلیم	بردبار۔	واللہ غنی حلیم ۲۵	بقرہ ع۳۶
۲۶ یا عظیم	بزرگ۔	ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم ۲۶	بقرہ ع۳۴
۲۷ یا غفور	بخشنے والا۔	انہ غفور ۲۷ شکور ۲۸	فاطر ع۴
۲۸ یا شکور	بڑا قدر شناس۔		
۲۹ یا علی	بہت اونچا۔	وھو العلی ۲۹ الکبیر ۳۰	سبا ع۳
۳۰ یا کبیر	بڑا۔		
۳۱ یا حفیظ	نگہبان۔	ان ربی علی کل شیء حفیظ ۳۱	ھود ع۵
۳۲ یا مقیت	روزی پہونچانے والا۔	وکان اللہ علی کل شیء مقیتا ۳۲	النساء ع۱۱
۳۳ یا حسیب	کافی۔	ان اللہ کان علی کل شیء حسیبا ۳۳	ایضاً
۳۴ یا کریم	بزرگ	ومن کفر فان ربی غنی کریم ۳۴	النمل ع۳
۳۵ یا رقیب	سوکل ونگران۔	ان اللہ کان علیکم رقیبا ۳۵	النساء ع۱
۳۶ یا مجیب	دعا قبول کرنے والا۔	ان ربی قریب مجیب ۳۶	ھود ع۶
۳۷ یا واسع	وسیع الاحسان	ان ربک واسع المغفرۃ ۳۷	نجم ع۲
۳۸ یا ودود	دوست رکھنے والا۔	وھو الغفور الودود ۳۸	بروج
۳۹ یا مجید	بزرگ تر۔	انہ حمید مجید ۳۹	ھود ع۷
۴۰ یا شہید	حاضر۔	وانت علی کل شیء شہید ۴۰	مائدہ ع۱۶
۴۱ یا حق	ثابت اور ہست۔	ثم ردوا الی اللہ مولٰھم الحق ۴۱	انعام ع۸

Marfat.com

۴۲ یا وکیل	کارساز۔	حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۴۲	آل عمران ۱۸
۴۳ یا قوی	تام القدرت۔ شدید القدرت	اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز ۴۳	الشوریٰ ۲
۴۴ یا متین	استوار۔	ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ۴۴	ذاریات ۳
۴۵ یا ولی	محب و مددگار	وینشر رحمتہ وھو الولی ۴۵ الحمید ۴۶	شوریٰ ۳
۴۶ یا حمید	سزاوار حمد		
۴۷ یا محیی	زندہ کرنے والا۔	ان ذالک لمحیی الموتٰی ۴۷	روم ۵
۴۸ یا حی	زندہ۔	اللہ لا الٰہ الا ھو الحی ۴۸ القیوم ۴۹	آل عمران ۱
۴۹ یا قیوم	قایم بالذات		
۵۰ یا واحد	تنہا و یگانہ	وما من الٰہ الا اللہ الواحد القہار ۵۰	ص ۵
۵۱ یا صمد	بے نیاز	قل ھو اللہ احد اللہ الصمد ۵۱	اخلاص
۵۲ یا قادر	صاحب قدرت	قل ھو القادر ۵۲	انعام ۸
۵۳ یا مقتدر	صاحب مقدرت۔	فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ۵۳	قمر ۳
۵۴ یا اول	سب سے پہلا	ھو الاول ۵۴ والآخر ۵۵ والظاھر ۵۶ والباطن ۵۷	حدید ۱
۵۵ یا آخر	سب سے پچھلا۔		
۵۶ یا ظاھر	آشکارا۔		
۵۷ یا باطن	پوشیدہ۔		
۵۸ یا متعالی	مخلوقات کی صفات سے منزہ	عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال ۵۸	رعد ۱
۵۹ یا بر	نیکی کرنے والا۔	انہ ھو البر ۵۹ الرحیم	طور ۱
۶۰ یا تواب	توبہ قبول کرنے والا۔	انک انت التواب الرحیم	بقرہ ۱۵

Marfat.com

۶۱ یا عفو	گناہوں کا مٹانے والا۔	ان اللہ کان عفوا غفورا ۶۱	النساء ع
۶۲ یا رؤف	بہت شفقت کرنے والا	ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم ۶۲	بقرہ ع۱۷
۶۳ یا ہادی	ہدایت کرنے والا۔	ان اللہ لهاد الذین آمنوا الی صراط مستقیم	حج ع۷
۶۴ یا جامع	مخلوقات کو حشر کے دن جمع کرنیوالا	ربنا انک جامع الناس ۶۳	ال عمران ع۱
۶۵ یا غنی	بے پرواہ	واللہ غنی حلیم ۶۴	بقرہ ع۳۶
۶۶ یا نور	روشن کرنے والا	اللہ نور السموات والارض ۶۵	النور ع۵
۶۷ یا حکیم	بہت بڑا حکمت والا۔	انہ انا اللہ العزیز الحکیم ۶۶	النمل ع۱
۶۸ یا والی	تمام امور کا متولی	ما لہ من دونہ من وال ۶۷	رعد ع۲
۶۹ یا مالک الملک	ملک کا مالک	قل اللہم مالک الملک	ال عمران ع۳
۷۰ یا ذوالجلال والاکرام	بزرگی وعزت والا۔	تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام ۵۹	الرحمن ع۳

یہی اسمار باری تعالیٰ ہیں جو قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اور یہی اسمار حسنیٰ ہیں جو ذکر کے لئے اور معالجہ امراض روحانی کے لئے ہم کو ملے ہیں۔ ان میں بھی آخر کے دو اسمار۔ یا مالک الملک اور یا ذوالجلال والاکرام اسم کی صورت میں نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی صفتوں کے دو جملے ہیں۔ جو فکر کے لئے عنایت ہوئے ہیں یا مالک الملک کی فکر دنیا کی ہر چیز میں کرتے رہنا چاہیئے اِس انہماک کے ساتھ کہ مالک کی تجلی میں ملکوں فنا ہوجائے۔ اور یا ذوالجلال والاکرام کی تجلی آشکارا ہو۔ اگر ذوالجلال کی تجلی میں کھو گیا تو جذب سے مغلوب الحال ہوگا۔ اور اگر ذوالاکرام کی تجلی نے سنبھال لیا تو سلوک کا غلبہ ہوگا۔ غرض جب یہہ دونوں اسمار فکر کے لئے عنایت ہوئے ہیں تو یہہ اسما نہیں بلکہ دو جملے ہیں۔ تو اسم ذات چھوڑ کر رہ گئے ۶۷ اسمار بس یہی ذکر کے لئے ہیں۔ اللہ کے اعداد بھی ۶۷ ہی ہیں یعنی اللہ مجمع صفات ہے اور یہی معنی اسم ذات کے ہیں۔ گرچہ لفظ اللہ مشتق ہو اور اسکے معنی یا معانی بھی ہوں مگر قرآن مجید میں

Marfat.com

بطور اسم ذات ہی کے مستعمل ہوا ہے۔ مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رحمن و رحیم صفت ہے اللہ کی علی ہذا هو الله الذی لا اله الا هو کی صفت بیان ہوئی ہے۔ تمام یہہ اسم اعظم بطور ذات ہی کے مستعمل ہوا ہے ان اسمار کے سوا ۱۷ اسما ایسے بیان کئے جاتے ہین جو قرآن مجید مین تو نہین ہین۔ مگر اونکے مشتقات مذکور ہین۔ تو یہہ اسما آیتون سے مستخرج کر کے اپنی طرف سے دئے گئے ہین۔ یعنے خدا نے ان نامون کو اسما حسنی مین داخل نہین کیا۔ ہر چند خدا کے سارے اسما صفاتی ہی ہین۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ ہر صفت اوسکا ایک اسم ہے۔ اوسکی صفت کی تھاہ نہین تو اوسکے اسما کی بھی تھاہ نہین۔ بات یہہ ہے کہ خدا نے اپنی بعض صفتین جسطرح ذکر کے لئے بتائی ہین اور جسطرح فکر فی الآفاق کے لئے بتائی ہین۔ جیسا کہ مینے بیان کیا اسی طرح بعض صفتین یا بعض آیتین اوس نے فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کے لئے بھیجی ہین مراقبہ مین اون صفات کا دہیان کرو۔ اون صفات سے نام کیون مستخرج کرو۔ خدا کے نام رکھنے کا کسی کو کیا حق ہے۔ اون آیتون اور اون نامون کو بھی مین لکھ دیتا ہون۔

۱ القابض	تنگی اور محدود کرنے والا	واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون (مرجع بھی نام مستخرج ہوسکتا ہے)	۲۲ بقرہ
۲ الباسط	فراخ و کشائش کرنیوالا		
۳ الرافع	بلند کرنے والا	یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (رفیع الدرجات بھی نام مستخرج ہوسکتا ہے)	۳ مجادلہ
۴ المعز	عزت دینے والا		
۵ المذل	ذلیل کرنے والا	تعز من تشاء وتذل من تشاء	۳ ال عمران
۶ الحکم	حاکم	واللہ یحکم لا معقب لحکمہ (لا معقب لحکمہ بھی ہوسکتا ہے)	۲ رعد
۷ الباعث	مردونکو اوٹھا کر کھڑا کرنیوالا	وان اللہ یبعث من فی القبور	۱ حج
۸ المحصی	ہر چیز کو احاطہ علم مین کرنیوالا	واحصی کل شی عددا (محاسب بھی نام مستخرج ہوسکتا ہے)	۲ جن
۹ المبدی	ابتدا پیدا کرنے والا	انہ ہو یبدئ ویعید	بروج

Marfat.com

۱۰ المعید	دوبارہ پیدا کرنے والا			
۱۱ الممیت	مارنے والا۔	واللہ یحیی ویمیت	(اکثر منہ کو عمران)	ال عمران
۱۲ المنتقم	بدلا لینے والا	فانا منھم منتقمون		زخرف
۱۳ المقسط	منصف	قائما بالقسط		ال عمران
۱۴ المغنی	بے پرواکرنے والا۔	ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ		النور
۱۵ الباقی	باقی رہنے والا	ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام (ذی الجلال اور ذی		الرحمن
۱۶ الصبور	متحمل۔	ان فی ذالک لآیٰت لکل صبار شکور (آیت میں تو خدا کی صفت ہی بیان نہ ہوئی) صبور کا مخرج مجھے نہ ملا۔ اشارۃً کنایۃً بھی نہیں		سبا
۱۷ الوارث	باقی رہنے والا۔	وانا نحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون		حجر

خدا کی خاص صفت یعنی اوسکا علام الغیوب ہونا جس صفت میں قطعاً کوئی شریک نہیں وہ متروک کیا گیا مثلاً واللہ یعلم غیب السموٰت والارض۔ کیون نہیں علام الغیوب بھی اسما میں داخل کیا گیا علی ہذا یعلم سرکم وجھرکم یعنی عالم السر اور عالم الجھر قرآن مجید ہی سے اور کتنے اسما نکل سکتے ہین۔ یہا سما معلوم نہین کیون نظر انداز کئے گئے۔

ذیل میں بارہ وہ اسما مذکور ہوتے ہین جنکے مشتقات بھی بعینہٖ قرآن مجید میں نہیں ملتے۔ ہان مادے پاسے جاتے ہین۔ یہہ اسلئے کہ مشہور نو دو منہ ۹۹ نام پورے کر دئے جائین۔

۱	الخافض	پست کرنیوالا	۶	المقدم	آگے بڑہانیوالا	۱۱	النافع	خالق نفع وضرر
۲	العدل	منصف	۷	المؤخر	پیچھے ہٹانیوالا	۱۲	الرشید	صاحب رشد
۳	الجلیل	بزرگ قدر	۸	المعطی	عطا کرنیوالا			
۴	الواجد	غنی	۹	المانع	روکنے والا			
۵	الماجد	صاحب بزرگی	۱۰	الضار	خالق مضرات			

Marfat.com

یہہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ خدا کے اسماء صفاتی اکثر صفت مشبہہ کے صیغون مین ہین۔ اسواسطے کہ صفت مشبہہ کا صیغہ ثبات و استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اسم فاعل حدوث پر۔ تم سامع و باصر۔ عالم و قادر ہو سکتے ہو کیونکہ تم حادث تمہارے صفات حادث۔ خدا ہر وقت سنتا ہر وقت دیکھتا ہر وقت علم رکھتا اور ہر وقت قدرت رکھتا ہے۔ تم آنکہ سے دیکھتے ہو آنکھین بند ہوگئین نہین دیکھ سکتے۔ کان سے سنتے ہو کان بند کر دو یا کان سے کام لینے والا دماغ کام نہ لے تم نہین سن سکتے۔ تم علم رکھتے ہو جو اس کے معطل ہونے مین یا غفلت کے عالم مین علم نہین رکھ سکتے۔ قدرت رکھتے ہو۔ ایک تو وہ بھی یون ہی سی اور نیند کی حالت مین وہ بھی نہین اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ خدا کی صفتین ہماری جیسی نہین جیسا وہ ویسی اوسکی صفت وہ دیکھتا ہے اور ہر وقت دیکھتا ہے۔ مگر آنکہ سے نہین۔ وہ سنتا ہے اور ہر وقت سنتا ہے۔ مگر کان سے نہین۔ وہ بہت بڑا جاننے والا ہے اور ذرہ ذرہ کا علم ہر وقت رکھتا ہے۔ مگر دماغ سے نہین۔ وہ ہر وقت ہر آن ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے۔ اور بلا کسی آلہ کے۔ کیونکہ جیسا وہ خود غیر محدود اور بے کیف و کم ہے۔ ویسے ہی اوسکے صفات غیر محدود اور بے کیف و کم ہین۔ اس لئے اوسکی کسی صفت کو اپنی صفت جیسی ناقص ناتمام محتاج قوی و قوت نہ سمجھنا۔ سبحان اللہ عما یصفون۔

اے خدا سچ یہہ ہے کہ نہ ہم تیری کوئی صفت جان سکتے نہ ہم تیری تعریف کر سکتے ہین۔ تیری تعریف کرین تو تیری غیر محدود صفت محدود الفاظ محدود معانی و مفہوم مین آکر تیری عظمت و کبریائی کی شان سے گر جاتی ہے۔ اور دل پشیمان ہو جاتا ہے۔ تیری تعریف تو نہین ہو سکتی مگر تیرے صفات کے ذکر و فکر سے روحانی شفا دوام حضور اور قرب و معیت تو حاصل ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر

ذکر نہ کرنے والون کی تہدید

نامناسب نہوگا اگر مین ذکر نہ کرنے والون یاد کر سے اعراض کرنے والون کی نسبت بھی چند آیات خداوندی بیان کر دون شاید اونکا دل ایمان لائے۔ اون کے دلون مین خوف خدا پیدا ہو۔ اور یہہ باعث ہو توفیق خدا

کا۔ لوگ آپس کے اختلافات اور جھگڑاون سے ٹوٹ کر تفرقہ فرق کو خیرباد کہہ کر ذکر کی طرف جھکین اور مراد کو پہونچین

یہہ یاد رہے کہ ذکر عام ہے مصطلحہ اور غیر مصطلحہ دونون کو دونون سے مطلب ہے کہ دل خدا کی یاد سے

موثر ہو اور انس پذیر

خدا فرماتا ہے وھم بذکر الرحمن ھم کافرون حالانکہ یہی ذکر خدا کے منکر ہین (انبیاء ع۳) بل ھم عن ذکر ربھم معرضون بلکہ

یہہ ہی ذکر خدا سے اعراض کرتے ہین۔ (انبیاء ع۲) ذکر سے انکار و اعراض یہہ کافرون اور منکرون

کی شان ہے۔ شیعہ سنی وغیرہ پیچھے ہو لینا پہلے اس آیت سے ذرا اپنے حال کو ملالو کہ تمہارا شمار مومنون

مین ہے یا منکرون مین۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ٥ جو شخص ذکر خدا سے آنکہ چراتا ہے

تو اوس پر ہم ایک شیطان تعنات کر دیتے ہین کہ اوسکے ساتھہ رہتا ہے (زخرف ع۴) یعنی ذکر خدا

سے آنکہ چرانے والا شیطان کے جھپیٹ مین ہے۔ یہہ نہ سمجھو کہ خدائی گپ خدا کا ذکر ہے۔ کیونکہ خدائی

گپ مین بھی تمہارا دل حاضر نہین ہوتا۔ اوسکا تذکرہ بھی کرتے ہو تو غافلانہ۔ اللہ اللہ زبان سے کہتے ہو

مگر مذکور کا بہولے سے بھی دہیان نہین آتا۔

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ۔ افسوس ہے اون پر جنکے دل خدا سے غافل ہو کر سخت

ہو گئے ہین (الزمر ع۳) ذکر سے غفلت دل کو سخت کر دیتی ہے اور یہہ قساوت قلبی امراض

قلبی مین سے ہے جسے مینے امراض قلبی مین بیان کیا ہے۔

ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا ٥ جو شخص ذکر خدا سے روگردانی کریگا تو خدا اوسکو

سخت عذاب مین مبتلا کریگا (جن ع۱) اے لوگو! کیا خدا کے عذاب سے بھی تم نڈر ہو گئے۔ ہوشیار

رہنا تمہاری یہہ روگردانی سرگردان ہی کرتی رہے گی۔ اگر ذکر رب کے معنی سمجھو کہ خدا کا تذکرہ تو اس سے

تو کافر بھی اعراض نہین کرتا۔ باہمہ کفر و شرک خدا کا تذکرہ تو وہ بھی کرتا ہے۔ ہان ذکر مصطلحہ سے اعراض کرنے

والے نظر آتے ہین۔ جو قرآن وحدیث چھاپنا تو بدعت نہین سمجھتے مگر ذکر مصطلحہ سے جو اونکو ہر وقت ذاکر بنا دینے والی چیز ہے اور حکم ذکر کی تعمیل ہے۔ اون شرایط کے ساتھہ جو ذکر کے بیان مین بیان ہوتے وہ بدعت کہہ کر اعراض کرتے ہین۔

لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هوٰه اوسکے کہے مین نہ آنا جسکے قلب کو ہم نے ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنے ہوا وہوس کا ہو رہا (کہف ع ۴) بہت صحیح ہے کیونکہ وہ جو کچھ کہیگا بربناے نفس وہوا کہے گا اوس مین نہ صداقت ہوگی نہ کامیابی۔ یہی لوگ ہین جنکی باتین مبنی بر پولیسی ہوا کرتی ہین۔

فاعرض عمن تولى عن ذكرنا ولم يرد الا الحيوة الدنيا۔ اوس سے کنارہ کشی اختیار کرو جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرے اور دنیاوی زندگی کے سوا اوسکو کسی بات سے غرض ومطلب نہو (نجم ع ۳) فی الحقیقت جس نے اسی دنیا کو ابتدا اور انتہا سمجھ لیا ہے اوسکی زندگی حیوانی زندگی ہے۔ تو سمجھ لو کہ حیوانون مین رہکر اگر حیوانی زندگی بسر کرو تو تمہاری حیوانیت مین کیا کلام رہے گا۔

من اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيمة اعمى قال رب لم حشرتني اعمى وقد كنت بصيرا ه قال كذلك اتتك اٰيتنا فنسيتها وكذلك اليوم تنسى ٥ جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا تو اوسکی زندگی ضیق مین گذرے گی (دولت ہو تو سلطنت ہو تو۔ ہزار طرح کی فارغ البالی ہو تو۔ کیونکہ یا تو وہ اور آگے بڑھنے مین بے چینی سے سرگردان ہوگا۔ یا حاصل کئے ہوے کی طرف سے خطرناک۔ اطمینان قلبی تو ذکر سے ہوتا ہے۔ الا بذكر الله تطمئن القلوب اور یہہ اوسکو نصیب ہے نہین) اور قیامت کے دن ہم اوسکو اندہا اوٹھائینگے۔ وہ کہیگا کہ اے خدا ہمین تو نے اندہا کیون اوٹھایا ہم تو دنیا مین آنکھ رکھتے تھے۔ خدا فرمائے گا ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ہماری آیتین تیرے پاس آئین اور تو نے خبر نہ لی اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائے گی (طہٰ ع ۷) ذکر قلبی ہو یا ذکر نفسی۔ اس عام ذکر مین سب داخل ہین۔ وہ ذکر داخل نہین جس سے زبان تو آشنا ہو اور دل بے خبر۔

Marfat.com

مسلمانو! اپنے کو سنی کہو یا شیعہ اہل حدیث کہو یا اہل قرآن خدا کے رکھے ہوئے نام کو چھوڑ کر اپنا جو نام رکھ لو مگر قرآن پر ایمان اگر فرض جانتے ہو تو ذکر سے جسکو تعلق قلب سے ہو اور جو ہر وقت اور ہر آن ہو جسکو مینے اوپر بتایا ہے تم کو چھٹکارا نہین ہے۔ قرآن مجید سے چشم پوشی اور تعصبانہ علیحدگی تمہین کنوین جھکائے گی ترجمہ کرتے چلے جانا اور قرآن مجید کو اوس طرح پڑھنا جسطرح طوطون نے اوس فلسفی سے سیکھا تھا ہر گز کام نہ دےگا۔ کلمہ پڑھنے والے طوطے مسلمان نہین ہو جاتے۔ وہان تمہارے اعمال ہی پوچھے جا ئینگے اور دلی معاملات ہی دیکھے جائینگے۔ نہ خلافت کے جھگڑون سے سوال ہوگا۔ نہ امامت کے جھگڑون سے نہ آمین بالجہر و بالخفا سے سوال ہوگا۔ نہ رفع یدین کرنے نہ کرنے سے اب بھی ہوش کرو اور پولیٹکل مذہب سے توبہ کرو۔ خلافت کا جھگڑا تو پولیٹکل جھگڑا ہے۔ اسی طرح نفسانی مذہب سے تائب ہو جاؤ جسمین انسانی اختلافات اور جھگڑون کے انبار لگے ہون۔ اور خدا کے پاک و مقدس اسلام کو قبول کرو۔ اور اوسکے ذکر و فکر کے دریا مین غوطے لگاؤ آپس کے جھگڑون پر تھوک ڈالو اور نفس و شیطان کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ کہ دشمن کی فوج اپنا پرا جمائے سامنے کھڑی ہے۔ پاس انفاس کا پہرہ دار سو یا تو پاس حواس کا قلعہ لٹ جائے گا۔ اور تم خدائے مالک الملک کے حضور مین نامراد جاؤ گے۔ اسے خدا قوم کی ہدایت کر اور اپنی رحمت کے دامن مین ڈہانک لے۔

ذکر سے اعراض کرنے والون کی نسبت جو کچھ مینے بیان کیا یہ بہت کافی ہے۔

معالجہ امراض نفسی

مینے بیان کیا ہے کہ کسطرح امراض قلبی کا علاج ذکر سے ہوتا ہے۔ تو امراض نفسی کا علاج بھی مختصراً اوسی اصول پر سمجھ لو۔ شافی حقیقی کے سوا نہ شفا ہی کہین ملتی ہے نہ کارساز حقیقی کے سوا مدد ہی۔ نہ کوئی پناہ دینے والا ہے نہ پناہ دینے کی قوت ہی کسی مین۔ اسلئے امراض قلبی مین جسطرح تم نے خدا کے حضور مین پناہ لی تھی امراض نفسی مین بھی اوسی کے حضور مین پناہ لو۔ الیہ المرجع والمآب

ولی مرشد کو لازم ہے کہ امراض نفسی مین سے کوئی مرض یا اس مرض سے او رعارضے جو مسترشد مین پائے تو اوسے صفات یا اسماء خداوندی کے آگے پیش کرے۔ اور اون اسما مین سے کوئی اسم مرض مریض کے علاج کے مناسب چن لے جو مزاج مریض کے بھی مناسب ہو یعنی اوسکی دلی دلچسپی بھی اوسکے ساتھ پائی جاتی ہو یا پیدا کرنے سے پائی جائے اوس اسم مقدس کی فکر (جو فکر معمولاً موقت ہو چاہیے فکر فی الانفس چاہے فکر فی الآفاق یعنی فکر و مراقبہ) کی ہدایت کرے کہ وہ صفت خداوندی مسترشد مین مستولی ہو۔ اور مریض کو اپنے فیوض و برکات مین ڈہانپ لے۔ میری غرض یہہ ہے کہ جسطرح ذکر اسماء حسنیٰ علاج امراض قلبی ہے۔ اوسی طرح فکر و مراقبہ اسماء حسنے علاج امراض نفسی ہے۔

یہہ علاج تیر بہدف ہے کبھی خطا نہین کرنے کا۔ کیونکہ یہہ طریقہ علاج خدائی قرابادین کا ہے۔ فللّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا اسماء حسنے خدا ہی کے ہین تو خدا کو اونہین نامون سے پکارو۔ (اعراف ۲۲) اسی لیے خدا نے فادعو فرمایا نہ فاذکروا فرمایا نہ فتفکروا فرمایا کیونکہ اوسکو زبان سے پکارو تو ذکر جہری ہے۔ دل مین پکارو تو ذکر قلبی ہے۔ اور مفہوم کو سمجھکر دہیان سے پکارو تو ذکر نفسی یعنی فکر ہے۔ اسلیے یہہ فادعو سب کو شامل ہے۔ اوسکو دل اور دہیان کی زبان سے پکارو وہ سنے گا۔ دل کی پکار اور سر کی ندا اوسکے سوا اور کون سننے والا ہے۔

یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ امراض نفسی کا علاج فکر ہے اور مراقبہ ہے جسکا بیان آگے آئے گا۔ مگر اسکے سوا خدا نے اور طریقۂ علاج بھی بتا دیا ہے۔

خدا نے فرمایا ورتل القرآن ترتیلا ہ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ہ ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا۔ قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑہا کرو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بہاری حکم کا بوجھ ڈالنے کو ہین (یعنی تبلیغ رسالت) بیشک رات کا اوٹھنا خوب ہی نفس کو زیر کرتا ہے۔ اور اوسوقت تلاوت بھی ٹھیک ادا ہوتی ہے (مزمل ع ۱) قیلا سے لوگون نے دعا مراد لی ہے۔ تو دعا تو دلکی

Marfat.com

مانگ ہے جسوقت دل مانگنے کو اوٹھے اوسکا وہی وقت ہے۔ اور سیلئے تلاوت ترجمہ مین لکہا ہے۔
چونکہ دعا کا کہین مذکور نہین۔ اور تلاوت کی نسبت فرمایا گیا۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ دوسرے صرف رات کو
اوٹھنا مطلب نہین۔ رات کو اوٹھنے سے کیا ہوتا ہے مطلب ہے رات کو اوٹھکر عبادت کرنا یہی تہجد کی
نماز مطلب ہے جو آپ پر لازم ہی کردیگئی غرض یہہ ہے کہ رات کو اوٹھکر تہجد پڑہنی اور بعد تہجد قرآن کی تلاوت کرنی نفس
کو سرکشی سے روکتا اور زیر کرتا ہے اسکے بعد خدا نے فرمایا ان لک فی النہار سبحا طویلا۔ واذکر اسم ربک
وتبتل الیہ تبتیلا۔ اور دن کے وقت تو تم کو (وعظ و نصیحت کا) بڑا مشغلہ رہیگا۔ اور خدا کے نام کا ذکر کرتے رہو۔ اور اوسکی
مین فنا ہو جاؤ۔ یعنی یکسو ہو جاؤ اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کو تو رسالت کا کام رہیگا تو رات کو خدا کے نام کا ذکر
کیا کرو وہ وقت بھی مناسب ہے کہ اوسوقت مذکور کے ساتھہ یکسو ہو سکو گے یعنی رات کو اوٹھکر تہجد اور بعد تہجد تلاوت
یا ذکر جو مذکور مین فنا ہو کر ہو موجب تزکیہ نفس ہے۔ ذکر کی انتہا فکر ہی ہے اور فکر امراض نفسی کا علاج ہے۔
امراض نفسی کا اور طریقہ علاج بھی خدا نے بتایا ہے جو مشہور و معروف ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نکرو
ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ نفس کی پیروی نکرو یہہ تمہین خدا کی راہ سے بھٹکا دیگا (ص ۲) کیونکہ
ان النفس لامارۃ بالسوء نفس تو برائیون پر اوبہارتا ہی رہتا ہے (یوسف ۷) جب نفس کی نہ سنوگے تو
وہ عاجز اور نامراد ہو کر اصلاح پر آجائے گا اور پھر تمہاری سننے لگے گا۔ اوسکی سنتے رہوگے تو وہ تمہارا
معبود ہو جائے گا افرایت من اتخذ الھہ ھواہ کیا تم نے اوسے دیکھا نہین جس نے اپنی خواہشون کو
معبود بنا لیا ہے۔ (جاثیہ ۳) نفس پہلے تو آرزؤن کی کمند ڈالتا ہے وغرتکم الامانی۔ تم کو آرزوؤن نے
دہوکے مین رکہا (حدید ۲) جب آدمی آرزؤن کے پیچھے پڑ لیتا ہے تو اوسکے اعمال اوسکی آنکہون
مین بہلے دکھائی دینے لگتے ہین اور اوسکی اصلاح کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ یہہ معنی ہین توبہ کے
دروازے بند ہونے کے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ کمن زین لہ سوء عملہ واتبعوا اھواءھم۔
کیا جسکی رفتار قرآن پر ہے وہ اوسکے برابر ہے جو اپنی خواہشون کا متبع ہے۔ اور اوسکے برے کام اوسکی

Marfat.com

آنکھون مین بھلے دکھائے گئے ہین (محمد ع ۲) تو ایسا شخص گمراہ ہے ومن اضل ممن اتبع ھوٰہ بغیر ھدًی من اللہ اوس سے گمراہ تر کون ہے جو اپنی خواہشون پر چلے بغیر اوس ہدایت کے جو خدا کی طرف سے اوس کو ملی ہو (قصص ع ۵) اگر وہ نفس کو خدائی ہدایت پر لگائے تو بامراد ہوگا ورنہ نامراد۔ اور اگر خدائی ہدایت ہی اوسکی خواہش ہوجائے تو اوسکا نفس مسلمان ہوگیا۔ مگر نفس مسلمان ہوتا ہے۔ مرض سرکشی سے صحت پانی کے بعد المختصر واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی۔ جو خدا کی حضور مین خائف رہا اور نفس کو نفسانی خواہشون سے روکتا رہا۔ تو بے شک اوسکا ٹھکانا جنت ہی ہے (یعنی وصال گاہ) (النزعٰت ع ۲)۔

اصول اخلاق پر ریاض کرنے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے یہہ صحیح ہے۔ مگر اسی کے ساتھ یہہ بھی صحیح ہے کہ اصول اخلاق مع اپنے ارکان و دوائر کے اوسی وقت صحیح برتا جا سکتا ہے جب تزکیہ نفس ہولے تزکیہ نفس سے میری مراد ہے۔ نعمائے الہیہ کا صحیح استعمال ہونا۔ نعمائے الہیہ کا بیان تہوڑی تکلیف گوارا کرکے پھر پڑہ جاو۔ دوہرانے سے طوالت ہوگی اور مقصود ہے اختصار۔ غرض یہہ ہے کہ قوتِ خیالی اور قوت شہوت و خواہش۔ قوت جلال و غضب اور قوت انضباط و اتقا کا صراط مستقیم پر قایم ہوجانا جسکی پوری تصریح نعمائے الہیہ کے بیان مین ہوئی ہے تزکیہ نفس ہے اور ان قوتون کا افراط و تفریط کی راہ چلنا نفس کی بدراہی ہے اور اصلاح طلب اور اصلاح نہین ہوسکتی جب تک نفس مذموم بدل کر نفس محمودہ نہو جائے۔ یہی مجاہدہ طلب ہے۔ نفس جب تک اصلاح پذیر نہین ہوا تو وہ رہزن ہے وہ وسوسہ اور شیطان بنکر تمہاری راہ روکے گا۔ تم اوس سے جھگڑوگے وہ تم سے جھگڑا کرے گا تم اپنی قوت صرف کروگے وہ اپنی قوت صرف کرے گا۔ اس جنگ و فساد مین کامیابی بھی ہوگی تو ایک مدت مین اور جان جوکہون جھیلنے کے بعد۔ اس لئے اوس سے جھگڑو۔ کیونکہ وہ کاٹے کھائے دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ۔ اوسکو روکنے کی عادت کرو جبکی خدا نے ایک مہینہ روزہ فرض کرکے

Marfat.com

اسکی تربیت کی ہے۔ اگر نفس شیطان بنکر آیا ہے تو تعوذ سے بھی بھاگے گا۔ مگر تعوذ یہہ نہین ہے کہ زبان سے اعوذ باللہ اعوذ باللہ رٹا کرو اس سے وہ اکثر نہین بھاگتا۔ تعوذ سے بھاگنے کے معنی یہہ ہین کہ خدا کے حضور مین پناہ لو اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ شیطان جس ساز و سامان سے آے آنے دو۔ اور اوسکو اپنے سامنے بٹھاؤ۔ اور اوس پر فکر کی آنکھ ڈالو۔ موم آگ پر جسطرح پگھلتا ہے نفس و شیطان اوس سے زیادہ جلد پانی ہو ہو کر بہہ جائینگے۔ ادہر نظر گرمی اودہر ہوا۔ یہہ معنی ہین کہ خدا سے پناہ مانگو تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔

ان صورتون کے سوا علاج امراض نفسی فکر ہے۔ مین اولاً اون آیتون کو بیان کرنا چاہتا ہون جن مین فکر و مراقبہ ایک جگہ بیان ہوے ہین۔ پھر مزید تفصیل کے خیال سے الگ الگ بیان کرونگا۔

فکر فی الآفاق و فکر فی الانفس

سنریھم اٰیٰتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق ط اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شھید ۵ الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیء محیط ۵ عنقریب ہم اونکو اپنی نشانیان آفاق مین اور خود اونکے نفس مین دکھائینگے۔ یہان تک کہ اونکو منکشف ہو جاے گا کہ خدا ہی حق ہے۔ کیا تمہاری تسلی کو یہہ کافی نہین کہ تمہارا خدا ہر چیز کا شاہد حال ہے۔ سوچو یہہ لوگ تو لقاء رب ہی سے مشکوک ہین۔ ہوشیار رہو کہ خدا ہر چیز کو محیط ہے (حم السجدۃ ع ۶) سبحان اللہ یہہ آیت تدبر کرنے کی ہے اور اوسکے اسرار و لطایف پاتے ہی سکے ہین۔

خدا کی نشانیان آفاق مین بھی ہین۔ اور خود انسان کے نفس مین بھی انہین نشانیون پر فکر کرنے سے آدمی خدا کو پاے گا اور اوس پر کھل جاے گا کہ خدا ہی حق ہے۔ اس انکشاف کے باعث اوسکو لقاء رب کے طرف سے اور دن کی طرح شک نہ رہے گا اور اوسکو منکشف ہو جاے گا کہ خدا ہر چیز کو محیط ہے۔

فکر فی الآفاق اور فکر فی الانفس کی ہدایت کی گئی۔ فکر فی الآفاق کو اصطلاحاً فکر کہتے ہین۔ اور فکر فی الانفس کو مراقبہ۔ بات واحد ہے اصطلاح کا پھیر ہے۔ اس فکر و مراقبہ سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے۔ کہ لاریب

Marfat.com

خدا ہی حق ہے اور لاریب خدا ہی ہر شے کو محیط ہے۔ زینہار عقل کے ہتیار رکھدینے سے بے صبر اور نا اُمید نہ ہونا۔ طلب کے پاؤن چلنا اور محبت کی آنکھون دیکھتے رہنا جب تک حتی یتبین لھم انہ الحق منکشف نہو عقل تمہین مایوس کرے گی کہ تمہاری ہستی کیا ہگر تم اوسکو دیکھنا اور اوسکی قدرت ورحمت کے اُمیدوار رہنا وہ کیا تم سے کچھ دور ہے وہ تو ہر شے کو محیط ہے۔ مراقبہ مین اوسکی احاطت تمہین نظر آئے گی۔ اور اوس پر فکر واستقامت سے تمہین دوام حضور حاصل ہوگا۔ اور دوام حضور کی استقامت سے دوام شہود۔

یہہ خدائی وعدہ ہے جو اوپر کی آیت مین بیان ہوا کہ فکر ومراقبہ کرنے والون کو خدا موصل الی المطلوب نشانیان دکھائے گا اس لئے نہین کہ قرآن مجید کی حقانیت کا اونہین یقین ہو جیسا کہ لوگون نے خیال کیا ہے اور انہ الحق کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کے حق ہونے کا انکشاف ہو۔ کیونکہ نشانی تو خدا کی ہے وہ دکھائے گا۔ پھر اوس سے آدمی اوسکو پائے گا جسکی نشانی ہے یا دوسرے کو انہ الحق کے ماقبل اس آیت مین کہین قرآن کا تذکرہ نہین کہ ضمیر ادہر راجع ہو۔ اور مابعد کا طرز کلام بھی صاف صاف یہی بتا رہا ہے کہ ہو کی ضمیر خدا ہی کی طرف ہے۔

سنکر تمہین ایمان ویقین حاصل ہو تو وہ بھی ایمان ہے لیکن اگر تم نشانیان بھی دیکھ پاؤ تو تمہین ایمان ویقین کامل حاصل ہوگا۔ اولئک ھم المومنون حقا لھم درجت عند ربھم۔ یہی سچے مومن ہین خدا کے یہان اونکے بڑے درجے ہین (انفال ۱) کیونکہ اگر تم شاہی خیمہ وخرگاہ اپنی آنکھون دیکھ لو تو بادشاہ کے ہونیکا تم کو ایسا یقین ہو جو کسی کے متزلزل کئے متزلزل نہین ہونیکا۔

اس اوپر کی آیت مین خدا نے فرمایا۔ الا انہم فی مریۃ من لقاء ربھم۔ سن لو یہہ لوگ لقاء رب ہی سے مشکوک ہین۔ لقاء رب سے اور تو اور مسلمان بھی شک شکوک مین پڑے تو فلسفیانہ اگر مگر کے دلدل مین گر پڑے اور لقاء رب کو آخرت پر منحصر کر دیا۔ قرآن کی تعمیم جو دونون جہان کی تھی اوسکو آخرت پر

Marfat.com

اوٹھاکر تعمیم قرآن کی تخصیص کر دی اور ناروا حد بندی۔ کیونکہ وہ اس وہم کے مین پڑے کہ محدود انسان غیر محدود خدا کو نہین دیکھ سکتا۔ محال ہے اور آخرت مین دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ وہان سب محال ممکن ہے۔ مگر یہہ نہ سمجھے کہ انسان نہین دیکھ سکتا مگر خدا تو دکھا سکتا ہے۔ اوسکے نزدیک تو محال ممکن ہے دوسرے جن آنکھون آخرت مین دیکھ سکتا ہے وہ آنکھین خدا یہان بھی دے سکتا ہے۔ تیسرے لقار کے لئے دیکھنا ضرور بھی نہین۔ ملاقات تو اندھے بھی کرتے ہین ملاقات مین صورت دیکھنے کی ضرورت نہین مجالست کافی ہے اس لئے لقار رب کے معنی حضوری اور قرب کے ہین۔ لغت مین لقار کے معنی دیکھنے کے لکھے ہین۔ مگر دیکھنا اوسکو بھی کہا جاتا ہے جسکو ہم ان آنکھون نہ دیکھین جیسے اندھے کہین کہ ہم برابر یون ہی دیکھتے آئے اسکے سوا دیکھنے والا نہ دیکھنے والا تو قلب ہوتا ہے۔ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ بحث و مباحثہ میری غرض نہین۔ غرض یہہ ہے کہ لقار رب سے مشکوک نہونا چاہیے اور نہ لقا کو کسی عالم کے لئے مخصوص کرنا چاہیے۔ بس جیسے خدا نے فرمایا ویسے ہی ایمان لاؤ۔

خدا نے فرمایا و فی الارض آیت للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون۔ ایمان و یقین رکھنے والون کے لئے دنیا مین اور خود تم مین خدا کی نشانیان ہین کیا تم دیکھتے نہین (الذریت ۲۱) دنیا کی نشانیون کی طرف متوجہ کرنا فکر کی تعلیم ہے۔ اور اپنے نفس کی نشانیون کی طرف متوجہ کرنا مراقبہ کی تعلیم اس تعلیم کے بعد اور آیات اللہ کی طرف متوجہ کرنے کے بعد خدا فرماتا ہے۔ "کیا تم دیکھتے نہین"۔ ہان قوم دیکھنا چاہتی نہین وہ تعصبات فرق کے سبب ان آیات کی تعمیل کو اپنے فرقہ مین پاکر بدعت سمجھتی ہے۔ جسے بصیرت ہو جسے بصارت ہو وہ ایسی آیتون کے ترجمہ ہی کر دینے پر قناعت نہ کرے تو کیا کرے اسے خدا تو ہی رحم کر۔

حقیقت

اب مین فکر و مراقبہ کو الگ الگ بیان کرنا چاہتا ہون کہ زیادہ وضاحت آسکے اور طالب ان کی زیادہ واضح ہو کہ اونکو روحانی ہدایات خداوندی پر مجاہدہ و ریاضت کرنے کا ڈھنگ آئے۔

Marfat.com

فکر

فکر کے معنی غور کرنے کے ہین۔ یہہ فکر مامور بہہ ہے۔ ہر چیز پر ہم کو غور و فکر کی نگاہ ڈالنی چاہئے۔ کہ یہہ کیون ہے کس لئے ہے۔ کس طرح ہے۔ اور کیا ہے۔ اگر یہہ نگاہ خدا کے ساتھہ اور خدا کے لئے ہوگی تو اسمین خلق کی عجیب پُرکیف نشانیان ملین گی اور اون نشانیون پر فکر کی رفتار قایم رکھنے سے خدا تک رسائی ہوگی اور اوسکا قرب در قرب نصیب ہوگا۔ فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنة نعیم۔ تو اگر وہ مقربون مین ہوا تو راحت ہے اور رزق ہے اور نعمت کی بہشت ہے۔ (الواقعہ ۳) اور اگر فکر خدا کے لئے نہین بلکہ دریافت ماہیت الاشیاء کے لئے ہوگی تو یہہ علوم و فنون کے ذخیرے پائے گی ایجادات و اختراعات کی کنجیان پائے گی۔ اسی لئے جہان جہان خدا وند تعالےٰ و تقدس نے آیات اللہ کو بیان فرمایا ہے۔ اس تفرقہ کو بھی بیان فرما دیا ہے مثلاً اٰیٰت لقوم یومنون۔ اٰیٰت لقوم یتفکرون اٰیٰت لقوم یعقلون۔ اٰیٰت لقوم یعلمون وغیرہ وغیرہ توجہی فکر دیا ہے۔

حرارت اور انجرون کی قوت اسی فکر کی یافت ہے۔ جس سے انجن نکلے جو ریلوے اور طرح طرح کے کارخانون کی جان ہے۔ اسی نے بجلی کی قوت دریافت کی جس سے تار برقی برقی روشنی اور اوسکے بہتیرے کرشمے عالم ظہور مین آئے اور ابھی آئینگے۔ پھر بھی یہہ فکر کی ابتدائی رفتار ہے کیونکہ خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ خدا نے زمین کی سب چیزون کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے (البقرہ ۳) ابھی زمین کی ساری ودیعتین کہان ظاہر ہوئین۔ اسی فکر نے فلکیات کی فضا نابی اور کرون کی ماہیت دریافت کی یہی فکر علم کی مبتدا ہے۔ اور یہی علم کی انتہا۔ اسی فکر کے جانب خدا نے ہدایت کی تھی ومن کل شئ خلقنا زوجین ہر چیز کو ہم نے جوڑا پیدا کیا ہے (الذاریات ۳) علم بوٹنی نے آج پتہ لگایا ہے کہ انسان و حیوان ہی مین نہین۔ بہتیرے نباتات مین بھی جوڑے ہین جب اس علم مین فکر کی رفتار اور تیز ہوگی تو معلوم ہوگا کہ بہتیرے

Marfat.com

نہین بلکہ کل کائنات مین جوڑے ہین سبحن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لایعلمون پاک ذات ہے خدا جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے نباتات مین سے اور خود اونکی قسمون مین سے اور اون چیزون سے بھی جنکو وہ جانتے نہین (یٰسین ع۳) اپنے سوا کسی مین وحدت نہین رکھی اسی لئے فرمایا سبحن الذی کہ ایک خدا ہی کی ذات جوڑے سے پاک ہے فکر کی رفتار اور تیز ہو گی تو ایک دن یہہ بھی دریافت ہو جائے گا کہ جمادات مین بھی جوڑے ہین ومن کل شئی خلقنا زوجین ہر چیز کو ہم نے جوڑا پیدا کیا ہے (الذٰریٰت ع۳) بنانے والے سے زیادہ واقف کون ہو سکتا ہے جس نے بنایا اوس نے بتا بھی دیا۔ اور ان دریافتون کی کنجی بھی عنایت کی یعنی قوت فکر فکر نے ابھی تک تو زمین ہی کے پورے خزانے نہین کھولے ہین اور فلکیات تو بالکل ہی باقی ہین۔ حالانکہ سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ آسمان و زمین کی کل چیزون کو ہم نے تمہارے کام مین لگادیا ہے (جاثیہ ع۲) تو سب کے تعلقات کو سمجھو۔ اس فکر نے خشکی وتری ہی سے کام نہین لیا حرارت و بجلی ہی سے کام نہین لیا بلکہ وہ ہوا سے بھی کام لینے کا حوصلہ کر رہی ہے ہوائی جہاز کے طرف فکر کا حوصلہ بلند ہو رہا ہے۔ بہت کچھ ہوا اور بہت کچھ ہو رہا ہے۔ اور بہت ہو کر رہیگا ابھی آسمانی ودیعتون کا خزانہ کھولنا بالکل ہی باقی ہے۔

اگر اسی طرح فکر ترقی کرتی رہی تو ایک دن یہہ پتہ لگا چھوڑے گی کہ ساری قوتین کیا آب وہوا کی قوت کیا برقی اور مقناطیسی قوت۔ کیا ارضی و سماوی قوت۔ ساری قوتین ایک ہی قوت اعلےٰ کی مختلف شانین ہین جیسے بانسری کی ایک پھونک مختلف سوراخون مین پھونک ایک ہے اور آوازین طرح طرح کی۔

یہہ تو فکر کے وہ رموز ہین جو مادیات اور احاطۂ حواس سے باہر نہین اس فکر کی رفتار قانون فطرت مین اور قانون فطرت کے اندر ہوتی ہے۔ تو اسے فکر عقلی کہو۔ اس فکر سے اسرار روحانیات ہنوز اچھوتے ہین وہ اسرار جو عالم قلب وسر اور عالم خفی واخفےٰ مین پوشیدہ سے پوشیدہ روح کی طرح ہین وہ اوس فکر مین

Marfat.com

آشکارا ہوتے ہین جو ہستی فکر سے بالاتر جو احسن باطنی سے کی جاتی ہے۔ اسکی رفتار قانون قدرت کے احاطہ مین
جا پڑتی ہے اور اس لئے وہ مخصوص ہو جاتی ہے رب اعلیٰ کے لئے اُسے فکر قلبی یا فکر روحی کہو
اس راہ کا رہرو نہ صرف عالم اسرار کے بھیدون اور ذخیرون کو جو اُسے راہ مین ملتے ہین سرسری نگاہ سے
دیکھتا ہے بلکہ وہ مقصود کے سوا سارے جہان و ما یتعلق بہا سے بے نیاز ہو جاتا اور چشم پوشی کرتا
ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ چونکہ راہ روحانی پر اسرار ہے۔ اس لئے خدا نے اسکی تعلیم بھی کر دی جو
بیان کی جائے گی۔ اور کچھ بیان ہو بھی چکی۔

جب ذکر جاری ہو جاتا ٹھیک اوترتا اور رسا ہوتا ہے۔ اصلها ثابت و فرعها فی السماء جیسا کہ ذکر
کلمہ طیبہ مین بیان ہو چکا ہے۔ تو وہ مذکور کا متلاشی ہوتا ہے۔ جب طلب و تلاش آئی تو خدا نے اپنی نشانیان
بھی بتا دین کہ وہ آفاق مین بھی ہین اور خود تم مین بھی اونہین نشانیون سے ہمین پا سکتے ہو۔ اسکے لئے
فکر و مراقبہ کی تعلیم کی کذلک نفصل الأیٰت لقوم یتفکرون فکر کرنے والون کے لئے اپنی نشانیان
ہم کھول کھول کر بتا دیتے ہین۔ (یونس ع ۳) کیا خدا اپنی نشانیان بیکار بتاتا ہے۔ کیا اسلئے بتاتا ہے
کہ تم صرف ترجمہ کہدو۔ اور کچھ نشانیون کی فہرست گن دو یا اسلئے کہ تم اون پر فکر کرو اور اون نشانیون
سے خدا کو پاؤ۔ اگر فکر کے لئے خدا نے نشانیان بتائین تو سوائے فرقہ صوفیہ کرام کے جنہین اے
فرقہ اہل حدیث تم بدعتی سمجھتے ہو کس نے فکر کی اور کون فکر کرتا ہے کس نے ان ہدایات ربانی کی
تعمیل کی اور کون تعمیل کرتا ہے۔ اسی لئے اس فرقہ کے سوا کس نے تمدارسی کا غلغلہ بلند کیا اور کون
مراد کو پہونچا۔ اولئک هم الفائزون یبشرهم ربهم برحمة منه وفضل وجنت لهم
دیکھو خداوند تعالے و تقدس کس کس طرح فکر کی تعلیم کرتا ہے اور فکر نہ کرنے والون کی تہدید کرتا ہے
کاش مسلمان ہدایات ربانی سے مستفیض ہونے اور تعمیل کر کے بامراد ہوتے خدا فرماتا ہے۔
ان فی السموات والارض لأیٰت للمؤمنین ۵ بے شبہ مومنون کے لئے آسمان و زمین مین

Marfat.com

خدا کی نشانیان ہین (جاثیہ ۱؎) تو مسلمانو! اوسکی نشانیون سے اعراض نکرو۔ ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمانوا بہا والذین ہم عن اٰیٰتنا غٰفلون اولئک ماوٰہم النار بما کانوا یکسبون جو ہم سے ملنے کے امیدوار نہین یعنی طالب خدا نہین۔ اور وہ دنیاوی ہی زندگانی پر راضی اور مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیون سے غافل ہین تو ایسون کا ٹھکانا اونکے کرتوتون کے سبب جہنم ہے (یونس ۱؎)

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبہم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض۔ خلقت آسمان وزمین اور اختلاف لیل ونہار مین ذی عقل کے لئے خدا کی نشانیان ہین۔ ذی عقل وہ ہین جو خدا کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر وقت یاد کرتے رہتے ہین اور آسمان وزمین کی بناوٹ مین فکر کرتے رہتے ہین۔ (آل عمران ۲۰؎) ذکر علے الدوام یعنی پاس انفاس سے مطلب سرگرم تلاش ہوتی ہے تو خدا نے فکر کی راہ سجھائی۔ جب وہ فکر مین پڑ جاتی ہے تو خدا کی نشانیان ملتی ہین۔ یہہ نشانیان جکی ہین اوسکے حضور تک پہونچادیتی ہین۔ یہہ نسمجھو کہ علے الدوام ذکر وفکر یعنی پاس انفاس اور پاس جواس سے تمہارے دنیاوی کام بگڑ جاینگے نہین بلکہ دنیاوی کام دینی ہو جاینگے۔ اور مزید جمعیت خاطر کے ساتھہ انجام پاینگے۔ اس حال مین پہونچکر تم اپنے کام مین خدائی جاندار مشین کی طرح چلتے رہو گے اور سارے کام بہ احسن وجوہ بلا شائبہ دہشت ونامرادی انجام پاینگے۔ کم سے کم وہ خدائی لگاو کا رشتہ جسے خدا نے عروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا فرمایا وہ تو ہاتھہ آجائے گا جیسے تم نے پنہارنون کو دیکھا ہوگا پھر اگھڑا سر پہ لئے جاتی ہین باتین بھی کرتی جاتی ہین۔ لڑتی جھگڑتی بھی جاتی ہین۔ مگر دھیان کا لگاو اک گھڑے کی طرف کچھ ایسا ہوتا ہے کہ اوسکا بیلنس جو ذری سے بے توجہی مین جاتا رہتا وہ نہین جانے پاتا۔

ان فی اختلاف اللیل والنہار وما خلق اللّٰہ فی السمٰوات والارض لاٰیٰت ۔ اختلاف لیل ونہار

اور اشیاء ارضی و سماوی مین خدا کی نشانیان ہین (یونس ۱ٓ) ساری چیزون مین فکر کی ہدایت فرمائی اور اوپر کی آیت مین نظام آسمان و زمین مین فکر کو فرمایا تہا۔

وکائن من اٰیة فی السمٰوٰت والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون ۔ خدا کی کتنی نشانیان آسمان و زمین مین ایسی ہین کہ اون نشانیون پر لوگون کا گذر تو ہوتا ہے مگر وہ اعراض کرتے ہین (یوسف ۱۲ٓ) یہہ انقلاب و حادثات مین فکر کرنے کو فرمایا

اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض ۔ کیا لوگ ملکوت آسمان و زمین یعنی نظام عالم مین فکر نہین کرتے (اعراف ۲۳ٓ) جو ناسوت ہی مین سرگردان رہنا چاہتے تو اوسکے لئے ملکوت کا دروازہ نہین کہلتا۔ ترجمہ ہی کہتے نہ جاؤ ذرا مطلب بہی سمجہاؤ کہ ملکوت آسمان و زمین مین دیکہنے کے کیا مطلب ہین بادی النظر مین آسمان و زمین تو ہر کوئی دیکہتا ہے یہہ ملکوت آسمان و زمین مین دیکہنا کیا ہے

خدا جانے قرآن مجید مین کتنی جگہ لعلہم یتفکرون اور لعلکم تتفکرون موجود ہے اور کتنی طرح سے خدا نے ہم کو فکر کی تعلیم کی ہے۔ جہان جہان خدا نے اپنی نشانیان بتائی ہین۔ وہ ہماری فکر ہی کے لئے ہین فکر کی ہدایتون سے قرآن مجید بہرا ہوا ہے جسکی تشریح کے لئے یہہ کتاب کافی نہین اس لئے بنظر اختصار اتنا کہدینا ضرور ہے کہ انسان حیوان نباتات۔ جمادات۔ کیفیات ارضی و سماوی کیفیات بری و بحری۔ حادثات عالم مصائب و آلام خدا نے ساری قوتون اور سارے جذبات مین فکر کی تعلیم فرمائی ہے سورۂ روم مین رکوع ۳ کا رکوع ۔ انعام مین رکوع کا رکوع جاثیہ مین رکوع کا رکوع فصلت مین شوریٰ مین عنکبوت مین یونس مین۔ بلکہ کونسی بڑی سورے ہے جسمین فکر کی ہدایت اور تعلیم نہین کی گئی۔

قصے جو قرآن مجید مین خدا نے بیان فرمائے ہین۔ تو یہہ بہی فرمادیا ہے فاقصص القصص لعلہم یتفکرون لوگون سے قصے بیان کردو تاکہ لوگ اون پر فکر کیا کرین۔ (اعراف ۲۲ٓ) قصون مین فکر کرنے سے طرح طرح کی موثر ہدایتین معلوم ہوتی ہین۔

شالین بھی خدا نے دی ہین تو یہہ فرما دیا ہے تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون ۔
ہم نے لوگون کو شالین دے دے کر سمجھایا ہے تاکہ لوگ فکر کرین (حشر ع ۳) سارے
قرآن مجید ہی مین تدبر و تفکر کرنا چاہیئے۔ قصون پر بھی شالون پر بھی خدا کے لئے قرآن مجید کو چھوڑ نہ دو
اوسکو پڑھا کرو۔ مگر تدبر و تفکر کی آنکھون سے۔ اندھون کی طرح نہ پڑھو هل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون
کیا آنکھ والے اور اندھے برابر ہین کیا تم اس پر تفکر نہین کرتے۔ (انعام ع ۵)
خدا نے فرمایا هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات فاما
الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله
الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۔
خدا ہی ہے جس نے تم پر قرآن مجید اوتارا جسکی بعض آیتین محکم ہین۔ یہہ آیتین تو ام الکتاب ہین (یعنی احکام
و ہدایات کی آیتین) اور بعض متشابہ ہین۔ تو جنکے دلون مین کجی ہے وہ اوسکے پیچھے پڑے رہتے
ہین جو اوس مین متشابہات ہین۔ بہ نیت فساد اور بہ غیت تاویل۔ حالانکہ اوسکے اصل مطلب کا علم
خدا ہی کو ہے۔ اور راسخین علم کو بھی جو کہتے ہین کہ ہم کو اوس پر ایمان و یقین ہے اور سب کچھ خدا
کی طرف سے ہے اور اس سے ذی عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہین۔ (ال عمران ع ۱) آیات محکمات
بھی نازل ہوئین اور آیات متشابہات بھی آیات متشابہا سے حروف مقطعات سمجھنا صریح بے انصافی ہے۔ حروف
مقطعات تو حروف ہین آیت نہین۔ دوسرے لفظ خود بتا رہا ہے کہ متشابہ آیتین وہ ہین جن مین
تشابہ پایا جائے جیسے صفات خداوندی جو بیان ہوے ہین وہ انسانی صفات سے مشابہ ہین اکثر
آیتون کا انضمام انہین متشابہات پر ہوا ہے۔ متشابہات اوسکے صفات ہین۔ مثلاً خدا کا جاننا اوسکا
دیکھنا سننا۔ اوسکا بیٹھنا اوٹھنا اوسکے منہ اور ہاتھ ہونا۔ اوسکا راضی ہونا غصہ ہونا خوش ہونا خفا ہونا
اوسکا معاف کرنا اور بدلا لینا وغیرہ وغیرہ سارے ہی صفات ہم انسان کے صفات سے مشابہ ہیا

Marfat.com

ہوئے ہین۔ تو جنکے دلون مین کجی ہے وہ سمجھے کہ اوسکے ہاتھہ منہ ہمارے جیسا ہے۔ اوسکے آنکھ کان ہمارے جیسے ہین وہ صورت مین ہماری صورت کا اور سیرت مین ہماری سیرت کا ہے۔ اور ہو بہو ہمارا مشابہہ اک دیوتا تخت پر بیٹھا سلطنت کر رہا ہے مگر اوسکی تنزہ کی آیتین مجبور کرتی ہین تو وہ تاویل کی طرف جھک پڑتے ہین کہ اوسکی ساری صفتین ہین تو ہماری ہی جیسی مگر بے کیف ہین بے کیف کا لفظ اس لئے بولا گیا کہ بعتیر سوالون کے جواب نہ دینا پڑین۔ کیونکہ کام تو سوال و جواب سے ہی ٹھہرا کہ معترض کا منہ بند ہو۔ یہہ ساری منہ بولی باتین ہین۔ آیات متشابہات خدا نے فکر و مراقبہ کے لئے نازل فرمائی ہین اسی لئے اوس نے فرمایا۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ یعنی اسکو تعلق ہے قلب سے۔ تو جسکا قلب بیمار اور کج ہو گیا ہے وہ تو اندھا رہے گا۔ اور جس کے قلب کی آنکھین روشن ہین وہ حقیقت حال کو دیکھ لے گا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھین نہین دیکھتین بلکہ قلب دیکھتا ہے جو سینہ کے اندر ہے (حج ع ۶) یہی راسخین علم ہین جنکو آیات متشابہات پر قلب کی آنکھون دیکھ کر ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی اولالالباب ہین جو آیات متشابہات پر فکر کرنے سے نصیحتین حاصل کرتے ہین۔ اور جو اہل قلب نہین وہ تاویلون اور کج بحثیون مین پڑکر فتنے اوٹھاتے رہتے ہین۔

موجودہ ریاضات صوفیہ مین چند ہی صفات ربا منتاً داخل ہین۔ مثلاً قدرت واحاطت وغیرہ۔ اور قرآنی تصوف خدا کی تعلیم کردہ صراط المستقیم ہے اس لئے وسیع تر بھی ہے۔ آیات متشابہات فکر و مراقبہ کی آیتین ہین جیسے اوسکی ہر صفت یعنی اسماء حسنی کا ہر ایک اسم یہہ جسطرح ذکر کے لئے ہے فکر کے لئے بھی اور مراقبہ کے لئے بھی ہے۔ ذکر انفاس سے۔ فکر حواس سے۔ اور مراقبہ اوس اسم مین کھو کر اور فنا ہو کر ہوتا ہے جسکو تبتل کہتے ہین۔ مسلمانو! قرآنی تصوف کی وسعت کو ملاحظہ کرو کہ یہہ خلاق فطرت کی تعلیم کردہ ہے ہر ایک کی فطرت اک خاص معجون مرکب ہے اور اک خاص کیفیت رکھتی ہے۔ پھر جس اسم و صفت کی طرف اوسکی نسبت قایم ہو وہی اوسکے لئے کشود کا باعث ہے۔ ایک ہی ڈہرے پر دنیا نہین چلتی اوسکو چلانے

والا ہی خوب جانتا ہے۔

فکر کی ہدایت تو معلوم ہوئی مگر یہہ کیونکر کی جائے یہہ معلوم نہوا کیونکہ فکر و تلاش کی ایک راہ ہے نہین۔ تو ذکر جب تک طلب پیدا نہ کرے فکر نہین آنے کی اور بعد طلب یہہ خود ہی آجاتی ہے۔ اس لئے فکر کیونکر کی جائے خداوند عالم نے اسکی تعلیم نہین فرمائی۔ تو تم مجاز ہو جیسے کرو مگر فکر کرو۔ مجھے بھی چاہئے کہ مین بھی اوسکے متعلق کچھہ نہ بیان کرون۔ مگر قرآن مجید مین جابجا اسکے اشارہ پائے جاتے ہین۔ اس لئے مثالاً اوسکو کسی قدر واضح کر دینا کہ سمجھہ مین بھی کچھ آجائے روش قرآنی سے باہر نہین ہے۔

مثلاً کسی درخت پر فکر کی نگاہ ڈالو۔

بعضوں کی رفتار منطقی ہوگی کہ درخت خود بخود تو پیدا ہوا نہین کیونکہ خود بخود کوئی چیز اس عالم اسباب مین پیدا ہوتے دیکھی گئی نہین۔ اس لئے ضرور ہے کہ اسکا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہو اور وہی خدا ہے۔ اور اگر چند علتون کے اجتماع سے یہہ پیدا ہوا تو اون علتون کا بھی ضرور کوئی پیدا کرنے والا ہوگا۔ غرض پیدائش کی انتہا جہان پر جاکر منتہی ہو وہی علة العلل خدا ہے یہہ اک منطقی فکر تمام علما کی ہے وہ اوس پر قانع ہین۔ اس لئے خدا کی خالقیت پر ایمان لانے کے بعد وہ احکام وہدایات فکر سے نکل گئے۔ اور اب اونکو بے ضرورت فکر کرنا نہین رہا اس لئے اس فکر سے اونکو بجز درس طلبا کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہے اس فکر سے اونکا رخ نہ ماہیت الاشیا کی طرف نہ حقیقت الاشیا کی طرف نہ خدا کی طرف ہوتا ہے بلکہ حق الیقین کی طرف ہوتا ہے یا اپنی طبع آزمائیون کی طرف۔ اسی لئے اونکی بے جذبہ فکر کارگر بھی نہین ہوتی۔

بعض کی رفتار عقلی ہوگی۔ کہ اس درخت کی ماہیت کیا ہے؟ یہہ تو اجزائے ارضی کی ایک صورت ہے مگر اجزائے ارضی ہی نہین بس مین اجزائے ارضی بھی ہین۔ رطوبت مائی بھی ہے۔ حرارت ارضی بھی ہے۔ حرارت شمسی بھی ہے اور قوت نمو بھی ہے۔ اور ان سب کی کیفیت ترکیبی بھی ہے۔ علاوہ اوس نطفہ کے

Marfat.com

جو رحم زمین مین ڈالا گیا۔ پھر ہر ایک کی لامعلوم ماہیت غیر نمایان اثر اور غیر محسوس قوت کیونکر منضم ہوئی۔ اگر انکی تاثیرین منتزع صورت مین علیحدہ علیحدہ کام مین لائی جائین تو کیا کیا نتایج پیدا کر سکتی ہین۔ اور ایجادات واختراعات مین کیا کیا اضافہ ہو سکتا ہے۔ یہہ ہر شے کی ماہیت کی تلاش اور اونکی کیفیتون کے اودھیڑبن مین لگا رہتا ہے اور نعمتین حاصل کرتا ہے۔ جیسے کیمیا کے شلاشی کو کیمیا تو ملتی نہین ہان بہتیرے کشتے اور نادر نسخے امراض مہلکہ کے مل جاتے ہین جس سے وہ ابنائے جنس کی خدمتون کا ثواب عظیم حاصل کر لیتا ہے۔

اور بعض کی رفتار قلبی ہو گی۔ کہ یہہ درخت حقیقت مین ہے کیا۔ اسکے پتے شاخ پھول پھل اوسی وقت تک ہرے بھرے ہین جب تک اس درخت کا وجود یون قایم ہے۔ پھر اسکا وجود کیا ہے؟ وجود کا یہہ رنگ اصلی ہے یا عارضی۔ کچھ ہی ہو۔ مگر یہہ نہ تھا اور اب ہے تو کیون ہے اور کہان سے یہہ وجود لایا۔ترو تازگی اسکی جان ہے تو یہہ آئی کہان سے۔ کرشمے در کرشمے دکھا دیتے ہین۔ مگر جسکے یہہ سارے کرشمے ہین وہ دکھائی نہین دیتا تو اوسکے وجود مین ڈوبو۔ شاید موجد نظر آ ے۔ اسکی جان مین ڈوبو شاید جان جان دکھائی دے جسطرح وہ ماہیت کی تلاش مین تھا۔ یہہ حقیقت کی تلاش مین ہے۔ وہ فلسفہ کی راہ چلا۔ اور یہہ مذہب کی۔ وہ جسمیات سے نکل کر ملکوت مین پھر رہا تھا۔ اور یہہ ملکوت سے نکل کر عالم ارواح یعنی جبروت مین پرواز کنان ہوتا ہے اور آخر اوس کیمیا کو پا کر دنیا کے سارے خزانون سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ گرچہ لاکھ خزانے جمع بھی کرے یون رفتار قایم رکھنے سے وہ ظہور کے عروج و نزول کے آسمانون کو طے کرتا ہوا صاحب وجود کو پا لیتا ہے جسکی جیسی طلب اوس کی ویسی رفتار اور اوسکی ویسی یافت ہو گی۔ فکر مین کیا کیا کیفیات ہوتے ہین اسکو مین بیان کرتا۔ مگر چونکہ رہرو راہ کے کیفیات دیکھے گا ہی۔ اس لئے قرآن مجید کی یہہ روش ہی نہین کہ کسی کیفیت کو بیان کرے اور جذبات الہی کے کسی جذبہ کو بتا کر انسان سے کمزور مخلوق اور خواہشون کے پتلے کو طلب خداوندی سے پھرا کر کیفیات و جذبات

انوار و تجلیات۔ مکالمات و مکاشفات کا طالب بنا کر اوسکی راہ کہوٹی کرنے مین کیون اوس کے
خلاف کرون۔ تاہم جو کچھ کیفیات کے متعلق لیطمئن قلبی کے اصول پر لنثبت بہ فوادک کے
اصول پر قرآن مجید مین بیان کیا گیا ہے۔ مین فکر فی الانفس مین بیان کرونگا انشاء اللہ تعالےٰ
جب انسان فکر فی الآفاق مین مشغول ہوتا ہے۔ تو جو اثرات ہونے لازمی ہین۔ وہ ہوتے ہی ہین ذرا
فکر کر کے دیکہو کہ کسطرح ما یتفکر فیہ کے اجزا بجزی ہو ہو کر غائب ہونے لگتے ہین۔ اور وہ اک بحر بے
پایان مین ڈوب جاتا ہے جسکی انعکاسی روشنی سے آنکہین خیرہ ہوتی ہین۔ مگر وارہ رسے خدا جو اوس غنی نما
حال مین بہی چہوڑ نہین دیتا بلکہ یہدی اللہ لنورہٖ من یشاء زیادہ کچھ لکھنا فضول ہے چکھنے کی چیز
کو چکھو۔ دیکہنے کی چیز کو دیکہو۔ ڈہونڈہوگے پاؤگے چلوگے پہونچوگے۔
مگر افسوس صد افسوس ان کثیرا من الناس عن اٰیٰتنا لغٰفلون اکثر لوگ ہماری نشانیون سے غافل
ہین (یونس ع ۹) یریکم اٰیٰتہ فای اٰیٰت اللہ تنکرون خدا تمہین اپنی نشانیان دکہاتا ہے تو اوسکی
کن کن نشانیونکا تم انکار کروگے (مومن ع ۹) لیکن لوگون نے انکار بہی کیا اور جھٹلایا بہی۔
کفروا باٰیٰتنا۔ کذبوا باٰیٰت ربہم (بنی اسرائیل ع ۱۱ + انفال ع ۶) بلکہ وہ خدا کی نشانیون مین لحاد بہی کرنے لگے
ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا مگر وہ خدا سے چہپے ہوئے نہین ہین (حم السجدہ ع ۵)
لوگو ان احکام و ہدایت کو سوچو سمجھو اور اپنے معاملات خداوند عالم کے ساتہہ صدق و اخلاص
درست کرو کہ بے صدق و اخلاص کے کوئی عبادت بہی عبادت نہین الا للہ الدین الخالص
علاوہ ان سب کے جو مین بیان کرچکا قرآن مجید کی بہتیری آیتین بہی فکر کے لئے عنایت ہوئی ہین جن سے
فکر کی قسمین معلوم ہوتی ہین۔ مثلاً ع ۱ فکر تسبیحی۔ سبحٰن اللہ ع ۲ فکر تحمیدی۔ الحمد للہ ع ۳ فکر
تکبیری۔ اللہ اکبر ع ۴ فکر تہلیلی لا الٰہ الا اللہ ع ۵ فکر تنزیہی۔ لیس کمثلہ شیء ع ۶ فکر تقدیسی
سبحان الملک القدوس ع ۷ فکر نوری اللہ نور السمٰوٰت والارض ع ۸ فکر افعالی۔ یفعل اللہ ما یشاء ع ۹ فکر ولایتی

Marfat.com

وهو الولی الحمید ۱۰ فکر فنا و بقا۔ ما عندکم ینفد وما عند الله باق ۱۱ فکر ملکوتی۔ اللهم لك الملك ۱۲ فکر جبروتی۔ قل الروح من امر ربی ۱۳ فکر ربوبیت۔ الحمد لله رب العلمین ۱۴ فکر کبریائی۔ وله الکبریاء فی السمٰوات والارض ۱۵ فکر فعالی۔ فعال لما یرید ۱۶ فکر قدرت واللہ علی کل شئ قدیر ۱۷ فکر معیت وهو معکم اینما کنتم ۱۸ فکر احاطت۔ والله بکل شئ محیط ۱۹ فکر اقربیت۔ نحن اقرب الیه من حبل الورید ۲۰ فکر لاهوتی۔ وهو الله فی السمٰوات وفی الارض ۲۱ فکر قرآنی۔ یتلونه حق تلاوته یعنی ما بالله من الله الی الله ۰ نشاید ترا جز بتو یافتن ۰ عنان باید از هر دو ره تافتن

جسطرح ذکر قلب سے کیا جاتا ہے فکر حواس سے کی جاتی ہے۔ سلطان الذکر یہہ ہے کہ ہر ایک مو بلکہ اپنا وجود تک ذاکر ہو جائے اوسی طرح سلطان الفکر یہہ ہے کہ دوام حضور اور دوام شہود حاصل ہو جائے۔ مینے پاس انفاس کو بیان کیا ہے تو کسی قدر پاس حواس کو بھی بیان کر دینا چاہتا ہون۔

پاس حواس

پاس انفاس کو خدا نے بیان فرمایا کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت خدا کا ذکر کیا کرو یہان تک کہ سوتے جاگتے جنکی آیتین بیان ہوئین۔ جسکے معنی ہی یہہ ہین کہ کوئی سانس ذکر خدا سے خالی نہ جائے تو یہہ ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے خدا نے ہدایتین دین۔ اور پاس حواس استیلائے فکر ہے جو فکر کی آیتون کی تعمیل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور آپ حاصل ہوتا ہے ذلک فضل الله یوتیه من یشاء تو یہہ خدا کا فضل ہے جسے وہ عنایت کرے وہ عنایت کرتا ہے اوسی کو جسے فکر کا شعور آجائے اور جب کے طلب کی رفتار لنگڑی نہو ئی ہو اس لئے اسکے فرمان کی ضرورت نہ تھی۔

جسطرح پاس انفاس ہے کہ کوئی سانس ذکر خدا سے غافل نہو۔ اوسی طرح پاس حواس ہے کہ کوئی حواس فکر خدا سے غافل نہو۔ دنیا مین جو سب کرتے ہین وہ تم کرو مگر خدا کے ہو کر۔ سارا کچھ دیکھو مگر فکر کی آنکھ سے سب کچھ سنو مگر فکر کے کان سے سب کچھ چکھو مگر اوسی کی محبت کا ذائقہ لیکر جو کچھ سونگھو تو اوسی کے

Marfat.com

گوچہ وگلزار کی بو۔ جو کچھ محسوس کرو تو اوسکے ہر کیف مین بے کیفی ہی کا رنگ۔ ہوش مین رہو تو اوس کے
ہو کر بیہوش رہو تو اوس مین گم ہو کر غرض زندگی اوسکی ہو۔ موت اوسکی ہو یہی پاس حواس ہے جو اشارۂ لفظ
سے ثابت ہے یعنی۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین۔
یہہ نہ سمجھو کہ یہہ رہبانیت کی راہ ہے۔ رہبانیت سے پاس حواس نہین حاصل ہوتا کسی حواس کو معطل کرنا
پاس حواس نہین۔ اولٹی راہ ہے بلکہ حواس سے آدابِ خداوندی اور فکر کے ساتھہ کام لینا جن کاموں کے
لئے وہ ملے ہین پاس حواس ہے۔ جنگل مین کیا رکھا ہے جنگل سے زیادہ گھنا اور آزمایش کے لایق تو
آبادی کا جنگل ہے۔ حواس کے آلات استعمال کرنے اور عاقبت کی کھیتی کے لئے زمین تو یہی آبادی
کی ہے۔
تم کہو نہ کہو مگر تمھارا یہہ خیال ضرور ہوگا کہ یہہ باتین ایسی صعب ہین کہ ہونے کی نہین۔ یہہ محض فلسفیانہ تخیل
ہے اور ناممکن العمل تخیلات لطف آمیز الفاظ ہین۔ اور ناشدنی توہمات۔ اے عزیزو ایسا نہین ہے
پاس حواس مشکل بھی ہے ناممکن بھی ہے اور ساتھہ اوسکے آسان بھی ہے اور آسان تر بھی ہے۔ دور یا نزدیک فتین
ہین مگر خدا کی عنایتون سے اگر کامیاب ہو جائین تو پاس حواس کا قلعہ بے لڑے جھگڑے تمہارے
ہاتھہ مین ہوگا۔ ایک تو پاس انفاس کا صحیح اوترنا دوسرے محبت الٰہی کا اس درجہ پیدا ہونا کہ تم پر غالب
ہو تو تم سے مغلوب بھی نہو۔ پاس انفاس کو بھی ہمنے بیان کیا ہے اور طلب کے بیان مین کسی قدر محبت
کو بھی۔ بس انہین دونون نعمتون کے حصول سے پاس حواس حاصل ہوتا ہے جسکی ابتدا فنا اور جسکی انتہا
بقا ہے۔ جب بقا کا رنگ عروج کی تمیز کے ساتھہ تمیز ہوتا ہے تو تنزلات وجود کے مراتب منکشف
ہوتے ہین اور عبودیت کا نور چمک اوٹھتا ہے فرق مراتب تب اپنی حقیقی حالت مین جلوہ آرا ہوتا ہے
اوس وقت قرآن مجید عین طریقت اور عین حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ
محمد رسول اللّٰہ والقرآن کلام اللّٰہ۔

Marfat.com

مراقبہ

خدا نے فرمایا سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق ۔ عنقریب ہم اپنی نشانیاں اونہیں دکھائینگے آفاق میں بھی اور خود اون کے نفس میں بھی۔ یہاں تک کہ اونکو منکشف ہوگا کہ خدا ہی حق ہے ۔ (حم السجدہ ع۹) آیات فی الافاق کے مطالعہ کو میں بتا چکا کہ یہہ فکر ہے ۔ اور آیات فی الانفس کا مطالعہ مراقبہ ہے اسکا نتیجہ بھی خدا نے فرمادیا کہ انکشاف حق ہے ۔ مراقبہ کی ہدایت کے لئے کیا یہی ایک آیت جو صریح بلاتا دیل ہے کافی نہیں ۔

خدا نے فرمایا ۔ اولم یتفکروا فی انفسهم کیا لوگوں نے اپنے نفس میں فکر نہیں کی (روم ع۱) لوگ فکر فی الانفس کیونکر کر سکتے ہیں ۔ جب اسے بدعت سمجھتے ہیں کیونکہ اسکا نام مراقبہ رکھدیا گیا ہے اسکے سوا اختلافات و تعصبات مزاحم ۔ اسکے سوا رجعت کی آرزوئیں الگ تباہ کن ۔ خدا نے تو خود فرمایا وغرتکم الامانی تم کو ناجائز آرزوں نے دھوکے میں رکھا (حدید ع۲) دنیا اسی دھوکہ میں پڑی ۔

یہہ تو معلوم ہوا کہ اپنے نفس میں مراقبہ کرنا چاہیئے مگر یہہ معلوم نہوا کہ کیونکر ؟ تو ہم نے بیان کیا ہے کہ ذکر ہی کامل ہوکر فکر ہوجاتا ہے تو ذکر تو ہوتا ہے قلب سے اس لئے فکر بھی ہوگی تو قلب میں یہی تو مراقبہ ہے یعنی فکر الانفس ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید اس میں نصیحت ہے اونکے لئے جنکو دل ہے اور جو کان لگا کر سنے (ق ع۳) مراقبہ میں اوسکو دیکھو تو اوسکی سنو بھی یا نکہ اور کان دونوں طلب و انتظار میں لگے رہیں ۔

ذکر اسماء حسنے اور ذکر کلمہ طیبہ جیسا کہ بیان ہوا قلب سے کرنا ہے تو اون کا مراقبہ بھی ظاہر ہے کہ قلب ہی میں کرنا ہوگا ان کے سوا آیات متشابہات کا بھی جیسا کہ فکر کے بیان میں بیان ہوا ۔ لطائف کا بیان آگے آتا ہے ۔

Marfat.com

ذکر و فکر کی طرح مراقبہ بھی مختلف طرح اور مختلف کیفیات کا ہوتا ہے مثلاً۔

۱ مراقبہ قدرت - ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر اور ید اللہ فوق ایدیھم ۲ مراقبہ سمعیہ و بصریہ ان اللہ سمیع بصیر ۳ مراقبہ علم یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ۴ مراقبہ معیت - وھو معکم اینما کنتم ۵ مراقبہ قرب - نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ ۶ مراقبہ قدوسی سبحان الملک القدوس ۷ مراقبہ تحمید سے - للہ الحمد ۸ مراقبہ تہلیلی - لا الہ الا ھو ۹ مراقبہ تکبیری - اللہ اکبر ۱۰ مراقبہ کبریائی - ولہ الکبریاء فی السموات والارض ۱۱ مراقبہ نور سے - اللہ نور السموات والارض ۱۲ مراقبہ فنا و بقا - کل شئ ھالک الا وجھہ ۱۳ مراقبہ استویٰ - الرحمن علی العرش استویٰ ۱۴ مراقبہ روحی - ونفخت فیہ من روحی ۱۵ مراقبہ قیومیت - اٰیۃ الکرسی ۱۶ مراقبہ احدیت سورۂ اخلاص ۱۷ مراقبہ وجودی - وھو اللہ فی السموات وفی الارض ۱۸ مراقبہ شہود سے - شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو ۱۹ مراقبہ نفی کیفی - لیس کمثلہ شئ ۲۰ مراقبہ احاطہ - واللہ بکل شئ محیط ۲۱ مراقبہ تکلم - قرآن مجید سے یعنی جو لطیفہ قرآن مین آپ سے منکشف ہوتا ہے

اگر مراقبہ اسم ذات ہی کرو جب بھی یہی صفات منکشف ہوتے ہین۔

ان آیتون کے معنی کہہ جاؤ اور سمجھ لو کہ یہہ سمجھ مین بھی آگئین تو یہہ صحیح نہین۔ یہہ ساری آیتین مراقبہ کے لئے تعلیم ہوئی ہین کیونکہ یہہ مراقبہ ہی مین منکشف ہوئی ہین۔ اور جب تک انکشاف نہو سمجھ مین نہین آنے کی مثلاً خدا ہر شئے کو محیط ہے اوسکی احاطت بغیر انکشاف سمجھ مین کس طرح آسکتی ہے یون بے سمجھے بوجھے سمجھ لیو تو اور بات ہے اسی ضرورت سے خدا نے فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت فرمائی جو باتین حواس باطنی سے دریافت ہون وہ حواس ظاہری سے دریافت نہین ہوسکتین کیونکہ تم کان سے دیکھ نہین سکتے نہ آنکھ سے سن سکتے ہو۔ جو جسکا کام ہے وہ کرے۔

لطائف

صوفیون کے ریاضات مین جو لطائف ہین پہلے مین اونکو بیان کرلون تو آگے بڑھون تاکہ یہہ واضح

ہو سکے کہ آیا یہ لطائف قرآن مجید سے لئے گئے ہین یا یہہ امام ربانی کا تفقہ یا اونکی یافت یا اونکا انکشاف ہے۔ ان لطائف کی نسبت کہان تک قرآن مجید سے معلوم ہوتی ہے۔

لطیفے چھ ہین۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی۔ نفس نقشبندیون کے یہان ان کے علاوہ دوائر بھی ہین۔ دائرہ خلال۔ دائرہ اولی۔ دائرہ ثانی۔ یہہ تین پیشانی کے دائرہ قرآن۔ دائرہ کعبہ۔ یہہ دو سر کے دوائر ہین۔ ان کے سوا اور دوائر بھی ہین۔ جو آپ سے آپ کھلتے جاتے ہین۔ یہان تک کہ ہر ذرہ لطیفہ ہوجاتا ہے اور اتنے لطائف ودوائر سے مقصود بھی یہی ہے کہ ہر شے لطیفہ ہوجائے۔ چونکہ ہر شئے مین آیات اللہ ہے اس لئے ہر شئے لطیفہ ہے۔ ان لطائف ودوائر کے انوار مختلف کیفیات مختلف اسرار مختلف اور فیضان مختلف ہین۔

اب مین ان لطائف کو قرآن مجید کے آگے پیش کرتا ہون۔

خدا نے فرمایا فی الارض آیٰت للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون یومنون کیلئے زمین مین اور خود تمہارے نفس مین آیات اللہ ہین۔ کیا تم دیکھتے نہین (الذٰریٰت ع۳) خدا کی ہدایت معلوم ہوئی کہ ہم نفس مین آیات اللہ کو دیکھین۔ مگر نفس مین دیکھنے کے معنی کیا ہین؟ اس نے متوجہ کیا کہ ہم قرآن مجید مین جستجو اور تفکر کرین کہ خدا نے نفس کو کس کس طرح بتایا ہے بس اسی طرح ہمکو تعمیل کرنی چاہئے۔ کسی ایک معنی کو کیون مخصوص کرلین کہ قرآن کی تعمیم کی تخصیص ہوجائے۔

ع۱ نفس کے ایک معنی قلب کے ہین۔ تعلم ما فی نفسی تو جانتا ہے جو میرے دل مین ہے (مائدہ ع۱۶) اس لئے قلب مین فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت ہوئی۔ یہہ لطیفہ قلب ہے۔

ع۲ نفس کے دوسرے معنی روح کے ہین۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا اللہ قبض کرلیتا ہے روح کو اونکے مرتے وقت (زمر ع۵) اس لئے روح مین فکر فی الانفس یعنی مراقبہ کی ہدایت ہوئی۔

ع۳ خدا نے فرمایا فاسرھا یوسف فی نفسہ تو چھپایا اوسکو یوسف نے اپنے دل مین (یوسف ع۹)

Marfat.com

یا یبصیحوا علی ما اسروا فی انفسهم نٰدمین - تو اوس وقت وہ پشیمان ہون گے اوس بدگمانی پر جو اپنے دلون مین چھپاتے تھے۔ (مائدہ ۵ ع۸) نفس مین انسان چھپاتا ہے اور نفس مین مراقبہ کی ہدایت ہے یعنی اپنے نفس کی چھپی باتون یعنی اسرار مین فکر کرو۔ نفس کے اسرار مین فکر کرنے کو اصطلاحاً لطیفہ سر کہا گیا۔ یہہ مراقبہ ایات اللہ مین نہین۔ بلکہ اسرار مین کیا جاتا ہے۔ مگر اسرار بھی تو آیات اللہ ہی ہین۔ اس کو چاہے اشارۃ النص کہو یا امام ربانی کا تفقہ یا انکشافات۔ یا تدبر فے القرآن۔

ع۴ و ۵ نفس کے معنی علم خداوندی کے بھی ہین لا اعلم ما فی نفسک مین نہین جانتا جو تیرے علم مین ہے (مائدہ ع۱۶) خفی اخفی مین داخل ہے۔ خفی کے معنی پوشیدہ۔ اور اخفی کے معنی پوشیدہ در پوشیدہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین تو کوئی نفس نہین جانتا جو آنکھون کی ٹھنڈک اونکے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے (السجدہ ع۲) مگر خدا جانتا ہے اس لئے نفس مین جو معنی علم خداوندی ہے۔ فکر کیا کرو تاکہ پوشیدہ انعام و اکرام کا جو تمہارے ہی لئے پوشیدہ ہے تمکو علم و انکشاف ہو۔ یہہ مراقبہ خفی و اخفی ہے۔

ع۶ نفس بمعنی نفس بھی ہے ونفس وما سوٰہا فالھمہا فجورہا وتقوٰہا قد افلح من زکٰہا۔ قسم ہے نفس کی اور اوسکی جس نے اوسکو ٹھیک بنایا پھر اوسکو فجور و تقوے کا الہام کیا۔ بے شک اوس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس) یہہ مراقبہ لطیفہ نفس ہے۔

چہوٹن لطیفے ہوے۔ رہے دوائر تو یہہ مکاشفات امام ربانی ہین یا فقہاے ربانی کا تفقہ۔ لطائف مین زیادہ ڈوبنے سے جو کیفیات ظاہر ہوتے ہین اون کے لئے الگ دائرہ قایم کردیا تاکہ لطائف کے انوار و تجلیات کے سبب اون کیفیات تک پہونچنے مین جو دقت ہوتی ہے وہ نہ رہے اور طالب کے لئے سہولت کا موجب ہو۔ یہہ دوائر قطعی نہین جنکا منکر کافر سمجھا جاے مگر تجربتہً ان کے نتیجہ خیز ہونے مین کلام نہین رہا۔ ان کے مقامات کا قایم کرنا تو وہ مبنی بر مکاشفات ہے۔

Marfat.com

اسی لئے سوائے لطیفہ قلب کے اور سارے لطائف ودوائر کے مقامات مین اختلافات ہین
اختلافات چونکہ مجاز صورتون مین ہین اس لئے مین کسی کا منکر نہین سب کو راہ حق اور راہ صواب
جانتا ہون۔ کیونکہ اسلام ازلی ہے اس لئے یہہ لطائف ستہ بھی ازلی ہین جو یہودیون اور ہندوؤن مین
بھی پائے جاتے ہین گرچہ یہہ بھی کفر وشرک کی آمیزش سے نہ بچے۔ ہندو لطیفہ کو کنول بولتے
ہین۔ لطائف ستہ مین اختلاف نہین۔ مگر ان کے مقامات مین اختلاف ہین۔ مقامات لطائف
ودوائر جب قطعی نہین تو ان کے مقامات کے بیان سے مین احتراز کرتا ہون۔ اور مرشدون کے
حوالہ کرتا ہون۔

مگر لطیفہ قلب کا مقام قطعی ہے اس مین نہ مسلمانون مین اختلاف ہے نہ ہندوؤن مین نہ یہودیون
مین۔ قلب روحانی کو قرآن مجید کی آیتون سے مینے بیان کیا ہے اور اوسکے مقام کو بھی یعنی قلب
اک نور روحانی ہے جسکا مقام یہی قلب جسمانی ہے۔ ظرف مظروف کی جگہ بولا گیا یہی قلب نورانی
بیمار ہوتا صحت یاب ہوتا۔ دیکھتا۔ سنتا۔ نصیحت حاصل کرتا اور ذاکر ہوتا ہے۔ اسی مین فکر کرنا لطیفہ
قلب کا مراقبہ ہے فکرفی الانفس۔

یہہ لطیفہ قلب اور اسکا مقام اور اوس مین طریقہ فکر قطعی ہے جس مین کہین اختلاف نہین۔ بعض طریقہ
مین صرف یہی اک لطیفہ ہے اور یہی معدن سارے لطائف کا۔ اور یہی مخزن سارے مراتب کا ہے
اسی ایک لطیفہ کا ریاض یکبارہ موصل الی المطلوب ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک لطیفہ جونکہ
مستند بہ سند قرآن اور اشارۃ النص سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر ایک لطیفہ موصل الی المقصود
ہے اپنی مناسبت کے سبب جو جس لطیفے سے فائز المرام ہو۔ ہر ایک لطیفہ کا رنگ جدا کیفیات
جدا اور ہر کے جذبات جدا ہین۔ مقام مین اختلافات ہین۔ مگر نام ومقام مقصود اصلی نہین۔ مراقبہ ہونا
چاہئے۔ قلب مین روح مین۔ سر از نفس مین یعنی خفی واخفی مین۔ اور نفس مین جیا ہے ان سب کا

مقام قلب ہی مین سمجھو یا الگ الگ مختلف مقامات مین۔ نفس قلب روح اور اون کے اسرار سب گویا ایک ہی ہین۔ اس مین شک نہین کہ مختلف مقامات قرار دینے سے سہولت مزید ہوتی ہے اور مختلف کیفیات ذرا جلد اور بآسانی ممیز ہو جاتے ہین۔ صراط مستقیم ایک ہی ہے مگر منزل قرار دیدینے سے مسافرون کو سہولت ہو جاتی ہے۔ دوسرے مختلف مقام بدلنے سے غرض صرف اس قدر ہے کہ ہر جگہ اور ہر ذرہ لطیفہ ہو جائے اور اوسکا شعور پیدا ہو۔ کیونکہ ہر ذرہ ایۃ من آیات اللہ ہے اس لئے ہر ذرہ اک لطیفہ ہے جس پر فکر کرو اوسی عالم بے کیفی اور تنزیہی مین پہونچ گے کر کے دیکھ لو یہہ داخل بدیہیات ہے۔

جب انشراح صدر ہوتا ہے (انشراح صدر کو مین علیحدہ سرخی مین اسکے بعد بیان کرونگا) تو مقامات لطائف۔ اور دوائر اور مقامات و دوائر منکشف ہوتے ہین یہہ الہام اولیاء اللہ ہین۔ جو قرآن مجید کے نہ مخالف ہین نہ حدود اللہ کو کم و بیش کرنے والے۔ طالب تقرباً اسلئے اللہ ان پر ریاضات کرتا اور رفتار فکر کو حکم خدا سمجھ کر تیز کرتا ہوا چلتا ہے اور چلا ہی جاتا ہے۔

اے دوستو ہر دوری قرب ہے اور ہر قرب دوری ہے اور نہ دوری ہے نہ قرب ہی۔ پھر بتاؤ طالب کیا کرے اس راہ غیر محدود مین جانباز چلے ہی جاتے ہین۔ چھ منزلین طے ہوئین پھر بھی روز اول۔ وہ طلب و تلاش کے دائرہ مین چکر نہ کھائے تو کیا کرے۔ جب وہ یہہ دیکھتا ہے۔ کہ ساری کائنات اسی طلب و تلاش مین چکر کھا رہی ہے۔ اور ایک طرف کو روان ہے۔ زمین ہے اپنی سب چیزون کے چکر کھاتی ہوئی اور آفتاب بھی اپنے محور مین چکر کھاتا ہوا ایک طرف روان دوان ہے۔ یہہ کس مرجع کی طرف۔ پھر دوائر کو مین کیا بیان کرون۔ میدان طلب مین قدم ڈالو تو تمہین ناگزیر ریگ ڈنڈیون پر بھی چلنا ہوگا۔ پہاڑ بھی چڑھنا ہوگا۔ سمندر بھی طے کرنا ہوگا پھر گرداب کے بھنور سے بھی مقابلے پیش آئینگے۔ اور جو ہونے ہین وہ ہو کر رہینگے تو کیا ضرور کہ مین دوائر اور اون

کیفیاتؔ کو بیان کرون۔ مرشدون نے جو دوائر کی ہدایت کی یہہ من کان یرید حرث الاٰخرۃ نزدلہ فی حرثہ
مین داخل ہے اور من یشفع شفاعۃ حسنۃ مین داخل ہے اس لئے احاطہ قرآنی سے باہر نہین۔

انشراح صدر

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ ط فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ا ولئک فی ضلل مبین ۵
کیا خدا نے اسلام کے لئے جکا انشراح صدر کیا ہو وہ اوسکے برابر ہے جو ایسا نہین ہے۔ وہ تو خدا
کی روشنی پر چلتا ہے جو اوسے خدا کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ تو افسوس ہے اون پر جن کے
دل ذکر خدا کی طرف سے سخت ہین۔ یہی لوگ تو صریح گمراہی مین ہین۔ (زمر ع۳) اس آیت سے
اتنی باتین معلوم ہوئین۔

ع۱ انشراح صدر بھی اک چیز ہے اور سمجھنے کی چیز ہے۔ کس کیفیت کو خدا نے انشراح صدر فرمایا۔

ع۲ فھو علیٰ نور من ربہ وہ خدا کی روشنی پر چلتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشراح صدر مین خدا
کی طرف سے انوار و تجلیات عنایت ہوتے ہین۔ تو اوس کو دیکھو تو پاؤ۔ نہ یہہ کہ مراد کی معنی سمجھے اور
آیت کی قطعیت ہی کو کہودو۔ یا سارا کچھ استعارہ و تشبیہات کے حوالہ کردو۔

ع۳ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ۔ تو افسوس ہے اون پر جن کے دل ذکر خدا کی طرف سے
سخت ہین اس سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر نہ کرنے والون پر افسوس ہے۔ دوسرے ذکر نہ کرنے والا
قساوت قلبی کا مریض ہے۔ تیسرے ذکر قلبی ہی سے انشراح صدر ہوتا ہے۔

ع۴ جن کے دل ذکر خدا سے غافل ہین وہ گمراہ ہین۔

واقعی انشراح صدر ایسی مہتم بالشان چیز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے
بھی خداوند عالم سے اس کی آرزو کی رب اشرح لی صدری۔ اے خدا میرا انشراح صدر فرما
تو یہہ سمجھنے کی چیز ہے کہ انشراح صدر کے معنی کیا ہین۔ اگر انشراح صدر کے معنی انبساط خاطر

کے ہین۔ تو دنیا مین ہر کوئی کبھی خوش دل اور کبھی غمگین ہوتا ہے۔ پہلے سے پہلے حال والا اور برے سے برے حال والا رنج وخوشی کا بحیثیات مختلف مساوی حصہ دار ہے گرچہ ان الانسان لکفود ہمبین یہہ فطرتی ناشکر اور دوسرون کی خوشی کو اوسی درجہ زیادہ سمجھتا ہے۔ جتنا اپنے رنج کو سمجھ کا پیسر ہے ورنہ عجیب عادلانہ تقسیم ہے۔ غرض جب ہر کوئی جھونپڑے کا رہنے والا ہو۔ یا جیل کا قیدی خوشی ہو ہی لیتا ہے تو انشراح صدر کی خصوصیت کیاہی۔ اگر انشراح صدر کے کوئی معنی لو گروہ جو بالعموم لوگون کو ہوتے ہین۔ تو یہہ نہ تو دعا مانگنے کی کوئی چیز ہوئی اور نہ اس سے فھو علی نور من ربہ حاصل ہوگا

ہینے بیان کیا ہے کہ دیکھتا ہے قلب مگر کب انشراح صدر کے بعد۔ خدا نے فرمایا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ابراہیم کو ہم ملکوت آسمان وزمین دکھا سینگے (انعام ع۹) تو ملکوت آن آنکھون سے دیکھنے کی چیز نہین۔ اور خدا نے آنکھ سے دکھایا۔ اور کذلک نری ابراھیم فرمایا تو ضرور قلب کی آنکھ سے دیکھنے کو فرمایا۔ اور ضرور یہہ آیت مراقبہ کے متعلق ہے کہ مراقبہ مین آدمی دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس طرح کہ گویا ان آنکھون سے دیکھ رہا ہے اس دیکھنے مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجلی ربانی بصورت ستارہ دیکھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر تجلی روشنی کی صورت مین دیکھی تھی۔ پھر وہ اور پیاسے ہوے تو تجلی ربانی بصورت ماہتاب دیکھی۔ پیاس نہ بجھی پھر بصورت آفتاب دیکھی اور ہر تجلی کو دیکھ کر تعجبانہ فرمایا ھذا ربی کیا یہہ میرا خدا ہے۔ یعنی خدا کی تجلی خدا کی تجلی ہے۔ خدا نہین ہے۔ پھر نشانی سے مشار الیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا ہم تے اپنے مواجہہ کو خدا کی طرف پھیرا یکسو ہو کر جس نے آسمان و زمین بنائی (انعام ع۹) یہی فطرتی رستہ ہے۔ رہرو کے ساتھہ یہی معاملے پیش آتے ہین اس راہ کا سچا آرزو اون کی یقینی شہادت دے گا۔ دوسرے اس قصہ مین یہہ تعلیم بھی مقصود ہے کہ انشراح صدر

Marfat.com

کے بعد تمھین نت نئی تجلیان نظر آئین گی۔ مگر تم بڑھتے جانا۔ راہ کھوٹی نہ کرنا اور تجلی کو اک پردہ ہی سمجھنا

انشراح صدر مین جس طرح لطیفہ قلب کھلتا ہے اور لطائف بھی کھلتے ہین۔ خدا نے فرمایا ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر آئے اور اون سے اون کے خدا نے کلام کیا تو اونھون نے عرض کیا اے خدا تو ہمین اپنے کو دکھا کہ ہم دیکھین خدا نے فرمایا کہ تم نہین دیکھ سکتے (اعراف ۱۷) یہہ واقعہ بھی مراقبہ کا ہے جو ہر رہرو کو پیش آتا ہے۔ لطیفہ سر مین جب آدمی پہونچتا ہے تو دل خدا سے باتین کرتا ہے اور اسی طرح کے سو سوال کیا کرتا اور سو جواب سنا کرتا ہے۔ کچھ قصداً نہین بلکہ ایسا ہوتا ہی ہے یہہ پوری مطابقت کیون دل کو یہہ یقین نہ دلائے کہ میقات لطیفہ سر کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلہ و اعتکاف مین مراقب تھے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلہ یہہ چالیس دن کا ریاض سند ہے چلہ کی تو اس چلہ مین آپ مراقب تھے کہ یہہ مکالمہ ہوتا رہا اور اون کو انشراح صدر جو مانگی مراد تھی وہ ملی۔ تجلی بھی بمقدار ظرف ہوا کرتی ہے۔ آخر تھے پیغمبر خدا نے ایسی تجلی کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شایان تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاسکے بیہوش ہوگئے۔ کوہ طور وہ پہاڑ نہ تھا۔ خدا کی تجلی سے پہاڑ کا پاش پاش ہونا کیا ایسا ہوتا تو کوہ صفا نے کیا قصور کیا تھا یہی قلب اگر اوس پر خدائی تجلی ہو تو کوہ طور ہے ورنہ نرا پتھر ہے۔ بلکہ اوس سے بھی سخت تر تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون ہم مثال دے دے کر لوگون کو سمجھاتے ہین تاکہ لوگ فکر کرین (حشر ۳)۔

اسی انشراح صدر کی تجلی کو خدا نے فرمایا فھو علی نور من ربہ (زمر ۳) اسی کو دوسرے لفظون مین فرمایا یھدی اللہ لنورہ من یشاء (النور ۵) انشراح صدر کے بعد یہہ آیتین صریح منکشف ہوتی ہین ورنہ لفظ نور کا سب کے سمجھا ہوا ترجمہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہہ سمجھ مین نہین آتا یہہ

Marfat.com

مجبور کرتا ہے تاویل اور مرادی معنون کی طرف کیونکہ نور آفتاب تو دیکھہ کر سمجھہ مین آتا ہے یہہ نور الہی سمجھہ مین کیونکر آئے۔

ہان تو انشراح صدر یہہ ہے کہ ذکر و فکر و مراقبہ اور فیضان سے جب خدا کی رضا ہوتی ہے۔ قلب نورانی ایسا منبسط ہوتا ہے کہ انوار و تجلیات سے سارا سینہ لبریز ہو جاتا ہے اسی کو اصطلاح صوفیہ مین لطیفہ کا کھلنا کہا جاتا ہے۔ یہہ کشود کا اول زینہ ہے جب نور فیضان سے سارا جسم ڈھپ جاتا اور سارا جسم منور ہو جاتا ہے تو اوسے ایک وجود نورانی عطا ہوتا ہے جسکو وہ خود بھی دیکھتا ہے۔ اس مقام مین استقامت ہونے سے وہ مستحق خلافت سمجھا جاتا اور رشد الی اللہ کی طرف مامور کیا جاتا ہے۔ آجکل کی تقسیم خلافت نہین کہ اولاد خاندان کا نام روشن کریگی اور خانقاہ کی عزت برقرار رکھیگی۔

جب انشراح صدر ہوتا ہے تو قلب نورانی ایسا منبسط ہوتا ہے جس مین دنیا و مافیہا کی ہستی ایک نقطہ کی بھی نہین رہتی اور جسکی تجلی کے سامنے ستارے ماہتاب اور آفتاب سب کی تجلیان ماند پڑجاتی ہین۔ ہر چند طرح طرح کی تجلیان جگا چوند مین ڈالکر بازر کھنے کو کافی ہوتی ہین مگر سچا طالب لا احب الآفلین کا نعرہ مارتا ہوا اور ماسوے اللہ کی بت شکنی کرتا ہوا قدم بڑہائے جاتا ہے تاکہ بامراد ہو۔

اسی انشراح صدر کو خداوند تعالے و تبارک نے اپنے کلام پاک کی مفصلۂ ذیل آیتون مین فرمادیا ہے تاکہ سچا طالب وہم و حقیقت مین فرق کر سکے اور اپنی یافت کی تصدیق پاکر اپنی قوت طلب مین تیز رفتار ہو۔

اَوَ مَن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منہا

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا ہم نے اوسکو زندہ کیا اور اوس کو ایک نور عطا کیا جس کے ساتھہ وہ لوگون مین چلتا ہے کیا اوس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکی مین پڑا ہو جس سے نکل نہین سکتا (انعام ع ۲) خدا جب روحانی زندگی عطا کرتا ہے تو اوسکو اک نور عطا کرتا ہے جس کے ساتھہ وہ لوگون مین چلتا پھرتا ہے

Marfat.com

کیا ضرور ہے کہ نور سے کوئی اسلام مراد لے کوئی ایمان مراد لے۔ یہہ اپنی سی کہے وہ اپنی سی کہے۔ مراد ہی کیون لے۔ نور کو نور ہی کیون نہ سمجھے کہ یہہ قطعی ہے اور مراد لیا ہوا غیر قطعی۔ اس مین نہ سمجھنے کی بات کیا ہے۔ ذکر و فکر کی مداومت پر جب استقامت ہوتی ہے تو وہ نور جو انشراح صدر مین منکشف ہوتا ہے وہ مستقیم ہو جاتا ہے۔ چلتے پھرتے جیسے ذکر دم کے ساتھہ لگا ہوا ہے۔ اور فکر دھیان کے ساتھہ جٹی ہوتی ہے ویسا ہی وہ نور کسی حال مین کہیں نہین جاتا۔ بلکہ معین و رہنما ہوتا ہے۔ اوس کے لئے ظلمت نہین رہتی۔

اسی انشراح صدر کو خداوند عالم نے سورہ نور مین کتنا صاف فرما دیا ہے۔ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبٰرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ و لا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٓ ولو لم تمسسہ نار ط نور علیٰ نور ط یہدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس ط واللہ بکل شیٔ علیم ۙ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہا القلوب والابصار لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلہ ط واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۝

اس رکوع کا سلسلہ کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ اگر مین اسکا ترجمہ آخر سے کہون تو زیادہ واضح ہو جاتا ہے اوس کے بعد پھر جب اول سے پڑہو تو سمجھ مین صاف آ جائیگا تاویل و قیاسات کی ضرورت ہو گی۔

ترجمہ جن لوگون کو کاروبار بیع و تجارت خدا کی یاد اور ادائے نماز و زکواۃ سے غافل نہین کرتے جو اوس دن سے ڈرتے رہتے ہین جیدن کہ دل اور آنکھین اولٹ جائیگی۔ تاکہ خدا انکو اون کے اعمال کا بہتر ین اجر دے اور اپنے فضل سے اوس سے بھی زیادہ دے کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے بے حساب دیدیتا ہے۔ ایسے لوگ اوس گھر مین خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہین جس گھر مین خدا نے

Marfat.com

حکم دیا ہے کہ خدا کے نام کا ذکر کیا جائے اور اوس کا نام بلند کیا جائے (وہ گھر دل کے سوا اور کون ہے جس مین خدا کے نام کا ذکر کرنا ماموربہ ہے) اوس گھر مین ایک شمع شیشہ کی قندیل مین دہری ہوئی طاق پر رکہی ہے۔ وہ شیشہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ زیتون کے شجر مبارک کے روغن سے وہ روشن کیا جاتا ہے (روغن زیتون ہی ہے جس مین روغنیت اور غذائیت دونون ہے) وہان نہ مشرق ہے نہ مغرب قریب۔ ہے کہ اوس کا تیل جل اوٹھے (ایسی تیز روشنی ہوتی ہے گویا شیشہ اور تیل بہی روشن دکھائی دیتا ہے۔ جیسے لیمپ کے بھبھکا دہٹنے کی حالت مین) گرچہ اوسے آگ نے چہوا نہین مگر نور علےٰ نور ہے۔ ہر کوئی اوسے نہین دیکھتا مگر اللہ جسے دکھا دے اور جسے اوس نور کی طرف ہدایت کرے۔ خدا تو لوگون کو مثال دے دے کر بتاتا ہے کیونکہ اللہ ہی ہرشئے کا کماحقہ دانائے حال ہے۔ یہہ مثال ہے خدا کے نور کی اور اللہ آسمان و زمین کا نور ہے۔ (النور ع۵) صاف کشود و انشراح کی پہلی کیفیت کا یہہ آیتین آئینہ ہین۔ کشود و انشراح مین بعینہ یہی حال منکشف ہوتا ہے۔ تفسیرون مین اختلاف علما کوئی قطعی اور تسکین بخش مطلب اُن آیتون کا نہ کہول سکا مرادی اور تاویلی معنون سے سارا کوہ چیستان بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ اتنے قصون کی ضرورت نہ تھی خدا کا مطلب صاف اور واضح ہے جسکو انشراح صدر ہوا ہے وہ فوراً بلا تاویل اسکی تصدیق کرے گا اور اپنے حال کی صحت کہ یہہ تو بعینہ اوسی حال کا نقشہ ہے جو انشراح اول کے وقت ظہور مین آتا ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور جسکو خدا ہی نے نور نہین دیا اوس کو کہین نور نہین (النور ع۵) جسے انشراح صدر ہوا وہ ولی ہے اللہ اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجہم من الظلمٰت الی النور اون ایمان والون کا اللہ دوست ہے جن کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے (بقرہ ع۳۴) یہدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راہ دکہاتا ہے (نور ع۵) یہہ عطیہ رب ہے وہ جسکو عنایت کرے۔

Marfat.com

غرض مجاہدات و معاملات خداوند عالم نے قرآن مجید مین بیان فرمادیے ہین مینے بھی اوسی کو بیان کیا ہے۔ مکاشفات ہمارے خدا نے بیان نہ فرمایا۔ مینے بھی بیان نہین کیا۔ اس مین جو فوائد حقہ اوس نے ملحوظ رکھے تھے اونہین مینے بھی ملحوظ رکھا۔ ہان انکشاف جو انشراح اول کے وقت عطا ہوتا ہے۔ اوسے صحت رفتار اور شکر خداوندی کی غرض سے ان آیتون مین کسی قدر خدا نے بیان کر دیا ہے اوسے مینے بھی بیان کر دیا۔

علم معاملات۔ مجاہدہ اور عمل کرنے کی چیز ہے۔ اور مکاشفات خدا کے دینے کی۔ فکشفنا عنک غطاءک ہم نے تمھارا پردہ تم سے اوٹھادیا (ق ۲۲) تم اپنا کام کرو۔ خدا کے کامون کا جائزہ نہ لو۔ ان اللہ یفعل ما یشاء بے شک خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (حج ۱۸)۔

مُحاسبہ

امراض قلبی ہون یا امراض نفسی ایسے پوشیدہ اور پوشیدہ تر امراض ہین۔ کہ معالج کے لئے تو اون کی تشخیص دشوار بلکہ دشوار تر ہے اور خود مریض کے لئے تعجب خیز یہہ کہ وہ دکھ درد مین مبتلا ہوتا اور اون امراض سے سیکڑون اندرونی و بیرونی آفات مین پہنسا ہوتا ہے مگر نہ وہ اپنے کو بیمار بھی سمجھتا نہ صحت ہی کا خواہان ہوتا ہے۔ مصیبتون کو جھیلتا بھی رہے مگر مصیبت کو نہ مصیبت سمجھتا نہ مصیبتون سے نکلنا ہی چاہتا ہے۔ ہان جن کو خدا نے توفیق دی۔ عقل سلیم دی اونہون نے تمیز کیا بیماری و صحت مین تفرقہ کیا۔ دکھ درد کو محسوس کیا۔ اپنے کو مریض سمجھا اور معالجہ کی طرف جھکے معالج کی ہدایتون کے مطابق دوا استعمال کرتے رہے۔ اور معالجہ کے مفید و غیر مفید ہونے سے بھی باخبر رہے اور مرض کے گھٹنے بڑھنے سے بھی یہی محاسبہ ہے جسکی تعلیم خدا نے فرمائی ہے انسان کو لازم ہے کہ شام کو یا سوتے وقت گذشتہ کے لئے محاسبہ کرے کہ ہمارے معاملات کی راہ کس طرح طے ہوئی اور ہمارے اعمال کیسے رہے۔ ہم نے کیا کیا نافرمانیان کین اور اطاعت جو کی وہ کیسی کی۔ کب ظہور کیا یہ

Marfat.com

اور کیا کچھ حاصل کیا۔ توبہ کی جگہ توبہ۔ اور شکر کی جگہ شکر کرے اور آیندہ کی اصلاح کی ہمت اسی طرح
صبح کو اپنی نیتون اور ارادون کا محاسبہ کیا کرے کہ کیا کیا کام کرنے ہین اور کس طرح کرنے ہین۔
انسان کے ساتھ کے معاملات ہون یا خدا کے ساتھ کے اس طرح نیتون کی اصلاح کرتا رہے
اور اس اصلاح پر صبر ہمت محبت ایثار کے صفات کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے۔

اے بھائیو خدا کو حساب دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جو حساب کل دوگے وہ خدا کے حضور مین آج ہی
دے ڈالو۔ کیونکہ کل تم کچھ نہ کر سکوگے۔ اور آج سب کچھ کر سکتے ہو۔ خدا فرماتا ہے ان تبدوا ما فی
انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تم اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا اوس کا محاسبہ لیگا (بقرہ ۳)
وہ بخشیگا بھی جو اوس کا مستحق ہے۔ اور سزا بھی دیگا جو اوس کا مستحق ہے۔ تو اپنے حساب کو جو تمہین
دینا ہے۔ روز کا روز آج ہی کیون نہ جانچ لو۔ آج تو توبہ کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ اور کل تو کھلا نہوگا۔
خدا فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ
خبیر بما تعملون ۰ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولئک ہم الفسقون۔
مومنو! خدا سے ڈرو۔ اور ہر نفس کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کو دیکھا کرے کہ کل کے لئے کیا بھیجا۔ اور
اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اون لوگون کی طرح نہو جانا جو خدا کو بھول بیٹھے
تو وہ خدا کو کیا بھولے اپنے آپ کو بھولے ہین یہی لوگ فاسق ہین (حشر ۳) یہی ایک آیت
اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ ہر انسان کو محاسبہ کرتے رہنا ضرور ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد
محاسبہ کی بہت صریح اور صاف ہدایت ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اور محاسبہ کیا کرو جیسا کہ مینے
بتایا۔ روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لے لیا کرو کہ کہان تک تم رضائے مولے پر چلے۔ اور کہان کہان
پر بہکے۔ ایسا تو نہین کہ تم خدا کو بھول گئے۔ ایسا تو نہین کہ تمہاری طلب مین کھوٹ آگئی۔ بل الانسان
علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ۰ انسان اپنا بہترین دانائے حال ہے گرچہ وہ بہانے اور

Marfat.com

عذرات کھڑے کرے (القیمہ ع۱) یہی محاسبہ ہے جو خدائی فوجدار ہے۔ سچا مصلح ہے بہترین تشخیص کرنے والا معالج اور ایک طرح کا پیر و مرشد ہے۔

من اظلم ممن ذکر بآیت ربہ فاعرض عنہا ونسی ما قدمت یداہ ۔ اوس سے ظالم تر کون جس کو خدا کی آیتون سے نصیحت کی گئی اور اسنے اوس سے اعراض کیا اور جو اعمال اوس نے کئے تھے وہ بھول گیا (کہف ع۸) تو اپنا کیا دہرا بہولو نہین بلکہ یاد کر کے اوس کا محاسبہ کیا کرو۔ کہ ابھی مکافات کا وقت باقی ہے۔

وکل انسان الزمنہ طئرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقٰہ منشورا ہ اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا ہ من اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیہا ہر آدمی کے اعمال ہم نے اوس کے گلے مین لٹکا دیئے ہین اور قیامت کے دن کتاب کی صورت مین کہلا ہوا۔ اوسے ہم نکال دکھائینگے اپنے اعمال نامہ کو پڑھو آج تمہین کافی ہو۔ کہ اپنا حساب آپ لے لو۔ جو راہ پر چلا تو اوس کا نفع اوسکے لئے اور جو بھٹکا تو اوس کا گھاٹا اوس کے لئے (بنی اسرائیل ع۲) اقراء کتابک کے قبل یقول اللہ یوم القیمۃ محذوف ماننے کی ضرورت نہین اس بے ضرورت محذوف ماننے سے آیت کا مطلب بدل جائے گا۔ بلکہ اولٹا ہو جائیگا۔ اس لئے کہ آج میرا حساب لینا کافی ہوگا۔ اور کل قیامت کے دن خدا کا حساب لینا کافی ہوگا۔ قیامت کے نسبت خدا نے فرمایا وکفی بنا حاسبین اور آج کے دن کی نسبت خدا نے فرمایا کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ اگر یقول اللہ یوم القیمۃ محذوف مانوگے تو کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا پہلی آیت سے متعارض ہو کر دو لخت ہو جائیگا۔ قیامت کے دن اپنا حساب کافی نہین۔ اوس دن کہا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑہو فیقول ھاؤم اقرؤا کتابیہ اوس دن کوئی بھی اپنا حساب نہ لیگا۔ ہان فرد قرار داد جرم اوس کے ہاتھون مین ہوگی اوس دن ہر کوئی جواب طلب ہوگا۔ گواہ گذرینگے۔ اور حساب

Marfat.com

لیگا خدا و کفیٰ بنا حاسبین آج میرا حساب لینا کافی ہے۔ کل خدا کا حساب لینا کافی ہوگا۔

خدا کا صاف مطلب یہہ ہے کہ یہان نامۂ اعمال کا طوق گلے مین ہے ہر کوئی اپنے اعمال کے اثر سے متاثر ہے۔ کل امرءٍ بما کسب رھین اپنے اعمال کے ساتھہ رہن ہے۔ قیامت کے دن وہ نامۂ اعمال کتاب کی صورت مین دکھائی دیگا۔ حقیقت مین وہ کتاب ہے تو اپنے اوس کتاب کو تم آج پڑھو۔ کہ آج تو تمہاراہی پڑھنا اپنے اعمال کا آج محاسبہ کرو کہ آج تو تمہاراہی محاسبہ کرنا۔ اقرء کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا کل ایسا ہوگا کل کے لئے تو ہے۔ کفیٰ بنا حاسبین (انبیاء ۴)

اوسکے بعد ہے من اھتدیٰ الخ یعنی اگر اس محاسبہ سے تم نے تنبیہہ اور ہدایت حاصل کی تو اوسکا نفع تم کو ہوگا۔ اگر بے پروائی کی اور بھٹکے تو اوسکا نتیجہ بھی تم ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ تو اسے لوگو محاسبہ کیا کرو۔ یہہ عجب چیز ہے اور یہہ سمجھ لو کہ بغیر محاسبہ کے خدائی راہ بند ہے۔

پہلے ثابت کیا کہ اگر اقرار کتابک آج کے لئے نہ مانا جائے تو کفیٰ بنا حاسبین کے خلاف ہوگا۔ دوسرے اس آیت سے خدا نے یہہ حجت طے کی ہے کہ قیامت کے دن یہہ عذر نہ اوٹھ رہے ولم ادرما حسابیہ مجھے خبر بھی نہین کہ میرا حساب کیا ہے۔ (الحاقہ ۱) اس لئے خدا نے اقرا کتابک فرمایا تاکہ وہ جواب دے کہ ہم نے تو نامۂ اعمال پڑھنے کا حکم دیا تھا اور متنبہہ کر دیا تھا کہ اپنا محاسبہ کر لیا کرو تم بے خبر رہے اور نہ چیتے تو آج بھگتو جو بھگتنا ہو۔

اسے بھائیو اپنے نامۂ اعمال کا روزانہ جائزہ لے لینا لازم سمجھو کہ آج تم نے کیا کیا۔ کیا اور کتنا کیا عبادات کی یا نافرمانی کی عبادت کی تو کیسی کی۔ اوس مین صدق و اخلاص کا حصہ کس درجہ پر تھا۔ نافرمانی کی تو کیا کی اور کیون کی کسی کا دل دکھایا کسی کا مال ضایع و برباد کیا۔ کسی کے حقوق کی فروگذاشت کی اپنا کھویا یا دوسرون کا کھویا۔ کون کون سے نعمائے الہیہ کو کہان کہان بے جگہ صرف کیا اخلاق کے ارکان کی کون کون سی کڑی توڑی۔ پھر جو کچھ تم نے کیا اوس کے مکافات مین لگو۔ اور جو کچھ تم نے توڑا اوسکے

جوڑنے مین لگو۔ اور اپنے نیک اعمال سے اپنے برُے اعمال کو دھو ڈالو ان الحسنٰت یذھبن السیات بھلائیاں برائیون کو دور کر دیتی ہین (ھود ع ۱۰) محاسبہ عجب چیز ہے کاش اسکی توفیق عنایت ہو۔

اعتکاف و اربعین

محاسبہ تو روز روز کی عبادت ہے مگر اعتکاف بھی اک ضروری چیز ہے۔ سال بسال ہو یا جب جب ہو سکے مگر کم سے کم کبھی کبھی تو ضرور ہونا چاہیئے اس مین بھی عجیب عجیب فوائد مضمر ہین اور عجیب عجیب الطاف خداوندی کم سے کم جیتے جی مر جانے کا مزہ تو ہے۔

اعتکاف کے معنی کسی چیز پر جمے ہوے بیٹھے رہنے یعنی یکسو ہونے کے ہین یہہ اک دستور ازلی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ خدا کی یاد اور دھیان مین سارے دنیاوی تعلقات سے الگ تھلگ ہو کر یکسو ہو جاتے تھے تاکہ یافت مین استقرار ہو اور روح اپنے کوائف سلب کیفی مین پرواز کرے اور اپنا مقام پیدا کرے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سرتاج سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ حرا مین ہر سال چلہ دو چلہ کے لئے اعتکاف فرماتے تھے۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد لیا تھا۔ وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے خدا نے معاہدہ لیا تھا کہ بیت اللہ کو طواف کرنے والون اعتکاف کرنے والون اور نماز پڑھنے والون کے لئے پاک اور ستھرا رکھو (بقرہ ع ۱۵) اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد مطہر ہونا چاہیئے۔

اعتکاف کے متعلق خدا حکم دیتا ہے ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تم مباشرت نکرو ایسی حالت مین کہ تم مسجد مین معتکف ہو (بقرہ ع ۲۳)۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین اعتکاف کا وجود پایا جاتا ہے تو اس سے واضح ہوتا

Marfat.com

سنہے کہ اعتکاف ازلی عبادت ہے یہہ اعتکاف کافرون اور مشرکون مین بھی کفر وشرک کا جامہ پہنکر قایم رہا اور آج تک بھی پایا جاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے مشرکون مین بھی اعتکاف پایا جاتا ہے قالوا نعبد اصناما فنظل لہا عاکفین کفار بولے ہم تو بُت پوجتے ہین۔ اور ہم تو انہین کے لئے اعتکاف کرنے والے ہین (شعراء ۵) اعتکاف بت پرستون مین بھی تھا۔ نگر دیوتاؤن کے دھیان مین اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعتکاف کوئی نئی اصطلاح نہین۔ لوگ اس اصطلاح سے واقف تھے اور اعتکاف کرتے تھے آج بھی لوگ اس اصطلاح کو سمجھتے اور اعتکاف کرتے ہین اس مین روز کی قید نہین۔ جتنے دنون کی نیت سے چاہو اعتکاف کرو۔ اعتکاف کے سوا اربعین ہے یہہ چالیس دن کا اعتکاف ہے جسکا ترجمہ چلّہ ہے خدا نے فرمایا واعدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممنٰہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔ ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ ٹھہرایا اور ہم نے اوسکو تمام کر دیا دس اور بڑھاکر تو اوسکے خدا کا وعدہ پورا ہو گیا چالیس رات کا (اعراف ۱۷)۔

علما اعتکاف کرتے ہین تو رمضان ہی مین وہ بھی شب قدر کے لئے اور فقرا چلہ کشی کرتے ہین تو اکثر مزارون ہی پر طالب کو اعتکاف بھی کرنا چاہئے اور چلہ کشی بھی۔ مگر خالصاً لوجہ اللہ بلا آمیزش کسی نسبت ماسوائے کے کیونکہ ماسوا کی نسبت ماسوے سے چھٹنا ہے اور یہہ بے راہ روی ہے اسے بھائیو ساری صورتین ماسوا اور بت ہین۔ اسلام کی تعلیم بت شکنی کی ہے ساری صورتون کو توڑ کر اوس بے صورت تک پہونچو مگر یہہ بے کشش اور تایید غیبی کے نہین ہو سکتا۔

کشش یا تایید غیبی

صراط اللہ پر چلنے والون کو تایید غیبی ہوتی ہے جب تو یہہ پر اسرار راہ طے ہوتی ہے اور کیفیات

Marfat.com

وہ جذبات کے مدوجزر سے رہروِ یار ہو جاتا ہے خدا نے فرمایا اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ
یہی لوگ ہین جن کے دلون مین خدا نے ایمان لکھدیا ہے اور اپنی روح سے اونکی تائید کی ہے۔ (مجادلہ پ ۲۸)
مکتوب قلبی کو دیکھو تو وہ یا تو اسم ذات ہوتا ہے یا کلمہ طیبہ قلب مین نقش ایمان کو پڑھو ہو۔ تم نے کبھی پڑھا ہے؟ اگر
پڑھا ہے تو اس آیت کو کیا سمجھے۔ تاویل کیون کرو اپنی مراد لیکر قرآن مجید کی قطعیت کیون کھودو۔ یا تو خود پڑھ لو یا
نقشبندیون سے پوچھو۔ اگر تمہارے قلب کی آنکھین پڑھ سکتی ہین اور تم نے پڑھ لیا تو اوسکی حفاظت کرو۔ اور
اپنی رفتار قایم رکھو کہ وہ نصب العین ہو جائے۔ پھر اسم سے مسمیٰ تک پہونچو اس سے تمہاری طلب اللہ
حبّ اللہ کے درجہ کو پہونچیگی جوش وولولہ تمہارا سویدا ہوگا۔ تو پھر منزل تک پہونچنے مین رکاوٹ نہین ہو سکتی

لا شیخ ابلغ من التحقیق بہت صحیح تجربہ ہے۔

خدا کا نور خدا کی طرف سے عنایت ہوتا ہے جسکو تم مراقبہ اور انشراح صدر مین پڑھ آئے ہو۔ اوسی نور مین
اولیا کو اسم ذات یا کلمہ طیبہ نورانی حرفون مین لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے یہہ وہ نور ہوتا ہے جس سے
خلق اللہ مین ہدایت کی جاتی ہے۔ اور جو خدا کی طرف منجذب کرتا ہے یہہ بھی اک تائید غیبی ہے محبت
کی طرح۔ اسی طرح وہ کلمہ ایمان یا اسم ذات جو ہادی حقیقی کا اسم ذوالجلال والاکرام ہے وہ کشان کشان
مسمیٰ کی طرف لیجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہر جگہ پتے پتے پر اوس کا نام مبارک نورانی حرفون مین لکھا ہوا دکھائی
دینے لگتا ہے۔ یہہ تائید غیبی کی ایسی کشش ہوتی ہے جس مین نہ لغزش ہے نہ خطا یہی نقش کاغذ پر اُتارو
تو تعویذ ہے یا پھونک سے نقش اوتارے تو وہ جھاڑ ہے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی
الارض ولا فی السماء ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ مگر یہہ نقش نور
ہے قلب مین اس لئے اس نور اور اس نقش کو قلب ہی کی آنکھون دیکھ سکتے ہو لا تعمی الابصار
ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (حج پ ۱۷)
مرشد اور ہادی کے لئے اس نور کا ملنا ضرور ہے اور اس درجہ پر کہ وہ نورانی الوجود ہو جائے جب

Marfat.com

تو وہ مجاز خلافت ہوگا۔ اور رشد و ارشاد کا اہل۔ اسے ولی مرشد کی صفت مین مجھے بیان کرنا تھا۔ مگر مین بھول گیا۔

غرض تائید غیبی ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وایدھم بروح منہ افسوس اور معیت کی بات ہوتی۔ اگر ایسے پراسرار اور بال سے باریک تر پل صراط کی راہ مین خود خدا تائید کو کھڑا ہوتا اور اپنے کمزور و ناتوان شیدا کو بلے تائید و مدد چھوڑ دیتا۔ اوس نے نہ چھوڑا تائید بھی کی اور مدد بھی کی وکان حقا علینا نصر المومنین اوس کا شکر کرو کہ وہ تائید و مدد کرنے کے لیئے ہر وقت تمہارے ساتھہ ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ خدا اتقا اور احسان کی راہ چلنے والون کے ساتھہ ہے۔ (نحل ۱۶) مگر یہہ کچھہ کم ماتم کی جگہ نہین ہے کہ تائید کرے خدا مدد کرے۔ خدا سب کچھہ عنایت کرے خدا ہر حال مین ساتھہ دے۔ خدا جو مطلوب حقیقی ہے مگر اوس کے بندے وسیلہ ہی کو مقصود بنالین اور یقین کرین کہ سب کچھہ پیر فقیر نے دیا مزار سے ملا یا اہل مزار نے دیا۔ حالانکہ اللہ والے کیا بلکہ وہ تو ہم سے بھی زیادہ ظاہر الین دین مین بھی مجبور ہین۔ کیونکہ اون کا تو خاص اپنا خدا کا دیا۔ اختیار و ارادہ بھی خدا کے اختیار و ارادہ اور اوس کی رضا مین محو ہے۔ وہ تو خدا کی زندہ مشین ہے جو خدا کے چلائے چل رہی ہے۔ بہر کیف لوگ خدا کو چھوڑ کر ادھر اودھر دیکھنے لگے۔ راہ بھٹک گئے۔ خدا رحم کرے ذکر و فکر تائید غیبی سے جو انقلاب طالب مین پیدا ہوتا ہے وہ گردش ہے۔

گردش

اصطلاحاً گردش صفات مذمومہ کا صفات محمودہ سے بدلنے کا نام ہے۔ یہہ اصطلاح تو ہے صوفیون کی مگر سن گھڑت نہین ہے بلکہ احاطۂ قرآن مجید کے اندر ہے۔ خدا فرماتا ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما۔ اگر گناہ کبائر سے بچتے رہو اور گناہ کبائر کیا ہے جو ہمارا منہی عنہ ہے تو ہم تمہاری برائیان دور کردینگے (یعنی گناہ صغائر بھی تم سے سرزد ہونگے

اور ہم تمکو داخلہ بزرگ مین داخل کرینگے (النساء ۵)۔

پھلا انقلاب جو ریاضات و مجاہدات سے طالب مین پیدا ہوتا ہے وہ گناہ کبائر سے اجتناب ہے جس سے رفتہ رفتہ صغائر سے بھی اجتناب ہونے لگتا ہے۔ طالب سے برائیان دور ہونے لگتی ہین نہین بلکہ صفات محمودہ سے بدلنے لگتی ہین یعنی ساری قوتون کا رخ مذموم سے محمود کی طرف پھر جاتا ہے فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات یہی لوگ ہین جن کی برائیون کو خدا بھلائیون سے بدلتا ہے (فرقان ۷) گناہ کبائر سے بچنا، رفتہ رفتہ گناہ صغائر سے بچنے کا موجب ہوتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات نیکیان (برائیون کو دور کردیتی ہین (ھود ۱۰) یہی گردش ہے جو راہ خدا مین پیدا ہوتی ہے ریاضت جو خالصاً لوجہہ ہو وہ یقیناً برائیون کو دور کرتی اور تصفیہ و تزکیہ کی موجب ہوتی ہے۔ صفا کا حاصل ہونا تزکیہ کا حاصل ہونا یہی گردش ہے قدافلح من زکھا مراد کو پہونچا جس نے تزکیہ نفس کیا (الشمس)، تزکیہ نفس کا حاصل ہونا یہی گردش ہے

جب صفات بدلنے شروع ہوے۔ صفات مذموم بدل کر صفات محمودہ ہونے لگے۔ اور ساری قوتون کا مرجع پھرنے لگا تو صراط اللہ پر رفتار قایم ہونے لگتی ہے اسی رفتار کو روش کہتے ہین۔ صرف سمجھنے سمجھانے کے لئے یہہ نام رکھے گئے ہین۔ کوئی اپنا معاملہ خدا کے ساتھہ درست کرلے۔ صحیح رفتار ہوجائے تو وہ ان نامون کو جانے نہ جانے اس سے کچھ راہ کھوٹی نہوگی

روش

گردش و روش گویا ایک چیز ہین۔ وہ ظاہری ہے اور یہہ باطنی۔ جیسے شریعت و طریقت ایک چیز ہین وہ ظاہری ہے اور یہہ باطنی اور دونون کا اسلام ہے

یا یون کہو کہ صفات کا بدلنا گردش ہے اور صراط اللہ پر رفتار قایم ہوجانی روش ہے۔ صراط اللہ پر رفتار صحیح قایم

Marfat.com

ہوجانا یہہ ہے کہ طلب بے راہ روی سے محفوظ رہے اور تیز رفتار ہو جذبات آلودگیون سے پاک رہین اور
اپنی گردش مین مستقیم ہون۔ ذکر و فکر۔ ماسوا کی آمیزش سے بچکہ صحیح اترین اور فیضان خداوندی سے فیضیاب
ہوکر پھر گرم کار ہون۔ اصول اخلاق مع اپنے ارکان و دوائر کے صحیح اور روحانیت کے ساتھہ برتا جائے
اور اس برتنے مین ہمت طلب۔ صبر اور سارے صفات کی کڑیان منسلک رہین ٹوٹنے نہ پائین محبت
جو پیدا ہو وہ کبھی راہ غلط نہ کرے اور مستی محبت عبادات و مجاہدات مین لگی رہے اور مغلوب کر کے راہ
کھوٹی نہ کرے۔ المختصر قرآن مجید کا اتباع و اطاعت کامل جو ظاہر و باطن جسمانیت و روحانیت دونون
کے ساتھہ ہو روش کا صحیح اترنا ہے

افسوس سے کھنا پڑتا ہے کہ آج کل کے مسلمان جو قرآن مجید پر ایمان رکھنے کے بھی مدعی ہین وہ قرآن مجید کے
مطابق اپنی روش درست کیا کرتے کہ اور اولٹے یہ کہنے کھڑے ہوتے ہین کہ قرآن مجید مین تعلمون تعملون کے سوا ہے
کیا تو اے بھائیو دنیا ہی مین علم و عمل کے سوا ہے کیا پھر قرآن نے اگر علم و عمل بتایا تو رہا کیا جو نہ بتایا سا قرآن تو پیچھے پھر قرآن مین
چاہیے کوئی بیان ہو۔ احکام و ہدایات ہون۔ امثال و قصص ہون۔ قریب قریب ہر آیت کے آخر کا ٹکڑا
موصل الی المطلوب ہے مثلاً ان اللہ بصیر بما تعملون ۵ ان اللہ خبیر بما تعملون ۵ ان اللہ سمیع بصیر ۵
اور علی ہذا ان کا ترجمہ ہی کرتے چلے نہ جاؤ۔ کاش سمجھو اور انہین ٹکڑون پر اپنی روش درست کرو کہ
ان پر تمہارا ایمان کامل ہوجائے اور یہہ آیتین تمہاری نصب العین ہوجائین۔ اور ایمان و یقین کی
چشم بصیرت کھل جائے۔ کہ خداوند علیم تمہارے اعمال کا نیتون کا ظاہر و باطن کا نگران ہے۔ وہ تمہارے
ارادون کو سنتا اور تمہارے دلون کو دیکھ رہا ہے تو جھوٹ۔ فریب۔ دغا بازی۔ غیبت غرور ایذا رسانی
قتل غارت گری دل آزاری وغیرہ وغیرہ کل برائیان شہنشاہ قادر و توانا کے حضور مین کس طرح سرزد
ہوسکتی ہین۔ تمہاری گردش بھی درست ہوسکتی۔ روش بھی درست ہوسکتی اور تمہین دوام حضور بھی حاصل ہو سکتا
ہے۔ یہہ تو قرآن مجید کے ٹکڑون کا حال ہے جن پر تم استہزا کی نظر ڈالتے ہو۔ اور خدا کی نعمتون سے

Marfat.com

محروم رہتے ہو۔

غرض اعتصام باللہ ہی روش کا صحیح اوترنا ہے ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔ جس نے خدا کو مضبوط دھر لیا وہ صراط استقیم کی طرف ہدایت کیا گیا یعنی اوس کی روش صحیح اوترگئی۔ اور اوس کو حنیفا مسلما کا خطاب اور ولایت کا خلعت بارگاہ خداوندی سے ملگیا۔

اتقا یا قطع ماسوے اللہ

اتقا کے معنی پرہیزگاری کے ہین۔ شریعت مروجہ کی اصطلاح مین گناہ کبائر و صغائر سے لبطاہر اجتناب کا نام پرہیزگاری ہے۔ اور صوفیون کی اصطلاح مین حلال و مباح سے بھی احتراز کا نام پرہیزگاری ہے میرے نزدیک چونکہ شریعت عین طریقت و حقیقت ہے اس لئے ممنوعات خداوندی سے جسطرح وہ ممنوع ہوا اوسی طرح احتراز کرنا اور ماسوے اللہ سے رشتہ نیات و اعمال جوڑنے سے اجتناب کرنا اسلامی اتقا ہے۔

شکوک مشتبہ مکروہ یہ کوئی چیز نہین ممنوعات خداوندی اصل ہین چاہے ممنوع بلفظ حرام ہو یا بلفظ احتراز و اجتناب ہو صریح ہو یا باشارۃ النص ہو۔ اسی طرح ممنوعات خداوندی کے سوا باقی سب حلال ہین۔ مباح سے احتراز جائز نہین۔ جیسے حلال کو حرام کرنا جائز نہین۔ جو حلال و حرام کرنے کا خود مختار ہے اوس نے حرام و حلال قران مجید مین واضح کر دیا ہے۔ بندہ کو بندگی لازم ہے کہ وہ حکم کا بندہ ہو نہ یہ کہ ویسی اصطلاح مکروہ و مشتبہ وغیرہ کی گڑھ کر حلال کو حرام کر دے۔

اتقا صرف کہانے ہی پینے مین نہین ہے جیسا کہ بالعموم سمجھا گیا ہے۔ یہ قرآن کی تعمیم کو تخصیص کرنا ہے جسکا کوئی مجاز نہین بلکہ باطنی اتقا مقدم تر ہے یعنی ماسوا کو پکارنا۔ ماسوا سے استمداد کرنا۔ ماسوے مین سے کسی کو صفات خداوندی کا شریک کرنا یا صفات خداوندی کے برابر سمجھنا۔ یا خدا کے سوا کسی کو دا تا قیوم حی لا یموت عالم الغیب رزق دینے والا۔ عطا و بخشش کرنے والا۔ یا مرادون کا بر لانے والا ماننا

Marfat.com

شرک اور بدعت داخل ممنوعات اور خلاف اتقا ہے۔

اتقائے ظاہر حرام و محرمات سے پرہیز ہے۔ اور اتقائے باطن ماسوائے اللہ سے پرہیز اتقا کے یہہ معنی نہین کہ ظاہر مین اتقا ہو اور باطن آلودہ ممنوعات۔ یہہ معنی بھی نہین کہ سارے حقوق تج دو۔ اور حق دارون سے احتراز کرو۔ اور یون آبادی سے نکل کر اظہار اتقا سے اپنی پرستش کراؤ۔ بلکہ ماسوے اللہ سے پرہیز کے معنی یہہ ہین کہ نیات و اعمال کا مشارٌ الیہ ماسوئے اللہ نہ رہے۔ ظاہر و باطن اللہ کے لئے ہوں۔ اور دونون کام لوجہ اللہ ہو جائین۔ یہان تک کہ اس آیت کی تجلی آشکارا ہو جائے جو حقیقی اتقا ہے ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز اور عبادتین اور حیات و موت تک خدا کے لئے ہے (انعام ع۲۰) یہہ اتقا نہین کہ کچھ نہ کرو۔ نہ کرنا خدا نہین چاہتا سب کچھ کرو اور ضرور کرو مگر اوس کے ہو کر۔ خدا تو اعمال چاہتا ہے۔ ع

؎ کار کن کار۔ کار دارد کار ؎

خدا نے فرمایا لکن البر من اتقی لیکن نیکی یہہ ہے جس نے پرہیزگاری کی (بقرہ ع۔) یعنی قطع ماسوا کیا کہ اس سے بڑھ کر اور کون نیکی۔ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو ہمارے لئے اجر عظیم ہے۔ (آل عمران ع۱۸) ایمان کے ساتھہ اتقا کو فرمایا۔ یعنی ایمان اس درجہ پر کہ ماسوا منقطع ہو جائے یہ معمولی بات نہین وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور اگر صبر کرتے رہو۔ اور پرہیزگار بنے رہو تو بے شک یہہ کام بڑی ہمت کے ہین (آل عمران ع۱۹) یہہ اتقا حلال کو نہ کھانے سے اپنے کو متقی اور منزہ کے جتانے سے

یا بے کسب ترک کر متوکل بننے سے حاصل نہین ہوتا بلکہ جیسا کہ خدا نے فرمایا عبادت سے حاصل ہوتا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ۵ - لوگو اُس خدا کی جس نے تم کو اور تمہارے اگلون کو پیدا کیا عبادت کرتے رہو تاکہ تم متقی ہو (بقرہ ع۳) عبادت مین جسمانی و روحانی سارے عبادات داخل ہین - مگر عبادت تو وہی جو خالصاً لوجہ ہو - ورنہ تو جی اور رسمی عبادت تو حقیقت مین عبادت ہی نہین -

خالص عبادت سے تقوے حاصل ہوتا ہے - مثال دے کر مین ایک عبادت کو بیان کر کے واضح کردون - مثلاً صوم کو لو خدا نے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً معدودات - یعنی مسلمانو! جیسا اگلون پر روزہ فرض تھا تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا تاکہ تم ایک مہینہ رمضان مین متقی بنے رہو (بقرہ ع۲۳) روزہ صرف فاقہ مرنا نہین بلکہ سارے قوے اور سارے حواس کو اتقا و پرہیزگاری مین لگانا ہے اِس کو صوم کے بیان مین دیکھو غرض سال مین ایک مہینہ اتقا کا ریاض کرنا اتقا کی تعلیم و تربیت ہے - اگر بروحانیت روزے رکھا کروگے تو متقی ہو جاؤ گے اور ماسوا تم سے منقطع ہو جائینگے - روزہ بھی عجب چیز ہے نفس کی سمیت کا تو تریاک ہے اور ظلم و ہوا و ہوس کا قاطع - مادہ عدل پیدا کرنے والا ہے - اور مادہ عفو بہہ دونون صفات جو صوم سے پیدا ہوتے ہین اِن سے صفت اتقا حاصل ہوتی ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی (مائدہ ع۲) ان تعفوا اقرب للتقوی (بقرہ ع۳۱) عدل و انصاف کرو معاف و رحم کرو کہ یہہ دونون صفتین تقوے سے قریب تر ہین - یہہ سارے کچھ ہدایات تو باطنی تقوے یعنی قطع ماسوا کے ہین جو اتم پرہیزگاری ہے - مگر خدا نے ظاہری تقوے کو بھی فروگذاشت نہین کیا ولباس التقوی ذلک خیر - تقوے کا لباس بہت بہتر ہے (اعراف ع۳) یعنی جسطرح ذروا ظاہر الاثم و باطنہ ہے ظاہر و باطن دونون گناہون سے احتراز کرو - اسی طرح ظاہر و باطن دونون تقوے

Marfat.com

سے آراستہ ہونا لازم ہے کذلک یبین اللہ اٰیٰتہ للناس لعلھم یتقون۔ اسی طرح لوگوں کے لئے
خدا اپنی آیتوں کو بیان فرماتا ہے کہ لوگ پرہیزگار بنیں دل ماسوا سے توڑیں اور محبوب حقیقی سے جوڑیں
افسوس ہے اگر لوگ ایسا کریں ام لھم الٰہ غیر اللہ۔ کیا لوگوں کا خدا کے سوا اور کوئی معبود ہے (طور ۵
افغیر اللہ ابغیکم الٰھا۔ کیا خدا کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود تلاش کریں (اعراف ۱۶) اغیر اللہ
ابغی ربا کیا خدا کے سوا اور کوئی پروردگار ڈھونڈھیں (انعام ۲۰) افغیر اللہ ابتغی حکما۔ کیا خدا کے
سوا اور کوئی حاکم تلاش کریں (انعام ۱۴) افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون۔ اے جاہلو
کیا تم یہہ چاہتے ہو کہ میں ماسوے اللہ کی عبادت کروں (زمر ۷) اغیر اللہ اتخذ ولیا کیا میں
ماسوے اللہ کو دوست بناؤں (انعام ۲) افغیر اللہ تتقون کیا تم ماسوے اللہ سے ڈرتے
ہو (نحل ۷) اغیر اللہ تدعون۔ کیا تم ماسوے اللہ کو پکارتے ہو (انعام ۴) یعنی جب خدا
کے سوا کوئی معبود نہیں تو ماسوے اللہ کو نہ تو پالنے والا مانو نہ حاکم نہ ماسوے اللہ کی عبادت کرو
نہ دوست بناؤ نہ ماسوے اللہ سے ڈرو نہ مصیبتوں میں ماسوے کو پکارو۔ یہہ تو کافروں کی شان ہے
یعبدون من دون اللہ۔ وہ ماسوے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اون کی نسبت کہتے ہیں
ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ۔ یہہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں (یونس ۳) حالانکہ لیس
لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع۔ خدا کے سوا کسی کا کوئی نہ حامی ہوگا نہ سفارشی (انعام ۸)
کیونکہ دین ہو یا دنیا کہیں بھی مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ ماسوے اللہ کوئی بھی تمہارا
دوست ہے نہ معین (بقرہ ۱۱) تو یاد رکھو کہ کسی دوسرے کے کہنے پر چلکر کہ اوسکی عبادت
کرتی ہے یا کسی کو دوست حامی سفارشی معین و مددگار سمجھ کر خدا کا شریک نکرو لا تجعلوا للہ اندادا
(بقرہ ۵) کتنے پیغمبر آئے سب نے یہی کہا۔ خدا ایک معبود ایک۔ خلاق ایک۔ فعال ایک
ولی ایک۔ نصیر ایک قدیر ایک۔ سب لئے یہی ہدایت کی کونوا ربانین بما کنتم تعلمون الکتاب

Marfat.com

وبما کنتم تدرسون ۔ یہہ کس نے نہین کہا کونوا عباداً لی من دون اللہ ۔ مگر ہر امت نے خدا کو چھوڑا اور لگے ماسوائے اللہ کی ڈیوڑھی پر نقارے بجانے اور ماسوے اللہ ہی کا گیت گانے ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ خدا کی رحمت سے محروم ہو گئی ۔ کیونکہ خدا نے فرمایا تہا ورحمتی وسعت کل شی فساکتبہا للذین یتقون میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو تو وہ ہم متقیون کے لئے لکھدینگے (ال عمران) متقی وہ ہین جو کامل پرہیزگار ہین یعنی ماسوئے سے منقطع ۔

اس قطع ماسوا یعنی اتقا کو مختصر لفظون مین خدا نے خود فرمادیا ہے وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ط ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ۝ یہی میری صراط مستقیم ہے تو اسکی چلو اور دوسرے رستون پر نہ چلو کہ یہہ تم کو خدا کی راہ سے متفرق کردینگے ۔ خدا نے تم کو اسکا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار رہو (انعام ع ۱۹) اتقا صراط مستقیم یعنی صراط پر چلنا ہے یعنی قرآن مجید کی کامل اطاعت یہی تو قطع ماسوا ہے ۔

اللہ اللہ یہی قرآن مجید ۔ کلام ربانی ۔ ہدایت ہولا ۔ رسالت رسول خاتم الانبیا یہی شریعت یہی طریقت اور یہی حقیقت ہے ۔ یہی راہ احسان اور یہی راہ اتقا ہے ۔ اور اسکی اصلی تعلیم نفی دون اللہ یعنی قطع ماسوا ہے من یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون ۔۔ جو کوئی خدا اور رسول کی اطاعت کرے خدا سے ڈرے اور خدا کی پرہیزگاری کرے (خدا کی پرہیزگاری وہ جو خدا نے تعلیم کی اپنی سفر وغیرہ پرہیزگاری نہین ۔) تو یہی لوگ فائز المرام ہین ۔ اے لوگو فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا جہانتک تمہاری قدرت اور وسعت مین ہو ۔ اللہ کی پرہیزگاری کرو (جس پرہیزگاری کی اوس نے تعلیم کی ہے یعنی انقطاع من دون اللہ اور سنو (جو اوس نے فرمایا) اور اطاعت کرو (جو اوس نے حکم دیا) (تغابن ع ۲) ۔

اتقا یا انقطاع من دون اللہ آسان نہین ۔ اس لئے خدا نے فرمایا ۔ تعاونوا علی البر والتقوی ۔

Marfat.com

بھلائی اور تقوے پر ایک دوسرے کی مدد کرو (مائدہ ۱) تقوے کی راہ سخت کٹھن ہے اس لئے ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہان ابتدائے منزل مین دشواریان تو ہین مگر والعاقبة للتقوی (طہ - آخر) والعاقبة للمتقین ۵ (اعراف ۱۵) عاقبت تو متقیون کی ہے ان للمتقین لحسن ماب پرہیزگارون کے لئے اچھا ٹھکانا ہے (ص ۴) جو سب سے ٹوٹ کر خدا سے جا ملا ہو تو اس سے بھتر اور کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔

کتنا کچھ لکھا جائے۔ خدا کی بات نہ آجتک تمام ہوئی نہ ہو گی۔ اتقا کی ہدایت سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے تلاوت کیا کرو معلوم ہوتا رہے گا۔ آخر مین اتنا کہدینا ضرور ہے کہ متقین ہی اولیا اللہ ہین۔ ان اولیاءہ الا المتقون - اولیاء اللہ تو متقی ہی ہین۔ (انفال ۴) واللہ ولی المتقین - اور خدا بھی متقیون ہی کا دوست ہے (جاثیہ) یعنی یحبہم ویحبونہ - یہہ خدا کو دوست رکھتے ہین۔ اور خدا اونکو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ احسان کی راہ چلنا ہے۔ یعنی قران مجید پر سعہ اوسکی شریعت و طریقت کے عمل ہونا ہی متقین محسنین ہین۔ ان المتقین فی جنت وعیون ۵ اخذین ما اتیھم ربھم انھم کانوا قبل ذلک محسنین ۵ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون و فی اموالھم حق للسائل والمحروم ۵ - (متقین بے شک عیش و آرام مین ہونگے جو کچھ نعمتین خدا اونہین دے رہا ہو گا وہ لے رہے ہونگے بے شک پہلے ہی محسنین تھے احسان کی راہ چلنے والے) رات کا تھوڑا حصہ ہوتا تھا جس مین یہہ سوتے تھے۔ اور صبح کو خدا سے طلب مغفرت کرتے رہتے تھے۔ اور اون کے مال مین سے سائلون اور تنگ دستون کا حق تھا (الذریت ۱) رات کو کم سوتے تھے اس کے یہہ معنی نہین کہ وہ تھٹیریا بازون مین جاگتے تھے بلکہ وہ طالبین حق تھے اون کی شان تھی کہ ہر وقت یظنون انھم ملقوا ربھم وہ اس خیال مین ہوتے تھے کہ اب خدا سے ملے اب ملے اس سے شوق دید تڑپ اوٹھتا تھا اسی تڑپ کا نام خشوع ہے اور اسی کی ترقی کا نام عشق ع عاشق کو کبھی آتا ہے کہین نیند کا جھونکا۔

Marfat.com

سورۂ ال عمران کے چودھوین رکوع مین متقین کی تعریف خدا فرماتا ہے الذین ینفقون الآیہ۔ متقین وہ ہین جو راحت و تکلیف دونون حالتون مین خرچ کرتے ہین۔ اور غصہ کو دبا لیتے ہین۔ اور لوگون کو معاف کرتے رہتے ہین (یہہ احسان کی راہ چلنا ہے۔) اور اللہ احسان کی راہ چلنے والون کو دوست رکھتا ہے اور متقی وہ ہین جن سے کوئی بے حیائی سرزد ہو جاتی ہے یا اپنے حق مین کچھ برا کر بیٹھتے ہین تو خدا کو یاد کرتے ہین۔ اور اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ کو معاف کرے اور وہ جو گناہ دانستہ کر بیٹھتے ہین تو اوس پر اصرار نہین کرتے۔ مثالاً ایک آیت مینے پیش کی ورنہ متقیون کی تعریف سے تو قرآن مجید بھرا ہوا ہے اور کیون نہ ہو اصل ریاض تو قطع ماسوا ہی ہے

المختصر اللہ ہی اللہ ہے اور سب فانی نہین کے شمار مین۔ تو اوسی سے دل لگاؤ۔ اوسی سے لو لگاؤ۔ اور اوسی سے باطنی سروکار رکھو۔ اور ماسوے اللہ سے احتراز کرو کہ یہی اتقا اور احسان کی راہ ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون لھم ما یشاؤن عند ربھم ذلک جزاء المحسنین ۵ لیکفر اللہ عنھم اسوء الذی عملوا ویجزیھم اجرھم باحسن الذی کانوا یعملون ۰ الیس اللہ بکاف عبدہ ط ویخوفونک بالذین من دونہ ط ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد ۰

رسول جو کلام حق لیکر آئے اور جس ایمان والے نے اوس کی تصدیق کی (زبانی نہین بلکہ حق تصدیق ادا کیا) یہی لوگ متقی ہین۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے قرب مین انکی مانگی طرح ہی۔ جو یہہ چاہین۔ یہہ جزا ہے محسنین کی یعنی احسان کی راہ چلنے والون کی۔ تاکہ اللہ ان کے اعمال بد ان سے دور کرے اور ان کے اعمال سے بہترین اجر ان کو عطا فرمائے (یعنی ان کی گردش دروش صحیح اترے) کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہین۔ اور یہہ لوگ تم کو ماسوا سے ڈراتے ہین تو جس کو اللہ گمراہ کرے اوس کا کوئی ہادی نہین (زمر ع ۴)۔

ماسوے اللہ سے انقطاع کے معنی یہہ ہوے کہ از روے عقیدت خدا ہی کو خالق اوسی کو مالک اوسی کو

Marfat.com

شفیع و مددگار جانو۔ اوسی کو حقیقی دوست اور اپنا کارساز سمجھو۔ عقیدت مندانہ دل کا لگاؤ اوس سے محبت اوس سے۔ خوف اوس سے۔ اور از روئے نیت یون کہ ہر کام مین رضا جوئی اوس کی اور دہیان کی وابستگی اوس سے۔ عملاً یہہ کہ ہر حال مین دنیاوی کام مین لگے ہو۔ یا دینی کام مین عبادت اوسی کی ذکر اوسی کا۔ فکر اوسی کی۔ مراقبہ اوسی کا۔ مواجہہ اوسی کی طرف اور تسلیم مواجہہ اوسی کو ہونا چاہیئے۔ یہی ٹوٹنا اور یہی جڑنا ہے۔ کہ ماسوا سے ٹوٹ کر خدا کی طرف جٹ جاؤ۔ جو جٹنے کا حق ہے۔ و تبتل الیہ تبتیلا (مزمل ع ۱) ذٰلک خیرٌ للذین یریدون وجہ اللّٰہ۔ یہہ اون کے لئے جن کا مطلوب خدا ہے بہت بہتر ہے (سروم ع ۴)۔

ایسا نہ سمجھو کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے اپنے کو مسلمان کہتے رہے۔ مردم شماری کے دفتر مین تو سیت مسلمان لکھی گئی تو اس سے نجات کی کشتی کا کھیوا بھی پار لگا۔ حاشا نہین۔ اعمال خالص مطلوب ہین جن مین ماسوائے کے ناپاک چھینٹے نہون انیبوا الی ربکم و اسلموا لہ۔ خدا کی طرف رجوع کرو۔ بلکہ اپنے ہی کو اوس کے حوالہ کردو۔

مقامات

رہرو صراط اللہ جب طالب لقاء اللہ ہوا تو ہمت کہتی ہے کہ بلند ہو۔ اوس کی عظمت اور جلالت کہتی ہے کہ کہان تو اور کہان وہ۔ دیوانگی محبت ہمت کو گرمائے جاتی ہے اور امکان و محال کی طرف دیکھنے نہین دیتی۔ اوس کی کبریائی کہتی ہے۔ تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ (فرشتے اور روح خدا کی طرف عروج کرتے ہین۔ ایک دن مین جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ معارج ع ۱) لیکن اوس کی رحمت امید بڑہائے جاتی ہے فاصبر صبراً جمیلا (صبر کرو صبر جمیل درکار ہے۔ معارج ع ۱) محبت بول اوٹھتی ہے میری آنکھون دیکھو! انہم یرونہ بعیداً و نرٰہ قریباً (لوگ اوس کو دور دیکھتے ہین۔ ہم نزدیک دیکھتے ہین۔ (معارج ع ۱) لوگون کے نزدیک دور ہے۔ خدا

نزدیک دور نہین۔ بلحاظ عظمت دور ہے۔ اور بلحاظ مشیت قریب۔ بلحاظ جلالت دور ہے۔ اور بلحاظ قدرت قریب فمن شاء اتخذ الیٰ ربہٖ سبیلا۔ جو چاہے اپنے خدا کی طرف راہ اختیار کرے (مزمل) جب راہ مین قدم ڈالا تو راہ مین منزلین ہین۔ مقامات ہین جیسی راہ ویسا مقام۔ ان مقامون کے مقیمونکا نام غوث قطب ابدال وغیرہ وغیرہ مین نہ لون گا۔ کیونکہ یہہ نام اور یہہ مقام خدا کے بتائے ہوے اور علیٰ بینۃ رب نہین ہین۔ ہان مقامات کے وہ نام جو خدا نے بتائے ہین مین بھی بیان کردون گا۔ چاہے عجائب پرستون کو ان نامون مین مزہ آئے نہ آئے۔

یہہ مقامات گدی پر بیٹھنے سے حاصل نہین ہوتے۔ ولایت حرارت ارضی نہین ہے کہ تجیز کی طرح اوٹھے اور ولی اللہ بنادے۔ مجھے گدی سے مطلب نہین میرا مطلب مقام سے ہے جو حاصل ہوتا ہے عمل وریاضت اور طلب ومجاہدہ ہے۔

نبوت کے مقامات کو نبیون کے لئے چھوڑ دو۔ وہان نبی کے سوا کوئی دوسرا بار نہین پاتا نبی کی راہ روحانیت سے شروع ہوتی ہے۔ اور اون کے ماسوا کی راہ عالم برزخ سے نبی کے مقامات کو نبی ہی جان سکتا ہے اور وہان تو روحانی پرندہ بھی پر نہین مارتا۔ فرشتون کے بھی پر جلتے ہین۔

ہان رہرو صراط اللہ اولیا اللہ کا مقام اعلیٰ تر۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہے۔ مقام صدق مین جو خدا کے قرب مین ہے۔ (قمر ۳۷) خدا نے بھی نبین والصدیقین والشہداء والصّٰلحین فرمایا یعنی نبوت کے نیچے مقام صدق ہے اور یہہ عمل وریاضت اور طلب ومجاہدہ سے خدا عنایت فرماتا ہے۔

قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ (بنی اسرائیل ۹۷) شاکلہ در منتہی الارب بمعنی صورت ونیت است۔ ہر کوئی اپنے کینڈے اور اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف علم قیافہ کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ جب شاکلت بداہتۂ مختلف ہے اور اس سے اعمال بھی مختلف ہین۔

Marfat.com

تو یقینی حال و مقام مین بھی اختلاف ہونا لازمی ہے جیسے اعمال ویسے مقامات۔

وما منا الا له مقام معلوم نہین ہے کوئی ہم مین مگر اوسکا مقام معلوم ہے۔ (والصفت۔ آخر) اس آیت کو لوگون نے حسب عادت محذوف مان کر فرشتون کا قول بنایا ہے کہ فرشتے کہین گے وما منا الا له مقام معلوم مگر فرشتون کے مقام کا تو وہان جایزہ لیا نہ جائے گا۔ دوسرے محذوف ماننے سے کلام دولخت ہو جاتا ہے۔ محذوف ماننے کے لئے بھی کوئی مجبوری اور کوئی قرینہ ہونا چاہئے کیونکہ محذوف مانا ہوا جملہ غیر قطعی ہوتا ہے اور یون قطعی غیر قطعی کا پابند ہو جائے گا۔ کوئی ایک جملہ محذوف مانے گا کوئی دوسرا۔ یہان فرشتون کا کہین مذکور نہین۔ حقیقت مین یہہ قول ہے عباد مخلصین کا جنکو اوپر ہی کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے الا عباد اللّٰه المخلصین۔ یہی عباد مخلصین کہتے ہین۔ وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون۔ یہہ سب عباد مخلصین ہی کے مقامات ہین۔

مزید توضیح کے لئے سورہ والصفت کا آخر کو ع پڑھ جاؤ۔ وان یونس لمن المرسلین سے رکوع پڑا ہے۔ بنظر اختصار مینے نقل نہین کیا۔ اس مین خدا نے حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی یوم یبعثون (اگر وہ تسبیح کرنے والون مین نہ ہوتے تو ہرگز مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے) اوسکے بعد اقوال و اعتراض کفار کو بیان کیا ہے جو وہ پاکی و سبوحیت خداوندی کے خلاف بولتے تھے۔ پھر اس قول سے عباد مخلصین کو مستثنیٰ کیا ہے پھر اون کا قول بیان کیا ہے۔ وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون یعنی ہم مین ہر کا ایک مقام معلوم ہے ہم مین بعض نماز گذار ہین بعض تسبیح کرنے والے۔ پھر کفار کی وہ آرزو بیان کی ہے جو وہ قیامت کے دن کرینگے۔ کہ اگر اگلون کی نصیحت ہمارے پاس ہوتی تو ہم بھی عباد مخلصین مین ہوتے۔ میرے نزدیک صاف سلسلہ کلام یون ہی ہے فرشتون کو

Marfat.com

بیچ مین لاکر اور فرشتون کو محذوف مانکر اور وما منا الا له مقام معلوم فرشتون کا قول قرار دیکر سلسلۂ کلام توڑنے کی کیا ضرورت۔ معاملات اخلاص مین فرشتون کے ٹپک پڑنے کی گنجایش نہین۔ خدا کا طرز کلام بھی اسکا ساعد نہین کہ معاملات اخلاص مین فرشتے دخل در معقولات کرین اس سے واضح ہوا کہ مخلصین بندون کے مقامات ہین۔ کوئی نماز گذار ہین۔ کوئی تسبیح کرنے والے ہین جسمین جو صفت غالب ہو ولکل درجٰت مما عملوا ہر شخص کے اعمال کے مطابق اوسکے مدارج ہین۔ انعام ع ۱۶ اس سے واضح ہو گیا کہ خدا کے بندون کے علویات اور سفلیات مین حسب اعمال اون کے مدارج ہین مجھے سفلیات مین کفار کے مدارج قایم کرنے سے بحث نہین میرا تخاطب اخلاص مندون کی طرف ہے تو جس طرح انبیا کے مدارج ہین اولیا اور مخلصون کے بھی مدارج ہین۔ انبیا سے تو قوم نے قطع تعلق ہی کر لیا ہے۔ ہان اولیاء کے مدارج زبان زد خلائق ہین۔ مگر وہ نہین جو خدا نے بتائے ہین۔ بلکہ انسانی دئے ہوئے خلعت و خطابات ہین جو معتقدون کی بارگاہ سے عنایت ہوتے ہین

حضرت رسول معصوم نبی آخر الزمان ہمارے مولا ہمارے پیشوا ہمارے ہادی اور سارے عالم کے رسول باپ جان نت وامی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی نسبت خدا فرماتا ہے۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (بنی اسرائیل ع ۹) اوسکا وعدہ خلاف نہین ہوتا۔ آپ مقام محمود مین ہونگے آپ کا نام محمود آپ کا مقام محمود۔ جتنے مخلصین بندے خدا کے ہین سب ایک ایک صفت اور ایک ایک مقام کے ساتھ مخصوص ہین۔ انہ کان من المخلصین ۞ انہ کان من الصادقین ۞ انہ کان من الصلحین علیٰ ہذا سب کے صفات اور مقامات جداگانہ ہین۔ مگر مقام محمود چونکہ مجموعۂ صفات ہے۔ اسلئے اوس مقام کا نام ہی محمود پڑ گیا یعنی بہمہ صفت موصوف لا بہمہ صفات محمودہ۔

اکثر پیغمبرون نے فرمایا ان کان کبر علیکم مقامی اگر میرا مقام تم کو بار گران ہو اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ما منا الا لہ مقام معلوم ہر عابد و مخلص کا ایک مقام ہے۔

Marfat.com

اگر مین مقامون کو اور اہل مقام کے تفرقہ مراتب کو بیان کردن تو کچھ فائدہ نہو گا اور کتاب طویل ہوجائیگی
دران حالیکہ مقصود ہے اختصار اور اگر مین اولیائے کے مقام کی تفصیل کردن تو خیال ہوتا ہے
کہ رہرو جہان تھکا وہان منزل کرے گا ہی۔ پھر اوس مقام کے لطائف کو بیان کرنا طالبون کی
توجہ کو باٹنا ہوگا۔ اور طالب طالب خدا نہین بلکہ طالب مقامات ہوجائے گا۔ اور خدا کو مقامات
تو مطلوب نہین اس لئے بالاجمال کسی قدر بیان کردیتا ہون۔ کسی کی خواہش تفصیل کی ہو تو قرآن مجید
مین تدبر و تفکر اوسے کفایت کرے گا۔

اسمائے حسنیٰ مین سے جو صفت جس طالب پر مستولی ہو۔ خدا کی جس صفت مین وہ ڈوبا ہو۔ خدا کی جس صفت
نے اوسے ڈھانپا ہو۔ اور خدا کی جس صفت نے اوسے پناہ دی ہو وہ اوسکا مقام ہے۔

قرآن مجید مین سے مجھے اسوقت اتنے نام یاد آئے۔ مسلمین۔ مومنین۔ مخلصین۔ صالحین۔ مسبحین
صافون۔ اولوالالباب۔ متقین۔ صادقین۔ صابرین۔ شاکرین۔ متصدقین۔ قانتین۔ صائمین۔ حافظین
ذاکرین۔ خاشعین۔ سابقون۔ مقربون۔ صدیقین۔ شہدا۔ مقام اجتبا۔ مقام اصطفا۔ مقام تکلم الٰہی۔ مقام روح
مقام تبشیر و تنذیر۔ مقام صحبت۔ مقام ولایت اور علیٰ ہذا اہل مقام سے مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور مقام سے کیفیت مقام
کا۔ مگر صرف ترجمہ کردینے سے نہین بلکہ قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنے اور اہل مقام ہونے سے
واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

Marfat.com

مناجات

اے خدا دعا کرنے آیا ہون یعنی تجھ سے دو باتین۔ آہ تو سب کی سنتا ہے میری بھی سن لے۔ مگر نگاہ شوق تیز تر ہوتی جاتی ہے اور زبان التجا گنگ۔ آرزوئین آہون کے بخارات نبکر اوڑا چاہتی ہین۔ اور مرادین نالون کی خاکستر ہوا چاہتی ہین۔ کیونکہ یہہ وہ آہ و نالے نہین جو آسمان کو چھیدین۔ بلکہ ان کی چنگاریون سے تو دل چراغان ہو رہا ہے! ایسے حال مین تو ہی بتا تجھ سے تیرے سوا مانگون بھی تو کیا مانگون تیرے حضور کونسی چیز مانگنے کی اس لئے مانگنے سے تو مین رہا۔ ہان قوم کا کچھ دکھڑا ہے اور قوم کے لئے کچھ التجا۔

اے خدا! یہہ مینے نہین کہا تو ہی نے فرمایا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ تمہارے پاس رسول تم مین سے ہی آئے۔ تمہاری تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہین۔ ایمان والون پر غایت درجہ شفیق و مہربان ہین (توبہ ع ۱۶) ایسے حال مین مسلمانون کی روحانیت کی بدحالی تیرے رسول محبوب پر کس درجہ بار گران اور موجب تکلیف ہوگی۔ اے خدا! اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کا خیال کر۔ مسلمانون کا حال بدل دے۔ کوئی تجھ سے درد دل کا علاج مانگتا ہے اور مین مسلمانون کے لئے درد دل۔ مگر تیرا درد اور تیری محبت کا درد کہ اپنی محبت خالص کا اک ذرہ درد انکو عنایت کر۔ کہ یہہ تیری گرمی محبت مین حرارت حیات روحانی سے بہرہ یاب ہون اور نئی زندگی پیدا کرین یعنی اسلام حقیقی سے بہرہ یاب ہون اسلامی شریعت و طریقت سے فیضیاب ہون جو عین حقیقت ہے۔ گردش مین گردان ہون۔ اور روش مین طیران۔ قرآنی انوار و تجلیات سے منور ہون کہ تیری دید کے سزاوار ہو جا تیرے ہو کر۔ تیرے رسول کے لائے ہوئے اسلام پر چل کر ماسوا سے منقطع ہو کر۔ ماسوائے پر حکمران ہون اور اسلام کا نام روشن کرین۔ قلوب پر تیرے نام کا سکہ رائج ہو۔ اور دنیا مین تیرے فرمان کی حکومت فرمان روائی کرے کہ تیرے پیارے رسول کی انکھین ٹھنڈی ہون اور دل تسکین پاے۔

اسلام اور ہائے اسلام۔ دور اول ہی مین پہولا پہلا۔ دور دوم مین پت جھڑ ہوئی اور دور سوم مین اپنپا

نام نامی چھوڑ کر سدہار گیا۔ دور دوم کی پت جھڑ اور مرض آلود شاخین مختلف فرقون کی صورتون مین ابتک اپنا عوارض آلود وجود دکھارہی ہین۔ مسلمانون نے غفلت کی راہ سے تنہ کو ڈہانک دیا اور نافرمانیون کی ردی کشی سے شاخین کاٹ کر گرادین اور ماسوے اللہ کے تیز آلاؤ مین اونہین خاکسیاہ کر ڈالا اور اب اوس خاکستر کے دفینون پر مجاور ہو بیٹھے۔

یہہ اوس اسلام کا حال ہے جسکی تیئیس برس سے پیارے رسول نے اپنے مقدس سینہ کے خدائی صحن باغ مین تیئیس ۲۳ برسون تک باغبانی کی اسکے سایہ مین بیٹھے اسکا پہول سونگھا گلے کا ہار کیا اور بستر پر ڈالا اسکا پہل کھایا اور اسکا پہل کھلایا کیون نہ افسوس اور ماتم کا مقام ہو کہ مسلمان وسی پیارے رسول کی امت ہو کر اوسی اسلام کی شاخون کے خاکستر کو تربت مین رکھہ کر دفن کرنے چلے ہین۔ اے خدا تیری رضا کیا ہے؟ کیا تیری یہہ رضا ہے کہ اسلام کا بے برگ و بار تنہ مشرکون کے حوالہ ہو کہ وہ اس سے اپنی کرسیان بنائین یعنی بیت اللہ مین اپنا ناپاک بیٹھک بنا کر تیرے کلام پاک کے پرچے اڑائین یا تیری یہہ رضا ہے کہ اپنے مقدس اور برگزیدہ اسلام کو نئی زندگی عطا کرے جس غرض کے لئے تو نے اپنی آخری کتاب کی حفاظت کی ہے۔

اے خدا! اگر تیری یہہ رضا ہے تو وہ دن جلد لا کہ عروج اسلام کی صبح صادق کی بہار میری حسرت زدہ اور ارمان آلود آنکہین بھی تو دیکھین ع بس از سر من کن فیکون شد شدہ باشد۔ اے خدا تیری ہی تو مرضی۔ تیری ہی مرضی تو ہو کر رہی ہے۔ اور ہو کر رہے گی۔ اذا اراد اللہ شیئًا یقول لہ کن فیکون۔ اے خدا ہم تو تیری رضا کے بندے ہین۔ اللھم لبیک لبیک والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و الہ و اصحابہ اجمعین۔

تمت

[illegible]

[illegible]

میں نے یہ کتاب [illegible]

[illegible] کے مخلوط ہونے سے اس کی صورت بدل گئی ہے [illegible] تصوف [illegible]
[illegible] پریشان ہو گئے ہیں کہ اس کی اصل صورت [illegible]
معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ایک طرف تو تصوف کو اس کے قدیم مقدس [illegible]
دکھلایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی تصوف عین کتاب و سنت کی تعلیم ہے
دوسری طرف موجودہ اوہام و بدعات سے اُسے پاک کیا گیا ہے [illegible]
کی سخت ضرورت تھی اور مصنف نے اس ضرورت کا صحیح احساس کیا ہے اور [illegible]
کتاب لکھی ہے۔

Marfat.com

رائے مولوی وحیدالدین صاحب سلیم سابق ایڈیٹر انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڈھ و رسالہ المعارف وغیرہ

کتاب منہاج الحق تصوف کی حقیقی تصویر ہے۔ قدما کا تصوف عین شریعت اور بالکل قرآن و حدیث سے ماخوذ تھا۔ مصنف نے کتاب کے شروع میں اساطین تصوف کے اقوال سے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ اور وہ اشغال و مقامات جو تصوف کی جان ہیں قرآن سے مطابق کرکے دکھائے ہیں گویا شیخ سعدی کے اس شعر کی تشریح ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

طرز بیان اور انشا پردازی کے لحاظ سے بھی اس فن مین یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے۔ امید ہے کہ وہ گروہ جسے تصوف کا ذوق ہے اس کتاب سے مستفید ہوگا۔

نظم مولوی سید احمد حسین صاحب امجد

واہ وا کیا خوب لکھی ہے کتاب — آج تک دیکھا نہیں اس کا جواب
ہوگیا دل جل کے بیدیں کا کباب — کہہ اٹھا یا لیتنی کنت تراب
اس کا مضموں موضح القرآن ہے — ینطق بالحق اس کی شان ہے
ہے یہ نور عین ایمان و یقین — ہے یہ تفسیر ھدیً للمتقین
ہے یہ مینا عینک چشم فقیہ — اس مین کوئی شک نہیں لاریب فیہ
چارہ ساز روح ہے یہ بالیقین — ہے یہ نسخہ۔ نسخۂ بیمار دین
رہنمائے حق ہے اس کا ہر ورق — ہے محب الحق کی یہ منہاج حق
حق پر اب ایمان لاؤ مومنو! — اس کو آنکھوں سے لگاؤ مومنو!
کہہ کے بسم اللہ اٹھاؤ اب قدم — ہے یہی منہاج حق۔ حق کی قسم
یہ شراب معرفت کا جام ہے — ہاں یہی سررشتۂ اسلام ہے
"ہم نے کچھ سمجھا نہیں" کہنا نہ ہم — انا یسرنا ہ ھل من مدکر

Marfat.com